خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

اُس (اللہ) نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسے بیان سکھایا ہے

اظہارِ خطابت

جلد سوئم

جمادی الاول ❖ جمادی الثانی

مصنف: خطیب اہلسنت صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

نام کتاب	....	اِظہارِ خطابت (جلد سوم) جمادی الاوّل - جمادی الثانی
مصنف	....	مولانا پیر محمد مقبول احمد سرور
صفحات	....	۳۰۰
اشاعت	....	مارچ ۲۰۰۷ء
کمپوزنگ	....	ورڈز میکر
مطبع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	....	ملک شبیر حسین
قیمت	....	150 روپے

ملنے کے پتے

ادارہ پیغام القرآن	مکتبہ اہلسنت	اسلامک بک کارپوریشن
زبیدہ سنٹر اُردو بازار لاہور	امین پور بازار فیصل آباد	اقبال روڈ - راولپنڈی
مکتبہ ضیائیہ	مکتبہ غوثیہ ہول سیل	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
بوہڑ بازار راولپنڈی	پرانی سبزی منڈی کراچی	انفال پلازہ' اُردو بازار کراچی
علمی کتاب گھر	مکتبہ رضویہ	احمد بک کارپوریشن
اُردو بازار کراچی	گاڑی کھاتہ آرام باغ روڈ کراچی	اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

انتساب

میں اس ناچیز سے تحفہ کو بارگاہِ نبوت کے عزیز ترین صحابی مؤذن رسول امام العاشقین حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان کی مسجد نبوی میں پڑھی گئی اذانوں کا صدقہ ناچیز کو بھی ضرور دوبارہ مسجد نبوی شریف کی حاضری نصیب ہوگی۔

بقول حسن رضا بریلوی

ان کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حسنؔ
ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

فقیر الی المولیٰ القدیر

محمد مقبول احمد سرور

خادم آستانہ عالیہ امام خطابت فیصل آباد شریف

فہرست مضامین جلد سوم

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

پہلا خطبہ (جمادی الاوّل)

شانِ رسالت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی حشر میں عزت رسول اللہ کی
اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

تلاوت کردہ تین الفاظ

صاحب صدر! مہمانان گرامی قدر! ذی وقار سامعین حضرات تلاوت کردہ آیت کریمہ میں تین الفاظ ہیں محمدؐ رسول اور اللہ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) تو تقصیر آج کے اس خطبہ میں ان الفاظ کی تشریح وتوضیح پر روشنی ڈالنے کی سعیٔ سعید کرے گا مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ مجھے اس کی توفیق انیق مرحمت فرمائے۔

ان الفاظ کا ترجمہ

آیت کریمہ کا ترجمہ تو آپ سب لوگ اچھی طرح جانتے ہی ہیں کیونکہ یہی الفاظ کلمہ طیبہ شریف کا جزو ثانی ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

(حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (جل جلالہ) کے رسول ہیں۔

ختم دور رسالت

گرامی قدر سامعین! حضرات صحابہ کرام ؓ سے لے کر آج تک اور پھر آج سے لے کر قیامت تک کلمہ طیبہ کا دوسرا جزو یہی ہے اور یہی رہے گا اور اس کا ترجمہ بھی یہی ہے اور یہی رہے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیام قیامت پہلا جزو کلمہ طیبہ کا نہ بدلا ہے اور نہ بدلے گا مگر حضور علیہ السلام تک دوسرا جزو تبدیل ہوتا آیا۔

کبھی دوسرا جزو تھا	آدم صفی اللہ	علیہ السلام
کبھی دوسرا جزو تھا	ابراہیم خلیل اللہ	علیہ السلام
کبھی دوسرا جزو تھا	اسماعیل ذبیح اللہ	علیہ السلام
کبھی دوسرا جزو تھا	نوح نجی اللہ	علیہ السلام

مگر اب قیامت تک دوسرا جزو بھی تبدیل نہ ہوگا اور کلمہ طیبہ اسی صورت میں رہے گا۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی دور نبوت ورسالت بدلا تو کلمہ کا دوسرا جزو بدلا اور جو نبی یارسول نئے تشریف لائے ان کا کلمہ پڑھا گیا جب تک ان کا دور رسالت ونبوت رہا انہی کا کلمہ پڑھا جاتا رہا تو پتہ چلا کہ کلمہ کا جزو ثانی جب تبدیل ہوتا ہے کہ جب سابقہ نبی تشریف لے جائیں اور نئے نبی تشریف لے آئیں۔

میرے آقا علیہ السلام کے بعد اب نبی	کوئی نہیں
میرے مولا علیہ السلام کے بعد اب رسول	کوئی نہیں
لہٰذا اب کلمہ کا جزو ثانی تبدیل کرنے کی حاجت بھی	کوئی نہیں

جس آقا مولا علیہ السلام کی تخلیق پاک سے نبوت کا آغاز ہوا تھا اسی آقا کی بعثت پاک سے نبوت اختتام کو پہنچ گئی......ارشاد فرمایا کہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

نہیں ہیں محمد (ﷺ) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ابوداؤد شریف کتاب الفتن)

میں نبیوں کا خاتم (آخری نبی) ہو میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فتح باب نبوت پہ روشن درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

آفتاب نبوت

گرامی سامعین! تمام انبیاء کرام علیہم السلام جلوہ افروز ہوتے رہے بالکل ایسے ہی جیسے آسمان پر ستارے موجود ہیں مگر جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی میں

ستارے نظر نہیں آتے اس طرح آفتاب نبوت طلوع ہوا تو اس کی روشنی میں یہ تمام ستارے پوشیدہ ہو گئے

نہ ستاروں کا وجود ختم ہوتا ہے

نہ انبیاء کا وجود ختم ہوا ہے

بلکہ سورج طلوع ہوا تو ستارے موجود ہیں مگر نظر نہیں آتے

اس طرح آفتاب نبوت طلوع ہوا تو انبیاء موجود ہیں مگر نظر نہیں آتے

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے

پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

ارشاد فرمایا:

وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۶)

اور دعوت دینے والے اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور روشن کر دینے والا آفتاب

تو تمام انبیاء کی نبوتیں اس آفتاب کی روشنی میں گم

تمام شریعتیں اس کی شریعت کاملہ میں گم

تمام آسمانی کتابیں اس کی کتاب مبین میں گم

تمام انبیاء ورسل کی جامع ذات میرے آقا علیہ السلام

تمام شریعتوں سے جامع شریعت میرے مولیٰ علیہ السلام کی شریعت

تمام کتابوں کی جامع کتاب میرے نبی کریم کا قرآن مجید

اب کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں

اب کسی نئی کتاب کی ضرورت نہیں

اب کسی نئے نبی ورسول کی ضرورت نہیں

کتابیں بھی اسی نبی پر ختم

شریعتیں بھی اسی نبی پر ختم

معجزات بھی اسی نبی پر ختم

کمالات بھی اسی نبی پر ختم

فضائل بھی اسی نبی پر ختم

محامد بھی اسی نبی پر ختم

حسن وجمال بھی اسی نبی پر ختم

وہ نبیوں میں ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے

حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

اللہ تعالیٰ کا ہر نبی حسین وجمیل تھا مگر اختتام حسن وجمال میرے مصطفیٰ پر ہو گیا

اللہ تعالیٰ کا ہر نبی باکمال تھا مگر اختتام کمالات میرے آقا پر ہو گیا

تو جب ہر حسن وخوبی وجمال کمال کا اختتام ذات مصطفیٰ پر ہوا تو نبوت بھی یہیں آ کے ٹھہر گئی اگر آپ سے زیادہ اعلیٰ واولیٰ حسین وجمیل فضائل وکمالات والا کوئی اور ہوتا تو نبوت ادھر جاتی۔ لیکن جب حسن وجمال کے خالق نے اس حسین وجمیل کو اپنا محبوب بنایا تو پتہ چل گیا کہ اب ان سے اور زیادہ حسین وجمیل کوئی نہ ہوگا۔

اللہ نے محبوب بنا کر اسی پر نبوت کو ختم فرما دیا:

چودہ سو کچھ سال بیت گئے

آثار قیامت نمودار ہونے لگے

سائنس نے بہت ترقی کی

ریسرچ کرنے والے بہت بلندیوں تک پہنچے

مگر آج تک کسی ماں نے آمنہ کے دریتیم جیسا حسین نہ جنا

آج تک کسی باپ کے گھر عبداللہ کے لخت جگر جیسا جمیل نہ آیا

تو جب ایسا حسین کوئی نہ آسکا

ایسا جمیل کوئی نہ آسکا

تو پھر ایسا نبی کوئی کیسے آئے گا

جھوٹا، دجالؔ، کانا، کالا سیاہ تو آسکتا ہے مگر سچا اور حسین وجمیل نہیں آسکتا

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا

کوئی ظلی یا بروزی نبی نہ ہوگا

اگر ہوگا تو دجال ہوگا

اگر ہوگا تو کذاب ہوگا

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اب قیامت تک اسی درِ یتیم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ہی سکہ چلے گا۔

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا

عالم نے رنگ بدلا صبح شب ولادت

یہ کہاں کی دانشمندی ہے

سامعین محترم! جب حضور سرور کائنات ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم اور قیامت تک کے لئے ہے۔

جب حضور سرور کائنات ﷺ پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے۔

جب حضور سرور کائنات ﷺ کی سنت مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح وتوضیح کر رہی ہے۔

جب کہ شریعت اسلامیہ روز اول کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام

شعبوں میں ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔

جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر۶)

آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے۔

آفتاب محمدی طلوع ہو چکا عالم کا گوشہ گوشہ اس کی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے تو پھر دن کے اجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے۔

محمد ﷺ

گرامی سامعین! ارشاد فرمایا ''محمد اللہ کے رسول ہیں'' پہلا لفظ ہے محمد (ﷺ)

یہ میرے آقا کا اسم گرامی ہے

کتنا پیارا نام ہے

کتنا خوبصورت نام ہے۔ ایک شاعر نے کہا

کِڈا سوہناں نام محمد دا ایس ناں دیاں ریساں کون کرے

دو جگ تے سایہ رحمت دا اس چھاں دیاں ریساں کون کرے

اس لفظ محمد ﷺ کا معنیٰ

علماء کرام نے تصریح فرمائی کہ لفظ محمد کا معنیٰ ہے

اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَّكَرَّةً بَعْدَ كَرَّةٍ

(مطالع المسرات ۸۳)

وہ ذات ستودہ صفات کہ جس کی حمد کی جائے ایک حمد کے بعد دوسری اور اس طرح تکرار ہوتی رہے یعنی کہ اس کی تعریف کبھی ختم نہ ہو

کوئی زمان وقت اس کی تعریف سے خالی نہ ہو

تعریف کرنے والے تعریف کرتے ہی چلے جائیں

ولی	جس کی تعریف کرتے رہیں
غوث	جس کی تعریف کرتے رہیں
قطب	جس کی تعریف کرتے رہیں
ابدال	جس کی تعریف کرتے رہیں
اوتاد	جس کی تعریف کرتے رہیں
صحابہ	جس کی تعریف کرتے رہیں
انبیاء	جس کی تعریف کرتے رہیں
خدائی	جس کی تعریف کرتی رہے
بلکہ خدا	جس کی تعریف کرتا رہے

اور یہ تعریف ہوتی ہی رہے اس میں کبھی رکاوٹ نہ آئے تو پھر محمد وہ کہ

جن کی تعریف	صبح بھی ہو شام بھی
جن کی تعریف	دن بھی ہو رات بھی
جن کی تعریف	عرش پر بھی ہو فرش پر بھی

محمد و احمد ﷺ

حضرات گرامی!

جس کی تعریف کی جائے اور بہت کی جائے وہ ہے — محمد ﷺ

جو تعریف کرے اور بہت زیادہ کرے وہ ہے — احمد ﷺ

احمد — بہت زیادہ تعریف کرنے والے کو کہتے ہیں

محمد — جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے اسے کہتے ہیں

محمد اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کوئی احمد نہ ہو

اگر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام محمد ہیں تو کوئی نہ کوئی احمد ضرور ہے

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِسْمِیْ فِی الْقُرْاٰنِ مُحَمَّدٌ وَفِی الْاِنْجِیْلِ اَحْمَدُ (مطالع المسرات ۸۵)

قرآن کریم میں میرا نام محمد اور انجیل میں میرا نام احمد ہے (ﷺ)

احمد بشارت عیسیٰ علیہ السلام

اور ایک روایت کے مطابق احمد آپ کا آسمانی نام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی نام سے آپ کی بشارت فرمائی کہ

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ (پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶)

(میں) مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام نامی احمد ہوگا۔

تو آپ محمد بھی ہیں اور احمد بھی

جب آپ محمد ہیں تو پھر کوئی آپ کا احمد (تعریف کرنے والا بھی) ہے

جب آپ احمد ہیں تو پھر کوئی آپ کا محمد (جس کی تعریف کی جائے) بھی ہے

حضور احمد ہیں

حضور علیہ السلام احمد ہیں یعنی بہت تعریف کرنے والے تو نبی کریم علیہ السلام اپنے رب کی سب سے زیادہ تعریف فرمانے والے ہیں اس لئے احمد ہیں یعنی

اَحْمَدُ الْحَامِدِیْنَ لِرَبِّهِمْ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۲۱۳)

تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والے

نبی اکرم ﷺ سے قبل کسی کا نام احمد نہیں رکھا گیا اور نہ ہی محمد رکھا گیا اور حضور علیہ السلام کے بعد لاتعداد لوگوں نے یہ نام رکھے تاکہ حضور علیہ السلام کے اسماء مبارک کی برکات حاصل ہوں مگر پہلے یہ نام اللہ کریم نے حضور ہی کے رکھے تاکہ محبوب علیہ السلام کی انفرادیت و بے مثلیت

قائم رہے

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا

''بروز قیامت مقام محمود پر میں اپنے رب کی وہ حمد بیان فرماؤں گا جو نہ کسی نے مجھ سے قبل بیان کی ہوگی اور نہ ہی کوئی میرے بعد بیان کرے گا'' (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر

تو بروز محشر نقشہ یوں ہوگا

سب سے زیادہ تعریف کرنے والے	احمد ﷺ	ہوں گے
جس کی سب سے زیادہ تعریف ہوگی وہ	اللہ تعالیٰ جل جلالہ	ہوگا
جس مقام پر یہ تعریف ہوگی	مقام محمود	ہوگا
مقام محمود پر	حضور	احمد
	اللہ	محمد

اور اللہ فرماتا ہے

اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ

اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں

اور درود یعنی صلوۃ کا معنی ہے ''ھُوَ الثَّنَاءُ بِالْعُطُوْفَۃِ وَالرَّحْمَۃِ'' تعریف عطوفت و رحمت کے ساتھ یعنی اللہ اپنے حبیب کی تعریف فرماتا ہے عطوفت و رحمت کے ساتھ حضور تعریف کریں اللہ کی تو

حضور ہوں گے	احمد
اللہ تعالیٰ ہوگا	محمد

اور جب اللہ تعریف کرے محبوب کی تو:

اللہ ہوگا	احمد
حضور ہوں گے	محمد

نتیجہ یہ نکلا کہ

کبھی اللہ احمد ہے اور یہ	محمد ہیں
اور کبھی یہ احمد ہیں اور اللہ	محمد ہے

یہ تعریف کرتے ہیں اس کی

وہ تعریف کرتا ہے ان کی

کڈا سوہناں نام محمد دا اس ناں دیاں ریساں کون کرے

دو جگ تے سایہ رحمت دا اس چھاں دیاں ریساں کون کرے

حضرت عبدالمطلب نے نام رکھا

الشیخ الامام محمد الفاسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

وَاَشْھَرُ اَسْمَائِہٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِہٖ سَمَّاہُ جَدُّہٗ عَبْدُالْمُطَّلِبِ وَلَمَّا سَمَّاہُ بِہٖ قِیْلَ لَہٗ لِمَ سَمَّیْتَہٗ مُحَمَّدًا وَلَیْسَ اِسْمًا لِاَحَدٍ مِّنْ اٰبَائِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ یَّحْمَدَہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (مطالع المسرات صفحہ ۸۲)

آپ کے اسماء گرامیہ میں سے زیادہ مشہور اسم پاک محمد (ﷺ) ہے یہ نام آپ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب نے رکھا جب آپ نے حضور کا نام یہ رکھا تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے حضور کا یہ نام کیوں رکھا ہے جبکہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے کسی کا یہ نام نہیں ہے تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اہل آسمان و زمین اس (حضور علیہ السلام) کی تعریف بہت بہت کیا کریں گے

ایک اور روایت کے مطابق حضرت عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ان کی پشت مبارک سے ایک سفید چاندی کا زنجیر نکلا ہے جس کا ایک حصہ آسمان اور دوسرا زمین میں ہے اس طرح ایک حصہ مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے پھر وہ تبدیل ہو گیا ایک ایسے درخت کی صورت میں جس کے ہر پتہ سے نور نکل رہا ہے اور جیسے کہ سارے مشرق و مغرب والے اس سے مستفید ہو رہے ہیں جب اس قصہ کو (معبّر سے) بیان کیا تو اس نے یہ تعبیر کی کہ حضرت عبدالمطلب کی پشت مبارک سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جس سے اہل مشرق و مغرب متعلق (مستفیض و مستفید) ہوں گے اور اہل زمین و آسمان اس کی تعریف کیا کریں گے (مطالع المسرات صفحہ ۸۲)

حضرت آمنہ کا خواب

حضرت سیّدہ طیبہ طاہرہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جسے راوی نے یوں روایت کیا کہ انہوں نے کسی کہنے والے کو سنا کہ وہ ان سے کہہ رہا تھا کہ آپ اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہیں پس جب ان کو وضع فرمالو تو ان کا نام نامی محمد ﷺ رکھنا اور ایک دوسرے خواب میں آپ کو حکم دیا گیا کہ ان کا نام احمد رکھنا الخ

(مطالع المسرات صفحہ ۸۲)

گرامی قدر سامعین

اللہ نے محبوب کا نام رکھا	محمد	ﷺ
حضرت عبدالمطلب نے پوتے کا نام رکھا	محمد	ﷺ
حضرت آمنہ نے جگر گوشہ کا نام رکھا	محمد	ﷺ

کڈا سوہناں نام محمد دا ایس ناں دیاں ریساں کون کرے
دو جگ تے سایہ رحمت دا ایس چھاں دیاں ریساں کون کرے

بچوں کا محمد نام رکھا کرو

سرکار ابد قرار علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

اپنے بچوں کا نام محمد رکھا کرو کیونکہ میرے اللہ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ جس کا نام میرے نام نامی اسم گرامی پر (محمد) رکھا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم نہیں بھیجے گا۔ (المواہب صفحہ ۳۶۶ شفا جلد اول صفحہ ۱۰۵)

امام باقر نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا جس کا نام محمد (ﷺ) کے نام پر ہے وہ جنت میں ہی داخل ہو جائے یہ اس اسم گرامی کی عزت کے لئے ہے (شفا شریف جلد نمبر ا صفحہ ۱۰۵)

ایک شاعر نے کیا خوب فرمایا کہ

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

ابو رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ''جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اس کو نہ مارو اور نہ اس کو کسی اچھی شئی سے محروم کرو'' (بزار)

یعنی سیّد عالم ﷺ کے اسم مبارک کی تعظیم کے لئے اس بچہ کو ادب سکھانے کے بغیر نہ مارو اور نہ اس سے سختی کرو

(حبیب اعظم صفحہ ۴۱۶ از استاذی المکرم شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''جب تم بچہ کا نام محمد رکھو تو اس کا احترام کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ وسیع کرو اور اس کے چہرہ کو قبیح نہ کہو'' (خطیب)

یعنی اس کو یہ نہ کہو ''اللہ تیرا چہرہ برا کرے'' (حبیب اعظم صفحہ ۴۱۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

''جو دستر خوان کھانے کے لئے بچھایا جائے اور اس پر وہ شخص حاضر ہو جس کا نام محمد یا احمد ہو تو اللہ تعالیٰ اس گھر کو ایک دن میں دو بار پاک کرتا

ہے" (حبیب اعظم صفحہ ۲۱۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

"لوگ کوئی مشورہ کرنے جمع ہوں اور ان میں محمد نام کا کوئی شخص نہ ہو تو ان کے مشورہ میں برکت نہ ہوگی" (ابن جوزی بحوالہ حبیب اعظم صفحہ ۲۱۶)

کڈا سوہناں نام محمد دا ایس ناں دیاں ریساں کون کرے
دو جگ تے سایہ رحمت دا ایس چھاں دیاں ریساں کون کرے

تعظیم اسم محمد ﷺ

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق خاص حضرت ایاز رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کا نام محمد تھا تو وہ اسے اسی نام سے بلایا کرتے

ایک دن اس کو ابن ایاز کہہ کر بلایا اے ایاز کے بیٹے مجھے پانی پلاؤ

حضرت ایاز نے سمجھا کہ شاید بادشاہ ناراض ہو گیا ہے کہ جو میرے بیٹے کو نام لے کر نہیں بلایا؟

نہایت پریشان ہوئے

بادشاہ نے پوچھا کہ ایاز تم کیوں پریشان ہو؟

عرض کیا یوں لگتا ہے کہ آپ میرے بیٹے سے ناراض ہیں

کہا نہیں

ایاز نے سوال کیا کہ پھر اس کا نام لے کر کیوں نہیں بلایا؟

بادشاہ نے کہا اس لیے کہ اس وقت میرا وضو نہ تھا اور میں نے بے وضو کبھی بھی نام محمد زبان سے ادا نہ کیا اور تیرے بیٹے کا نام محمد ہے میں بے وضو اسے کس طرح بلا لیتا۔

بادشاہ نے کہا

"مرا شرم آمد کہ لفظ محمد برزبانِ من گذرد وقتیکہ بے وضو باشم"

مجھے شرم آتی ہے کہ لفظ محمد اس وقت زبان سے ادا کروں جس وقت کہ میں بے

وضو ہوں۔ (تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ ۱۸۵)

شہد کی مکھی

مست بارہ قیوم حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں نقل فرمایا کہ

ایک روز نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے شہد کی مکھی کو اپنے دست شفقت میں لیا اور فرمایا مجھے یہ بتا کہ تو شہد کس طرح تیار کرتی ہے تو مکھی نے عرض کیا کہ میں باغات میں جا کر پھلوں پھولوں کا رس چوستی ہوں جب وہ مجھ سے خارج ہوتا ہے تو شہد بن جاتا ہے۔

فرمایا مکھی جھوٹ نہ بول اور کلام کو طویل نہ کر تجھے معلوم نہیں کہ تو کسی کے ہاتھ میں ہے؟ مکھی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسی لئے تو میں کلام لمبا کر رہی ہوں تا کہ جی بھر کے آپ کے دست کرم کے بوسے لے لوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال تو صرف یہ پوچھا گیا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس کا جواب اس قدر کافی تھا کہ یہ میرا عصا ہے مگر آپ نے عرض کیا تھا کہ باری تعالیٰ یہ میرا عصا ہے۔

میں اس سے ٹیک لگاتا ہوں۔

بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔

اور کئی دوسرے کام بھی کرتا ہوں۔

تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی کو جاری رکھنے کے لئے ہی تو کلام کو لمبا فرمایا تھا میں بھی اسی لئے کلام طویل کر رہی ہوں۔

فرمایا پھر بتاؤ کہ عرق تو ہوتا ہے پھیکا اور شہد ہوتا ہے میٹھا تو یہ پھیکا عرق میٹھا کیسے ہو جاتا ہے تو اس نے عرض کیا

گفت چوں خوانیم بر احمد درود
می شود شیریں وتلخی را ربود

(مثنوی مولانا روم)

حضور! میں جب باغات عرق چوس کر چلتی ہوں تو آپ پر آپ کے اسمِ مبارک احمد کے ساتھ درود پڑھتی ہوں جب درود شریف پڑھتی ہوں تو میرا پھیکا عرق بھی میٹھا ہو جاتا ہے۔ سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب آف کوٹلی لوہاراں نے کیا خوب فرمایا کہ

شہد سے میٹھا — محمد نام
شہد سے میٹھا — محمد نام
میم محبت کی مئے لایا — ح نے حق کا جام پلایا
دوسری میم نے مست بنایا — دال بچا کر دوزخ سے
جنت کا دے پیغام — شہد سے میٹھا محمد نام
شہد سے میٹھا — محمد نام
میم سے ہیں محبوب وہ رب کے — ح سے حاکم عجم و عرب کے
دوسری میم سے مالک سب کے — دال سے داتا دونوں جہاں کے
جود ہے ان کا عام — شہد سے میٹھا محمد نام
شہد سے میٹھا — محمد نام

علماء اہلسنّت اور عشقِ رسول

گرامی حضرات! اس قسم کا عشقِ رسول آپ کو علماء اہلسنّت کے ہاں سے ملے گا۔ ہمارے ایک اور علامہ صاحب نے پنجابی میں اسی عشقِ رسول کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

میم تھیں مالک کملی والا ح تھیں حامی سب دا
میم تھیں مرسل دال تھیں داتا سوہناں ماہی رب دا
دوہاں میماں نوں چم چم کے نظارہ کردے نبی ولی۔
اک میم محمد چمکے چمکارا جاوے گلی گلی

اک میم محمد چمکے (ﷺ)

کیا شان ہے اسم محمد کی

گرامی حضرات! کیا شان ہے اسم محمد کی

دوزخ سے بچائے — اسم محمد — ﷺ
جنت میں لے جائے — اسم محمد — ﷺ
پھیکے کو میٹھا بنائے — اسم محمد — ﷺ
اللہ سے ملائے — اسم محمد — ﷺ

دونوں ہونٹ ملتے ہیں

حضرت سلطان الخطباء امام خطابت علامہ پیر غلام رسول سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے کہ بولو لفظ

اللہ اللہ اللہ جل جلالہ

بولو اور غور کرو کہ کیا لفظ اللہ بولنے سے ہونٹ آپس میں ملتے ہیں؟

نہیں ملتے

اب بولو لفظ

محمد محمد محمد ﷺ

بولو اور دیکھو کہ کیا ہونٹ آپس میں ملتے ہیں؟

لفظ محمد ایک مرتبہ بولو گے ہونٹ دو مرتبہ آپس میں ملیں گے

شیریں نام محمد والا جدوں کوئی الاوے
اک لب دوجے نال بھئی یارو گھٹ گھٹ جپھیاں پاوے

صرف لفظ اللہ بولنے سے اللہ تو کیا ملے گا تیرے ہونٹ آپس میں نہ ملیں گے اور میرے آقا کا اسم گرامی محمد ﷺ کوئی ایک مرتبہ بولے ہونٹ دو مرتبہ ملتے ہیں۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑی کو بھی دیتا ہے بنا نام محمد

آدم علیہ السلام اور اسم محمد ﷺ

حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے جب جنت کا وہ دانہ تناول فرمایا جس سے روکا گیا تھا تو زمین پر اتار دیے گئے۔ ساڑھے تین سو سال تک روتے رہے معافی نہ ملی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے

فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۷)

پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے چند کلمے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کی۔ وہ کلمات کیا تھے مفسرین فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے مولا

''اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ غَفَرْتَ لِيْ''

میں تجھ سے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے صدقہ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔

(تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۱۸۶ تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۵۰ الوتا یا حوال المصطفیٰ جلد اول صفحہ ۳۳)

علامہ جامی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از عرق نجینا

یہود اور نام محمد

گرامی حضرات! نبی کریم علیہ السلام کی تشریف آوری سے قبل یہود کا شعار تھا کہ جب کبھی کفار و مشرکین سے ان کی جنگ ہوتی اور ان کی فتح کے ظاہری امکانات ختم ہو چکتے تو اس وقت تورات کو سامنے رکھتے اور وہ مقام کھول کر جہاں حضور نبی کریم علیہ السلام کے اسماء وصفات کا اور فضائل وکمالات کا تذکرہ ہوتا وہاں ہاتھ

رکھتے اور یوں دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِيْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تَبْعَثَهٗ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْيَوْمَ عَلٰى عُدُوِّنَا فَيُنْصَرُوْنَ

(روح المعانی، قرطبی وغیرہ)

اے اللہ ہم تجھے تیرے اس نبی (حضرت محمد علیہ السلام) کا واسطہ دیتے ہیں۔ جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے آج اپنے دشمنوں پر فتح دے تو حضور پرنور کے صدقے اللہ تعالیٰ انہیں فتح دیتا۔

قرآن پاک نے بیان فرمایا:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۔

(پ ا سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۸۹)

وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر (اس نبی کے وسیلہ سے) تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے سو پھٹکار ہو اللہ کی (دانستہ) کفر کرنے والوں پر۔

منکروں پر اللہ کی لعنت

گرامی سامعین! جب تک فتح نہ ہوتی تو یہودی سرکار کا وسیلہ ڈال کر فتح مانگتے اور جب صاحب وسیلہ جلوہ افروز ہو گئے تو ان کی آمد اور میلاد سے اتنا جلے کہ سب فضائل جاننے کے باوجود ان کا انکار کیا اور وہ وسیلہ بھی بھول گئے تو فرمایا کہ:

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ — منکروں پر اللہ کی لعنت ہو
میرے حبیب کے فضائل کا انکار کرنے والو — تم پر اللہ کی لعنت ہو
میرے حبیب کے وسیلہ کو بھولنے والو — تم پر اللہ کی لعنت ہو

تو ثابت ہوا کہ نام محمد علیہ السلام کی برکات سے اور اس کے وسیلہ سے فیضیاب

آج صرف اہلسنّت ہی نہیں ہوتے بلکہ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء بھی اس محبوب کریم کی ذات مقدسہ اور اس کے اسم مطہرہ کے وسیلہ سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

جسے روشن خدا کرے

گرامی قدر حضرات سامعین! میرے آقا کی تشریف آوری سے قبل بھی یہود سرکار کے اسم مبارک کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے رہے۔ اور فتحیاب ہوتے رہے۔ مگر دل میں وہی بغض وعناد باقی رہا۔ اور جب حضور جلوہ فرما ہوگئے تو اس بغض وعناد کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی شان وعظمت کا انکار کیا۔ پھر جب سرکار کا وصال باکمال ہوگیا تو اسی بغض کی وجہ سے اس اسم گرامی کو مٹانے کی کوششیں کرتے رہے۔ اور جب ناکام ہوئے تو بے بسی کے عالم میں سرکار کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر مسلمان ہوتے رہے۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کب بجھے جسے روشن خدا کرے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔(پ ۲۸ سورۃ الصف آیت نمبر ۸)

یہ (نادان) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ سخت ناپسند کریں اس کو کافر

نور کو پھونکیں مار کر بجھانے کی کوشش کرنے والے ہیں — کافر
نور کو اپنے اوج کمال تک پہنچانے والا ہے — قادر

جو ہر چاہت پر قادر ہے اور اس کی یہ شان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۔

بے شک اللہ ہر چاہت پر قادر ہے۔

لہٰذا وہ قادر وقدیر اپنے محبوب کے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا۔

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون؟
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

نور محمد کدی نہ بجھ سی

حضرت امام خطابت سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ سمندری میں ایک علاقہ ہے چک بابیانوالہ وہاں پر ایک نابینا حافظ جو ان منکرین نور کا سرخیل تھا۔ اپنی مسجد میں رات کو سویا ہوا تھا۔ اس سے قبل وہ بڑے زوردار انداز سے نور مصطفوی اور یارسول اللہ کے خلاف تقریر کر چکا تھا۔ سنی حنفی بریلوی نوجوان بڑے اشتعال میں تھے۔ چنانچہ یہ جوان کے جن کے متعلق کسی نے کہا ہے کہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

میرے آقا کے یہ عاشق رات کو اٹھے اور مسجد میں جا کر محراب کے اوپر جلی حرف سے روغن کے ساتھ تحریر کر دیا۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا نُوْرَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اب صبح وہ حافظ صاحب اٹھے اور ان کے مقتدی نماز کے لئے مسجد میں آئے تو وہ ایک دوسرے سے کھسر پھسر کر رہے تھے کہ حافظ صاحب نے بڑی گرمی سے پوچھا کیا بات ہے مجھے بھی بتاؤ؟

ان چیلوں نے کہا جناب رات کو یہاں پر کوئی حضور علیہ السلام کو نور اور آپ پر

صلوۃ وسلام لکھ گیا ہے۔ حافظ صاحب تو ہو گئے آگ بگولہ اور جیسے تیسے نماز پڑھائی اور دو تین آدمیوں کو ساتھ لے کر چلے گئے تھانہ میں۔ اور وہاں شکایت گزاری کہ مسجد میں بہت بڑا حادثہ رونما ہو گیا ہے۔ ظلم عظیم ہو گیا ہے۔ بس چل کر وہاں موقعہ کا ملاحظہ کیا جائے۔

ایس ایچ او صاحب بمعہ عملہ کے جائے واردات پر پہنچے۔ چاروں طرف کا ملاحظہ کر کے پوچھا حافظ صاحب یہاں تو کوئی واردات معلوم نہیں ہوتی۔ جس پر آپ اتنا سیخ پا ہو رہے ہیں۔

حافظ صاحب کبھی دائیں کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے بڑے غصے سے اشارہ کر کے کہیں جی ادھر دیکھئے۔ اب ادھر دیکھئے۔ لیکن جب کوئی واقعہ کا نام نشان نہ ملا تو حافظ صاحب نے کہا

ایس ایچ او صاحب! ہم صبح سے پریشان ہیں۔ اور آپ ہمیں مزاق کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

ایس ایچ او صاحب نے پوچھا آخر ہوا کیا ہے؟

چیلوں نے کہا جی حافظ صاحب بیچارے نابینا ہیں۔ ان کو صحیح نظر نہیں آتا۔ آیئے ہم آپ کو واقعہ دکھاتے ہیں اور وقوعہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

یہ دیکھئے محراب پر

ایس ایچ او صاحب نے دیکھا تو کہا

اس پر تو کوئی کسی قسم کی نشان' کوئی فائر' گولی یا خون وغیرہ کا نہیں ہے۔

انہوں نے کہا جی غضب ہو گیا۔ ظلم عظیم ہو گیا کہ محراب کے اوپر لوگوں نے رات ورات لکھ دیا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا نُوْرَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ایس ایچ او صاحب نے دیکھا تو مسکرائے اور پھر بہت فرحت و سرور کی حالت میں کہا کہ

''یہ تو میرے آقا علیہ السلام کا اسم مبارک اور اس پر صلوۃ وسلام بڑے جلی حروف سے لکھا ہوا ہے اور بہت پیارا معلوم ہوتا ہے''

حافظ صاحب نے کہا! جی یہی وقوعہ ہے جو رات کے اندھیرے میں یہاں مخالفین نے کیا ہے۔ اسی سے ہم پریشان ہیں۔

ایس ایچ او صاحب عملے کو ساتھ لے کر یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ

''ہم تو مسلمان ہیں اپنے آقا علیہ السلام کے اسم گرامی لکھنے والوں پر کیا کاروائی کریں گے''

اب حافظ صاحب نے اپنے مسلک کے جوانوں سے کہا کہ ہتھوڑا اور شینی لاؤ اور اس نام کو مٹا دو۔ چنانچہ رات کو اس لکھے ہوئے پر شینی اور ہتھوڑا چلایا گیا۔ اور اس پر کالا رنگ کر دیا گیا کہ یہ مٹ جائے لیکن صبح جب دن نکلا تو وہ کھدا ہوا روغن شدہ نام نامی پہلے سے زیادہ چمک رہا تھا۔ اور ارشاد خداوندی کا مظاہرہ ہو رہا تھا کہ میرے حبیب کا نام مٹانے والو

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ

اور اللہ اسے کمال تک پہنچا کر رہے گا۔

تم مٹ جاؤ گے مگر یہ نام روشن رہے گا۔

ابوجہل نے کوشش کی مٹ جائے مگر نہ مٹا

ابولہب نے کوشش کی مٹ جائے مگر نہ مٹا

عتبہ نے کوشش کی مٹ جائے مگر نہ مٹا

عتیبہ نے کوشش کی مٹ جائے مگر نہ مٹا

یہود وانصاری نے کوشش کی مٹ جائے مگر نہ مٹا

تم بھی کوششیں کرتے رہو گے کہ مٹ جائے   مگر نہ مٹے گا

کیونکہ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچہ تیرا

اور پنجابی کے شاعر نے کیا خوب کہا کہ

پھوکاں مار بجھائیو لوڑن نور محمد والا

نور محمد کدی نہ بجھ سی وعدہ ہے رب تعالیٰ

یہ نور کبھی نہ بجھ سکے گا کیونکہ آج بھی اگر کوئی پھونکنے مارنے والا ہے تو ان پھونکوں کو روکنے والا بھی موجود ہے۔

پھونکیں مارنے والے یہ ہیں   مفتی مولوی وغیرہ

انہیں روکنے والے یہ ہیں   غلام غلامان رسول فقیر درویش وغیرہ

اور اعلیٰ حضرت کے دیوانے کیونکہ

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

توریت میں اسم محمد ﷺ

محترم سامعین! سرکار دو عالم ﷺ کا وصال ہو چکا تھا کہ ایک یہودی توریت پڑھ رہا تھا اس نے توریت میں جب اسم محمد ﷺ کو دیکھا تو جل بھن گیا اور اس اسم مبارک کو مٹا دیا اور کتاب بند کر کے رکھدی صبح پھر اپنی اس کتاب کو کھولا تو دیکھا کہ میں نے چار مقامات سے اسم گرامی محمد ﷺ کو مٹایا تھا مگر اب وہ آٹھ جگہ پر لکھا ہوا موجود ہے۔آج آٹھ مقامات سے مٹایا صبح اٹھا کتاب کھولی تو دیکھا آج بارہ جگہ تحریر ہے۔غرضیکہ یہ جتنی مرتبہ مٹاتا رہا میرا اللہ اتنی بار دوگنا کر کے بڑھاتا رہا۔کیونکہ وعدہ

ہے کہ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ

اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا۔

دل پہ کندہ ہو تیرا نام

حضرات اس دور میں بھی آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ یہ لوگ جہاں بھی یارسول اللہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں مٹا دیتے ہیں۔مگر اہلسنّت اس مٹے ہوئے مقام پر پھر بیسیوں مرتبہ یارسول اللہ لکھدیتے ہیں۔بلکہ اب تو جگہ جگہ یہ نعرہ لکھ دیا گیا ہے کہ

سچے سنی کی پہچان   یارسول اللہ کا نشان

اور سامعین محترم یہ نشان صرف دیواروں' کتابوں پر ہی نہیں بلکہ ہمارے دلوں پر نقش ہے تو دیواروں اور کتابوں سے تو مٹایا جاسکتا ہے اہلسنّت کے قلوب سے کس طرح محو کیا جائے گا۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تو بارگاہ رسالت میں یوں ملتمس ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ جب میدان محشر میں نامۂ اعمال کھلے تو میرے دل کا ملاحظہ کیا جائے۔اور عالم یہ ہو کہ

دل پہ کندہ ہو تیرا نام کہ وہ دزد رجیم

الٹے ہی پاؤں پھر لے دیکھ کے طغریٰ تیرا

تو فقیر یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس توریت پڑھنے والے یہودی نے جتنی مرتبہ اپنی شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے آقا علیہ السلام کے اسم مبارک کو مٹایا اللہ تعالیٰ نے اتنی مرتبہ دوگنا کر کے اس نام نامی کو بڑھایا۔

اس نے چار مقامات پر مٹایا تو   آٹھ مقامات پر پھر لکھا ہوا پایا

اس نے آٹھ مقامات پر مٹایا تو   بارہ مقامات پر پھر لکھا ہوا پایا

وہ مٹاتا گیا   میرا اللہ بڑھاتا گیا

اسم محمد علیہ السلام کی برکت سے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور خیال آیا یہ جو تیرے مٹانے سے بڑھتا ہی جا رہا ہے اس اسم مبارک کو مٹانا نہیں چاہیے۔ بلکہ دل پہ نقش کرنا چاہیے۔ چنانچہ دل میں نقش کرتے ہوئے اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اب دل میں عشق رسالت کا سمندر موجزن ہو گیا۔ اور شب و روز خیال یار میں دل تڑپنے لگا۔ اور شوق دیار محبوب بڑھنے لگا۔ کسی عاشق نے منظر کشی کی ہے کہ

خیال مصطفیٰ تڑپا رہا ہے
مدینہ آپ کا یاد آ رہا ہے
مدینے سے بلاوا آ رہا ہے
میرا دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے
وہ دیکھو حاجیو بَبر علی سے
نظر کعبے کا کعبہ آ رہا ہے

اب وہ شام شہر سے چلا اور شہر مدینہ حاضر ہوا۔ سرکار ابد قرار علیہ السلام کا انتقال پرملال ہو چکا تھا۔ ادھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فراق محبوب میں دلفگار حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے یار محبوب میں آنسو بہا رہے تھے۔ اس نے ان کو سلام کر کے اپنے محبوب کے متعلق جب دریافت کیا تو صدائے الفراق میں اور تیزی آ گئی اور آتش محبت مزید بھڑک اٹھی۔

حضرت مولائے کائنات شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسے بتایا جس محبوب علیہ السلام کا تم پوچھتے ہو وہ تو تین روز قبل وصال فرما چکے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس نے عرض کیا کہ میں سرکار کی زیارت سے تو محروم رہا مگر مجھے کوئی ایسا کپڑا ہی دکھا دیا جائے جو میرے محبوب کے جسد اطہر سے منسوب ہو چکا ہو۔

حضرت مولائے کائنات نے حضور علیہ السلام کا پیرھن مبارک منگوا کر اسے

دکھایا تو اس پر وصال محبوب کی کیفیت مزید بڑھ گئی۔

سرکار کے مبارک جبہ کو اپنی آنکھوں پر رکھ کر حضور علیہ السلام کے روضہ مبارکہ پر گیا اور وہاں کھڑے ہو کر بارگاہ خداوندی میں التجا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ قَبِلْتَ اِسْلَامِیْ فَاقْبِضْ رُوْحِیْ (نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۱۴۴)

اے اللہ! اگر تجھے میرا اسلام قبول ہے تو میری روح کو قبض فرما لے۔

چنانچہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں شرف قبولیت پا گیا اور اس کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی مولائے کائنات نے اسے غسل دیا جنازہ پڑھایا اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

گرامی حضرات! سنا آپ نے کہ

اسم محمد ﷺ کی برکت سے اس یہودی کو ایمان ملا

اسم محمد ﷺ کی برکت سے اس یہودی کو مدینہ ملا

اسم محمد ﷺ کی برکت سے اس یہودی کو حضرت علی کے مبارک ہاتھوں سے غسل، کفن اور جنازے کی امامت ملی۔

اسم محمد ﷺ کی برکت سے اس یہودی کو جنت البقیع میں قبر کی جگہ ملی جس مٹی میں دفن ہونے کے لئے عشاقانِ رسالت شب و روز یہ التجائیں کرتے ہیں کہ

پوے خاک طیبہ دی میت تے میری
جنازہ کوئے مصطفےٰ پڑھیا جاوے

اور حضرت حسن رضا رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

گر وقت اجل سر تیرے قدموں پہ دھرا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو
مٹی نہ ہو برباد میری پس موت الٰہی
جب اڑے خاک میری تو مدینہ کی ہوا ہو

اسم محمد

یہی اسم محمد ﷺ ساق عرش پر مکتوب ہے

یہی اسم محمد ﷺ جنت کے تمام اوراقِ اشجار پر لکھا ہوا ہے

یہی اسم محمد ﷺ ابواب جنت پر تحریر ہے

یہی اسم محمد ﷺ ملائکہ نوری کی پیشانیوں پر لکھا ہوا ہے

یہی اسم محمد ﷺ حورانِ بہشتی کے سینوں پر لکھا ہوا ہے

یہی اسم محمد ﷺ عقیق، زمرد، یاقوت کے نگینوں پر موجود ہے

یہی اسم محمد ﷺ تمام عشاق کے سینوں پر موجود ہے۔

نام محمد کتنا پیارا لگتا ہے

سارا جہاں اس نام کا ہم کو صدقہ لگتا ہے

تعظیم جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی

مفسر شہیر حضرت اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ساری عمر خداوند قدوس جل وعلاشانہٗ کی نافرمانی میں گزاری۔ سو سال تک وہ بدبخت نافرمانی کرتا رہا اور جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ اس کا نہ تو جنازہ پڑھا گیا اور نہ ہی اسے تکفین و تدفین اور تغسیل کے مراحل سے گزارا گیا بلکہ بغیر غسل و کفن اور جنازہ کے شہر سے باہر ایک گندگی کا ڈھیر تھا جس پر سارا شہر دن رات گندگی پھینکا کرتا تھا اس ڈھیر پر اس کی میت کو پھینک دیا گیا۔

لوگوں نے سوچا کہ

یہ بڑا بدبخت تھا

کبھی نماز نہ پڑھی

روزہ نہ رکھا

نیکی نہ کی

بلکہ نافرمانیوں پر نافرمانیاں کرتا رہا

لہٰذا اسے گندگی پر ڈال دو

کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دو

جب اس نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اس غلاظت کے ڈھیر پر رکھ دیا گیا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے کلیم اللہ علیہ السلام۔

اَنْ اَخْرِجْهُ وَصَلِّ عَلَيْهِ (الخصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۶۱ تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ)

اس کو وہاں سے نکالو اور اس پر (نماز جنازہ) پڑھو

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ کریم

یہ بندہ کہ جو شرابی تھا

یہ بندہ کہ جو زانی تھا

یہ بندہ کہ جو تارک الصلوٰۃ تھا

یہ بندہ کہ جو ہر وقت تیری نافرمانی کرتا تھا

یہ بندہ کہ جو سب سے بڑھ کر بدکار تھا

یہ بندہ کہ جسے ہر کس و ناکس نے ٹھکرا کر اظہارِ نفرت کرتے ہوئے آبادی سے باہر الگ تھلک ایک گندگی اور غلاظت کے مرکز پر پھینک دیا ہے۔ میں تیرا پیغمبر اور تیرا کلیم، تیرا پیارا اور لاڈلا نبی اس کو اس جگہ سے اٹھاؤں اور اس پر جنازہ پڑھوں؟

آخر اس قدر مہربانی کی ...... وجہ کیا ہے؟

تو اللہ کریم کی بارگاہ سے جواب آیا اے میرے کلیم یہ ٹھیک ہے یہ بہت بڑا نافرمان اور مجرم و بدکار تھا مگر اس کی ایک عادت تھی کہ

اِنَّهٗ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ قَبَّلَهٗ وَوَضَعَهٗ عَلٰى عَيْنَيْهِ (تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ ۱۸۵)

یہ جب بھی تورات پڑھتا اور اسم مبارک محمد کو دیکھتا تو وہ اسے چوم لیتا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھتا تھا۔

اب اس نام کے احترام کرنے والے اور اس اسم مبارک کو محبت سے چوم کر آنکھوں پر رکھنے والے کو میں گندگی کے ڈھیر پر کیسے رہنے دوں بلکہ

اس کو غسل دو گے تم — اے کلیم اللہ
اس کو کفن دو گے تم — اے کلیم اللہ
اس کا جنازہ پڑھو گے تم — اے کلیم اللہ
اس کو دفن کرو گے تم — اے کلیم اللہ

اور...... اس کو جنت دوں گا میں ...... میں خود
اس کی مغفرت فرماؤں گا میں ...... میں خود
اس کے سو سال کے گناہ مٹاؤں گا میں ...... میں خود

اب یہ گنہگار نہیں — یہ میرا محبوب ہے
اب یہ جہنمی نہیں — یہ جنتی ہے
اب یہ بیگانہ نہیں — یہ میرا اپنا ہے...... اپنا
میرے محبوب کے دامن سے — وابستہ ہو گیا
میرے محبوب کے نام کا — شیدا ہو گیا
تو یہ میرا — مرکز محبت ہو گیا۔

دامن مصطفیٰ سے — لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو[illegible]ں کا زمانہ ہو گیا

گرامی قدر سامعین پتہ چلا کہ
اسم مبارک محمد ﷺ کی تعظیم — باعث نجات ہے
اسم مبارک محمد ﷺ کو چومنا — باعث مغفرت ہے

اسم مبارک محمد ﷺ کو آنکھوں پر رکھنا — باعث حصول جنت ہے

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

سنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام کے اسم مبارک کو سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور فرط محبت سے آنکھوں پر لگانا اسی دلیل سے جائز باعث ثواب و مغفرت و نجات ہے بلکہ یارغار مصطفیٰ زینت دربار مصطفیٰ رونق بازار مصطفیٰ حامل انوار مصطفیٰ معدنِ اسرارِ مصطفیٰ حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

دربار مصطفیٰ — سجا ہوا تھا
شمع نبوت — فروزاں تھی
پروانے نثار — ہو رہے تھے

کہ اذان کا وقت ہو گیا حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جب یہ کلمات ادا فرمائے کہ۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ — اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ

یارغار نے سنا، صدیقین کے سردار نے سنا۔ کشتۂ عشق رسول نے سنا، خلیفہ مصطفیٰ نے سنا محبوب کے محبوب نے سماع فرمایا تو

فرطِ محبت سے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا اور زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے۔

قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے

لوگوں نے نبی اکرم علیہ السلام سے سوال کیا یارسول اللہ! آپ نے ملاحظہ فر
کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوران اذان آپ کے اسم مبارک پر کس طر[illegible]بت

محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ سرکار علیہ السلام بہت مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا:

مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ أَنَا طَالِبُهٗ فِيْ صُفُوْفِ الْقِيَامَةِ وَقَائِدُهٗ اِلَى الْجَنَّةِ (صلوٰۃ مسعوزی جلد دوم باب بستم بانگ نماز) (تفسیر روح البیان، معارج النبوت موضوعات کبیر)

جو شخص میرے اس پیارے کی طرح کرے میں اسے صفوف قیامت میں تلاش کروں گا اور جنت میں جاتے ہوئے اس کا قائد بنوں گا۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جسے دیلمی نے فردوس میں نقل کیا

مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَافَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ

جس نے میرے خلیل کی مثل کیا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

حضور کی قیادت بروز قیامت

صاحب تفسیر جلالین فرماتے ہیں کہ قہستانی نے شرح الکبیر میں کنز العباد سے نقل کیا کہ

اِنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ الثَّانِيَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ سِمَاعِ الثَّانِيَةِ قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يُقَالُ اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظَفَرَ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِدٌ لَّهٗ اِلَى الْجَنَّةِ (تفسیر جلالین شریف صفحہ ۳۵۷ حاشیہ ۱۳)

شہادت ثانیہ یعنی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے پہلی شہادت کو سنتے وقت یہ کہنا مستحب ہے کہ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَامُحَمَّدُ" اور دوسری مرتبہ سنتے وقت "قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ" (جو ایسا کرے گا) بیشک نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم

جنت جاتے ہوئے اس کے آگے ہوں گے۔

تمام گناہوں کی مغفرت

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی علیہ الرحمۃ قوت القلوب میں ابن عیینہ سے رواوی ہیں کہ

"حضرت پیغمبر علیہ السلام بمسجد درآمد و ابوبکر رضی اللہ عنہ ظفر ابہامین چشم خود رامسح کرد وگفت "قرۃ عینی بك یارسول اللہ" وچوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغتی روی نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ابابکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روی شوق بلقائے من و بکند آنچہ تو کردی خدای درگزرا و گناہان وی را آنچہ باشد نو و کہنہ خطا و عمد ونہاں وآشکارا۔

(تفسیر جلالین صفحہ ۳۵۷ حاشیہ ۱۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے انگوٹھوں سے اپنی آنکھوں کا مسح کیا اور کہا "قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ" اور جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان سے فارغ ہو کر سرکار کی طرف دیکھا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر جو شخص وہ کہے جو آپ نے کہا از روئے میری ملاقات کا شوق رکھنے کے اور وہ کچھ کرے جو آپ نے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ جو اس سے جان بوجھ کر یا غلطی سے ظاہر یا پوشیدہ ہوئے بخش دے گا۔

اسی قسم کی ایک روایت تھوڑے سے ردو بدل کیساتھ تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۲۹ پر موجود ہے اور مزید ایک روایت یوں بھی رقم ہے کہ

کبھی اندھا نہ ہونے کا نسخہ

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَمِعَ اِسْمِيْ فِي الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظَفَرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَ مَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ اَبَدًا (تفسیر روح البیان جلد ہفتم صفحہ ۲۲۹)

جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

گرامی قدر حضرات! ثابت ہوا کہ

اسم محمد علیہ السلام کی تعظیم کرنیوالا مغفور ہے

اسم محمد علیہ السلام کی تعظیم کرنیوالا جنتی ہے

اسم محمد علیہ السلام کی تعظیم کرے گا تو حضور جنت میں اس کے قائد ہوں گے

اسم محمد علیہ السلام کی تعظیم کرے گا تو حضور صفوف قیامت میں اسے ڈھونڈ نکالیں گے

اسم محمد علیہ السلام کی تعظیم کرنیوالے کے تمام قسم کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے

اسم محمد علیہ السلام کی تعظیم کرنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑی کو بھی دیتا ہے بنا نام محمد

لفظ رسول کی تشریح

حضرات گرامی! بات بہت دور نکل گئی۔ ناچیز نے آیت کریمہ تلاوت کی تھی ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ'' اس میں سے لفظ محمد ﷺ پر گزارشات طول پکڑ گئیں۔ توجہ فرمایئے اگلا لفظ ہے رَسُوْل جنکا لغوی معنی ہے ''بھیجا ہوا'' یا ''پیغام لانے والا'' اور اصطلاح شریعت میں اللہ کی طرف سے نئی شریعت و کتاب لے کر تشریف لانے والا رسول ہوا کرتا ہے۔

بھیجا ہوا

رسول کا معنی ''بھیجا ہوا'' ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ الخ (پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۹)

وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کیساتھ

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بھیجے ہوئے کو رسول کہتے ہیں۔

پیغام لانے والا

رسول کا معنی ''پیغام لانے والا'' ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جبرائیل نے حضرت مریم سے اس وقت جبکہ وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گئی تھیں فرمایا کہ مت گھبرایئے میں کوئی عام بندہ نہیں ہوں بلکہ

اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا۝ (پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت)

میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں تا کہ میں عطا کروں تجھے فرزند پاکیزہ

تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام رب کی طرف سے حضرت عیسیٰ کی ولادت کا پیغام لائے۔ معلوم ہوا رب کی طرف سے رب کا پیغام لانے والا اس کا رسول ہوتا ہے۔

نئی شریعت و کتاب کا حامل

اصطلاح شریعت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب وحکمت، نبوت و رسالت آسمانی صحائف قوم کی طرف لانے والے رسول ہیں تو پھر پتہ چلا کہ

رسول وہ جو اللہ کی طرف سے آئے

رسول وہ جو کتاب و صحائف و حکمت ساتھ لائے

رسول وہ جو انعامات ربی اپنے ساتھ لائے اور معجزات دکھلائے

ختم نبوت کا اظہار ہو چکا

نبی کریم علیہ السلام کے بعد

کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا نہیں

کوئی اللہ تعالیٰ کا پیغام لایا نہیں

کوئی اپنے ساتھ کتاب یا صحیفہ آسمانی لایا نہیں

تو ایسے جھوٹے اور کاذب کو ہم رسول یا نبی کیسے تسلیم کر لیں۔ ختم نبوت کا اعلان ہو چکا ہے لہٰذا اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

اگر کوئی دعویٰ رسالت و نبوت کرتا ہے تو وہ

اپنا منزل من اللہ ہونا ثابت کرے

اپنی نئی کتاب و شریعت ثابت کرے

اپنے معجزات یا نئے کمالات ثابت کرے

بصورت دیگر وہ کاذب ہے...... لعین ہے...... شیطان کا بھیجا ہوا ہے۔

علم کلام والوں نے کہا

حضرات محترم علم کلام والوں نے رسول اور نبی کی تعریف یوں کی ہے کہ

اَلرَّسُوْلُ، اَلنَّبِیُّ هُوَ مَنْ یَّسْمَعُ کَلَامَ اللّٰهِ وَیَرٰی مَلٰٓئِکَةِ اللّٰهِ وَیَعْلَمُ الْمُغَیَّبَاتِ وَ تُطِیْعُهٗ مَادَّةُ الْکَائِنَاتِ

رسول...... نبی...... وہ ہوتا ہے کہ جو

ڈائریکٹ اللہ کے کلام کو سماع فرمائے

اللہ کے ملائکہ کو بلا واسطہ ملاحظہ کرے

علوم غیبیہ کو جاننے والا ہو

کائنات کی ہر چیز اس کی مطیع ہو

جو ڈائریکٹ سنے کلام اللہ کو

گرامی حضرات! ذرا توجہ فرمایئے علم کلام والوں نے رسول کی پہلی تشریح یہ کی کہ ''هُوَ مَنْ یَّسْمَعُ کَلَامَ اللّٰهِ'' جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو سماع فرمائے جس کی مثال قرآن کریم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَکَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا (پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۴)

اور کلام فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام سے خاص کلام)

لیکن حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے جو کلام ہوا تو حجاب میں ہوا...... اس طرح دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے کلام ہوا تو بذریعہ وحی ہوتا رہا کیونکہ بغیر حجاب اور وحی کے بشر کی طاقت نہیں کہ وہ ذات خداوندی سے ہم کلام ہو۔

یہ بشر کی طاقت نہیں ہے

ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ۝

(پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۵۱)

اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کے کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے بلا شبہ وہ اونچی شان والا بہت دانا ہے۔

تین طریقوں سے

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ بشر سے کلام کرے گا تو اس کے تین طریقے ہیں۔

1- بذریعہ وحی

2- پس پردہ

3- کسی فرشتہ کے ذریعہ

ان تین طریقوں سے ہی بشر اللہ تعالیٰ کا شرفِ کلام حاصل کر سکتا ہے۔ تو جو ان طریقوں کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو تو وہ ایک امتیازی شان کا حامل ہوگا اور بڑا ہی صاحب کمال و فضیلت یعنی کہ وہ بشر تو ہوگا مگر بے مثل اب ملاحظہ ہو اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے کہ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳ پارہ کی پہلی آیت)

یہ سب رسول ہم نے فضیلت دی ہے (ان میں سے) بعض کو بعض پر ان میں سے کسی سے کلام فرمایا' اللہ نے اور بلند کئے ان میں سے بعض کے درجے

نفس رسالت میں تمام رسول برابر ہیں کیونکہ فرمایا "تِلْكَ الرُّسُلُ" اور اس میں تمام رسول شامل ہیں۔ فضیلت باہمی میں بعض کو بعض پر فوقیت حاصل ہے جیسا کہ ارشاد ہوا "فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" اس میں بعض رسولوں کو ایک شرف ایسا دیا کہ جو دوسروں کو نہ ملا اور جو ان دوسروں کو عطا فرمایا ان سے پہلوں کو متصف نہ فرمایا:

کلیم بنایا	موسیٰ علیہ السلام کو
خلیل بنایا	ابراہیم علیہ السلام کو
نجی بنایا	نوح علیہ السلام کو
ذبیح بنایا	اسماعیل علیہ السلام کو

یہ وہ اوصاف ہیں جو ان انبیاء میں تو ہیں مگر دیگر انبیاء میں نہیں ایسے ہی کچھ اوصاف جو دیگر انبیاء میں تو ہیں مگر ان میں نہیں تو اس طرح بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس کا واضح بیان آگے خود فرمادیا کہ "مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ" ان رسولوں میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت یہ ہے کہ ان سے کلام ہوا جیسا کہ میں نے پہلے قرآن کریم کی آیت مبارکہ سے واضح کیا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۴)

اور کلام فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے خاص کلام

بغیر فرشتہ کے کلام

گرامی حضرات! یہ کلام ہے تو بغیر کسی واسطہ کے جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر

ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کریم سے ہمکلام ہوئے اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا کہ "مصدر (تکلیما) کا ذکر کرتا کید اور رفع احتمال مجاز کے لئے ہے یعنی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو موسیٰ علیہ السلام سے بھی بذریعہ فرشتہ ہوئی اور کلام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مجازی ہے بلکہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے بغیر کلام فرمایا" (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۴۲۲)

تو اس تفسیر سے واضح ہوا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ان انبیاء کرام علیہم السلام سے بایں وجہ صاحب فضیلت ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ نے بغیر فرشتہ کے ڈائریکٹ کلام فرمایا لیکن حجاب کے اندر اور زمین پر مگر

بغیر فرشتہ و حجاب کے کلام

جب اپنے حبیب پاک علیہ السلام کو نوازا تو نہ حجاب تھا اور نہ ہی کوئی واسطہ اور نہ ہی زمین بلکہ ارشاد فرمایا کہ

ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ○ (پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۸-۹-۱۰)

پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پس وحی کی اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی

یعنی کہ عام انبیاء سے کلام ہوا تو	بذریعہ وحی' فرشتہ اور حجاب کیساتھ
موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہوا تو	بذریعہ وحی بغیر فرشتہ حجاب کیساتھ
مگر میرے آقا سے کلام ہوا تو	بذریعہ وحی بغیر فرشتہ و بے حجاب

اسی کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳)

اور بلند کئے ان میں سے بعض کے درجے

اور اگر یوں کہاں جائے کہ

دیگر انبیاء کرام کو وحی فرمائی تو — حضرت جبرائیل کے ذریعہ

کلیم اللہ علیہ السلام کو وحی فرمائی تو — بغیر حضرت جبرائیل کے مگر با حجاب

حبیب اللہ علیہ السلام کو وحی فرمائی تو — نہ جبرائیل کا واسطہ تھا نہ ہی کوئی حجاب

دیگر انبیاء کرام سے کلام فرمایا تو

کسی سے — نارِ نمرود میں

کسی سے — چھری کے نیچے

کسی سے — چاہِ مصر میں

کسی سے — چوتھے آسمان پر

کسی سے — کوہِ طور پر

اکثر سے — زمین پر

مگر حبیب علیہ السلام سے — عرشِ بریں پر

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا دوبالا ہمارا نبی

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ بشر کی طاقت نہ ہے کہ وہ بے حجاب یا بغیر وحی اور فرشتہ کے اللہ سے کلام کرے۔ اب بتائیے جس پاک ذات نے بغیر حجاب اور بغیر فرشتہ کے کلام فرمایا ہم اسے اپنے جیسا بشر کیسے کہہ سکتے ہیں؟

ہرگز نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ بے مثل و بے مثال بشر ہیں کیونکہ ان کا تو نبیوں میں یہ مقام ہے کہ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

تو میں گذارش کر رہا تھا کہ رسول کی پہلی علامت علم کلام والوں نے بیان فرمائی

کہ "وہ اللہ کے کلام کو سنے"

جو ملائکہ کو دیکھے

حضرات سامعین! دوسری علامت یہ ہے کہ

وَيَرٰى مَلٰٓئِكَةَ اللهِ

وہ (سر کی آنکھوں سے) ملائکہ کو دیکھے۔

حضرات توجہ رہے۔ کسی نبی نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو ان کی اصلی حالت میں نہ دیکھا اور میرے آقا علیہ السلام نے ان کو ان کی اصل حالت میں ملاحظہ فرمایا:

شب معراج سدرۃ المنتہیٰ پر جب سرکار علیہ السلام تشریف لے گئے اور پھر اس سے آگے کے سفر کا ارادہ فرمایا تو

محمد دے قدماں چہ سرنوں نوا کے عرض کیتی جبریل سدرہ تے جا کے

میں اک پیر آگے نہیں جا سکدا آقا میرا آخری ایہہ مقام آگیا اے

حضور علیہ السلام نے ایک قدم جبرائیل کو اپنے ساتھ آگے بڑھایا تو پانچ سو سال کی مسافت طے ہو چکی تھی اور سینکڑوں پروں والے جبرائیل ایک چڑیا کی صورت اختیار کر چکے تھے اور عرض کر رہے تھے۔

لَوْ دَنَوْتُ اَنْمِلَةً لَاحْتَرَقْتُ (تفسیر روح البیان جلد چہارم صفحہ ۱۴۹)

اگر میں ایک پورا (انگلی کا) بھی آگے بڑھایا تو جل جاؤں گا

تو میرے آقا نے فرمایا اے جبرائیل آج ذرا اپنی اصلی شکل میں آؤ ...... تو جبرائیل اپنی اصلی حالت میں سرکار کے سامنے حاضر ہوئے۔

حضور نے جبرائیل کو ان کی اصل حالت میں دیکھا

میرے آقا علیہ السلام نے سیّدنا جبرائیل امین کو ان کی اصل صورت میں ملاحظہ فرمایا...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰیO (پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۱۱)

نہ جھٹلایا دل نے جو کچھ دیکھا (چشم مصطفیٰ) نے

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت جبرائیل امین کو ان کی اصلی شکل میں اپنی ان آنکھوں سے دیکھ لیا تو دل نے اس کی تصدیق کی کہ آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں یہ ایک حقیقت ہے واقعی یہ جبرائیل ہے جو اپنی اصلی صورت میں نظر آ رہا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۱۳)

اپنے رب کو دیکھا

بلکہ میرے آقا نے تو اللہ تعالیٰ کو ملاحظہ فرمایا' ملاحظہ ہو سرکار فرماتے ہیں کہ

رَئَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ (ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۱۵۵)

میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں ملاحظہ فرمایا:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حضرت حمزہ کو ملائکہ نے غسل دیا

حضرات گرامی! ملاحظہ کیجئے میرے آقا نے حضرت سیدنا امیر حمزہ ؓ کو غسل دینے والے فرشتوں کو ملاحظہ فرمایا'

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ کا قول ہے کہ حضرت حمزہ ؓ کو ان کی شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا چنانچہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس کی تصدیق فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

"بے شک میرے چچا کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا"

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۸۶۳ جلد ثانی بحوالہ کرامات صحابہ صفحہ ۱۱۴)

حضرت جعفر طیار ذوالجناحین کیسے؟

حضرت سیدنا جعفر ابن ابی طالب ؓ کو دو القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ 1-

جعفر طیار 2- ذوالجناحین اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ان کی یہ کرامت بیان فرمائی کہ ان کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں اور یہ جنت کے باغوں میں جہاں چاہیں اڑ کر چلتے ہیں۔

حضرت مولائے کائنات ؓ نے اپنے ایک شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ

وَجَعْفَرُ نِ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَ یُضْحِیْ
مَعَ الْمَلٰٓئِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ

یعنی جعفر ابن ابی طالب ؓ جو صبح و شام فرشتوں کے جھرمٹ میں نورانی بازوؤں سے پرواز فرماتے ہیں وہ میرے حقیقی بھائی ہیں۔

(کرامات صحابہ صفحہ ۱۱۹-۱۲۰)

حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ' کا فرشتوں کے ساتھ نورانی بازوؤں سے اڑنا نبی اکرم علیہ السلام نے بیان فرمایا تو فرشتوں کو ملاحظہ فرما کر بیان فرمایا

سعد بن معاذ کی میت پر ملائکہ کا ہجوم

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ "سعد بن معاذ کی موت سے عرشِ الٰہی ہل گیا اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے"

(زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ و حجۃ اللہ علی العلمین جلد ۲ صفحہ ۸۶۸)

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش ؓ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ حضرت سعد بن معاذ ؓ کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے تو وہاں کوئی بھی آدمی موجود نہ تھا مگر پھر بھی حضور اکرم ﷺ لمبے لمبے قدم رکھ کر پھلانگتے ہوئے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ان کی لاش کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر تشریف لائے۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ خیمہ میں لمبے لمبے قدم کیساتھ پھلانگتے ہوئے داخل ہوئے حالانکہ خیمہ میں کوئی شخص بھی موجود نہ تھا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیمہ میں اس قدر فرشتوں کا ہجوم تھا کہ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی اس لیے میں نے فرشتوں کے بازوؤں کو بچا بچا کر قدم رکھا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ج ۲ صفحہ ۸۶۸)

فرشتے سایہ کررہے ہیں

بخاری شریف میں حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن جب میرے والد حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی لاش مقدس کو اٹھا کر بارگاہِ رسالت میں لائے تو ان کا یہ حال تھا کہ کافروں نے ان کے کان اور ناک کو کاٹ کر ان کی صورت بگاڑ دی تھی۔ میں نے چاہا کہ ان کا چہرہ کھول کر دیکھوں تو میری برادری اور کنبہ والوں نے مجھے اس خیال سے منع کر دیا کہ لڑکا اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کر رنج وغم سے نڈھال ہو جائے گا اتنے میں میری پھوپھی روتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آئی تو سیّد عالم حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

"تم ان پر روؤ یا نہ روؤ فرشتوں کی فوج برابر لگاتار ان کی لاش پر اپنے بازوؤں سے سایہ کر رہی ہے" (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۹۵)

غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے جب ان کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا گیا تو انہوں نے یہ بتایا کہ وہ جنگ احد کی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ سوئے تھے اور غسل کی حاجت ہو گئی تھی مگر وہ رات کے آخری حصہ میں دعوت جنگ کی پکار سن کر اس خیال سے بلا غسل میدان جنگ کی طرف دوڑ پڑے کہ شاید غسل کرنے میں اللہ کے رسول کی پکار پر دوڑنے میں دیر لگ جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے شہادت کے بعد ان کو غسل دیا ورنہ شہید کو غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس واقعہ کی بنا پر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسیل الملائکہ (فرشتوں کے نہلائے ہوئے) کہا

جاتا ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم ومشکوٰۃ شریف وغیرہ)

حضرت معاویہ مذنی کا انتقال

گرامی قدر سامعین! نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی حضرت معاویہ مذنی رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) ہمیں چاہیے کہ ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں بے شک ہم لوگ ضرور ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے .... پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اس قدر زور سے اپنا پر زمین پر مارا کہ تمام شجر و حجر ٹیلے اور پہاڑیاں ہلنے لگیں اور تمام حجابات اس طرح اٹھ گئے کہ ان کا جنازہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے آگیا اور جب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تیس ہزار مجمع کے علاوہ فرشتوں کی بھی دو صفیں تھیں اور ایک ایک صف میں ہزار ہزار فرشتہ تھا۔

ایک رّوایت میں ہے کہ ہر صف میں ساٹھ ہزار فرشتے تھے نماز کے بعد حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس صحابی کو اتنا عظیم رتبہ کون سے عمل کی وجہ سے عطا فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) یہ شخص سورۃ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) سے بے حد محبت کرتا تھا اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اس سورۃ کی تلاوت کیا کرتا تھا۔

(اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۳۸۹)

ثابت ہوا کہ

نبی کریم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل کو انکی اصلی صورت میں ملاحظہ فرمایا

نبی کریم علیہ السلام نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دینے والے ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا

نبی کریم علیہ السلام نے حضرت جعفر طیار کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے ملاحظہ فرمایا

نبی کریم علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ کی میت پر فرشتوں کو ملاحظہ فرمایا
نبی کریم علیہ السلام نے حضرت جابر کے والد کی لاش پر ملائکہ کو سایہ کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا
نبی کریم علیہ السلام نے حضرت حنظلہ کے جنازہ پر ملائکہ کو غسل دیتے ہوئے ملاحظہ فرمایا
نبی کریم علیہ السلام نے حضرت معاویہ مدنی کے جنازہ میں ساٹھ ہزار ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا
رسول کی شان یہی ہے کہ ''ویری ملئکۃ اللہ'' وہ فرشتوں کو ملاحظہ کرے

بے مثل کان اور بے مثال آنکھیں

ملاں کہتا ہے

میرے بھی دو کان — حضور کے بھی دو کان
میری بھی دو آنکھیں — حضور کی بھی دو آنکھیں
میں حضور جیسا — حضور میرے جیسے

حالانکہ ملاں کے کان ہماری بات کو نہ سن سکیں اور حضور علیہ السلام کے مبارک کان اللہ کی باتوں کو سماع فرمالیں۔

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

ملاں کی آنکھیں سامنے بیٹھے آدمی کو نہ دیکھ سکیں اور
حضور علیہ السلام دور کے علاقہ میں رکھے گئے جنازہ کو ملاحظہ فرمالیں
حضور علیہ السلام عرش وفرش کے ملائکہ کو ملاحظہ فرمالیں

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جو غیب کا علم رکھتا ہو

رسالت کی تیسری نشانی یہ ہے کہ
وَيَعْلَمُ الْمُغَيَّبَاتِ

رسول مغیبات کا علم رکھتا ہے۔
اس کی تشریح میں نے متعدد خطبوں میں کر دی ہے اور ثابت کیا ہے کہ حضور بعطاء الٰہی غیوب کے جاننے والے ہیں۔ بطور اثبات ایک آیت کریمہ پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پارہ ۲۹ سورۃ الجن آیت ۲۶)

اللہ تعالیٰ غیب کو جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرمالیا ہو۔
اب میرے آقا تو اس کے محبوب ہیں اور مرتضٰی و مجتبٰی رسول ہیں لہٰذا وہ اس آیت کریمہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے آگاہ فرمانے سے غیوب پر مطلع ہیں۔

کائنات کی ہر چیز جس کی مطیع ہو

چوتھی علامت یہ تھی کہ ''وَتُطِيعُهُ مَادَّةُ الْكَائِنَاتِ'' کائنات کی ہر چیز اس کی مطیع ہو۔

احادیث مبارکہ سے واضح ہے کہ میرے آقا علیہ السلام نے
اشارہ فرمایا — چاند دو ٹکڑے ہو گیا
اشارہ فرمایا — سورج واپس آ گیا
اشارہ فرمایا — درخت قدموں پر جھک گیا
اشارہ فرمایا — پتھر پانی پہ تیرنے لگے
اشارہ فرمایا — کنکروں نے کلمہ پڑھا
اشارہ فرمایا — پتھروں سے پانی بہنے لگا

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے ہاتھ میں سنگریزے لیے اور نبی کریم علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگا

گر رسولی چیست در دستم نہاں

گر خبرداری ز راز آسماں

اگر آپ رسول ہیں تو بتائیں میری مٹھی میں کیا ہے

اگر آپ آسمان کے رازوں سے واقف ہیں

ابوجہل کے اس قول سے پتہ چلا کہ

اسقدر تو کافر بھی جانتے تھے کہ اگر رسول ہوں گے تو غیب جانتے ہوں گے

مگر یہ آج کا بے باک مولوی ان کافروں سے بھی گیا گزرا ہے جو اعلان کرتا پھرتا ہے کہ رسول کچھ نہیں جانتے۔

ابوجہل کو یہ معلوم تھا کہ

اگر رسول ہوں گے تو آسمانی غیوب سے باخبر ہوں گے

اور اگر آسمانی غیوب سے باخبر ہوں گے تو.......... میری مٹھی والی چیز بھی ان سے پوشیدہ نہ ہوگی اسی لیے کہا بتایئے۔

چیست دردستم نہاں؟

کیا ہے میرے ہاتھ میں جو پوشیدہ (غیب) ہے؟

فرمایا! میں بتاؤں کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے یا تیرے ہاتھ والی چیز بتائے میں کون ہوں؟

ذرا کان کے ساتھ لگا اور سن پھر دیکھ تماشہ

جب اس نے ہاتھ کو کان سے لگایا تو آواز آرہی تھی کہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(مثنوی مولانا روم)

کمال کی بات

گرامی حضرات! کمال کی بات ہے کہ ابوجہل باوجود یہ سب کچھ دیکھنے اور سننے

کے ایمان نہ لایا۔

تو جب وہ نہیں مانا تو اس کی معنوی اولاد کیسے مان سکتی ہے؟

دوسری بات یہ کہ ان سنگریزوں کو حضور علیہ السلام کا تعارف کس نے کرا دیا پھر حضور کی خدمت میں جائیں تو انہیں علم آجائے کہ یہ رسول اللہ علیہ السلام ہیں اور رسول اللہ علیہ السلام کچھ جانتے ہی نہیں؟ یہ کیسا عقیدہ ہے؟

پتھر جو ایک بے جان شے ہے

بے حس چیز ہے

وہ احکام شرع سے واقف نہیں۔

وہ کوئی ولی، غوث قطب، ابدال، اوتاد ہونا تو کجا ان چیزوں کا مکلف ہی نہیں تو وہ ایک پتھر ہو کر سرکار کو جانے اور سرکار امام الانبیاء ہو کر اس پتھر کو نہ جانیں؟

پتہ چلا میرے آقا علیہ السلام کائنات کے

ذرہ ذرہ کو جانتے ہیں

پتہ پتہ کو جانتے ہیں

قطرہ قطرہ کو جانتے ہیں

کیونکہ وہ روحِ کائنات ہیں

جیسے پورے جسم میں روح کا تصرف ہے ایسے ہی پوری کائنات میں سرکار کا تصرف ہے

کائنات کی ہر شئی آپ کی مطیع اور تابع فرمان ہے۔

دی طائروں نے تیری رسالت کی گواہی

بول اٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی

محبوب دو عالم ہے جدھر دیکھئے دیکھے

مشتاق نگاہوں کے ادھر بھی ہیں ادھر بھی

دیکھے جو تیرا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی

روشن ہے تیرے نور سے یہ شمس و قمر بھی

اور حضرت اختر الحامدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب تضمین کلام رضا فرمائی کہ

جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور

منہ سے بولیں شجر دیں گواہی حجر

وہ ہے محبوب رب مالک بحر و بر

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر

نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

دوسرا خطبہ جمادی الاوّل

رضائے مصطفیٰ ﷺ

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

زہے عزت و اعتلائے محمد

کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

محبت کا تقاضا

گرامی قدر سامعین! ہر محب کی محبت کا یہ تقاضا ہوا کرتا ہے کہ میرا محبوب راضی ہو جائے

ہر عاشق چاہتا ہے کہ میں وہ کام کروں جس سے میرا معشوق خوش ہو۔

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ محب ہے اور میرے آقا

مدنی تاجدار علیہ السلام اس کے محبوب تو اسی لیے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ (پارہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

رضائے مصطفٰے علیہ السلام

گرامی حضرات! اس ارشاد خداوندی سے واضح ہوا کہ محبوب جو چاہیں گے اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا جائے گا اسی کی تشریح ایک حدیث پاک میں ہے کہ

اَلْحَبِيْبُ يَعْمَلُ مَوْلَاهُ بِرَضَاءِهٖ (نزہت المجالس و مرقات شرح مشکوٰۃ)

حبیب وہ ہوتا ہے کہ مولا خود اس کی رضا کے مطابق عمل فرمائے

محبوب ایک ہی ہوتا ہے

اسی لیے محبوب ایک ہی ہوا کرتا ہے کیونکہ اگر کوئی دوسرا محبوب ہو تو اس کی رضا پہلے محبوب سے اگر کہیں مختلف ہو جائے تو آئینہ محبت میں خراش آجائے گی جو ایک سچے محبت کے لئے ناقابل قبول ہوگی۔

محبوب ایک ہوگا تو اس کی رضا جوئی ممکن ہوگی

آپ لوگ اکثر کہا کرتے ہیں کہ

روشنی چاند سے ہوتی ہے ستاروں سے نہیں
محبت ایک سے ہوتی ہے ہزاروں سے نہیں

حضور علیہ السلام حبیب خدا ہیں

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیاء اس دنیا میں مبعوث فرمائے اور تین سو تیرہ رسول بھیجے مگر سب نبی اور رسول اللہ کے محبوب نہیں محبوب صرف ایک ہمارے آقا و مولا کی ذات گرامی ہے۔

گویا کہ

تمام انبیاء رسل ستارے ہیں اور میرے آقا علیہ السلام چاند

تمام انبیاء رسل دریا ہیں اور میرے آقا علیہ السلام سمندر

حضرت آدم علیہ السلام — صفی اللہ ہیں اسمیں کوئی شک نہیں ہے
حضرت نوح علیہ السلام — نجی اللہ ہیں اسمیں کوئی شک نہیں ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام — خلیل اللہ ہیں اسمیں کوئی شک نہیں ہے
حضرت اسماعیل علیہ السلام — ذبیح اللہ ہیں اسمیں کوئی شک نہیں ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام — کلیم اللہ ہیں اسمیں کوئی شک نہیں ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام — روح اللہ ہیں اسمیں کوئی شک نہیں ہے

مگر ان میں سے کوئی حبیب اللہ نہیں ہے۔۔۔ محبوب ایک ہی ہیں اور وہ میرے آقا و مولا علیہ السلام ہیں۔

آفتاب نبوت

گرامی قدر سامعین! تمام انبیاء اس عالم رنگ و بو میں جلوہ فرما ہوتے رہے اور اپنے اپنے وقت پر تشریف لیجاتے رہے۔ تمام رسول اذنِ الٰہی کے مطابق آتے رہے اور وقت معلوم پر جاتے رہے۔

مگر میرے آقا علیہ السلام تشریف لائے تو اب تا قیام قیامت بلکہ اس کے بعد بھی مرتبۂ نبوت و رسالت پر فائز رہیں گے کیونکہ وہ حبیب خدا ہیں اور کوئی محب یہ برداشت نہیں کرتا کہ میرا محبوب آئے اور پھر چلا جائے اسی لیے فرمایا:

وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۶)

اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا

ساری رات ستارے جگمگاتے رہتے ہیں مگر جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو

ستارے چھپ جاتے ہیں۔

اس طرح تمام انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت اپنے اپنے وقت میں جگمگاتی رہی اور جب یہ سراجِ منیر طلوع ہوا تو سب کے سب اس کی روشنی میں ماند پڑ گئے اور چھپ گئے اور جب تک یہ سورج طلوع رہے گا وہ چھپے ہی رہیں گے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا کہ

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

اسی دریا سے ہوئیں نہریں یہ جاری ساری

گرامی حضرات! آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ تمام انبیاء و رسل چھپے ہوئے ہیں اس آفتاب نبوت کی روشنی میں محو ہو کر کیونکہ ان تمام کے جملہ اوصاف و کمالات اس محبوب علیہ السلام کی ذات گرامی میں جمع کر دیئے گئے۔ ان کی تمام شرائع اس محبوب کی شریعت میں ضم کر دی گئیں۔

ان کے تمام صحائف اور جملہ کتابوں کو قرآن میں مجتمع کر کے رکھ دیا گیا۔

وہ تمام موجود ہیں اس جامع کمالات آقا کی ذات میں مگر چھپے ہوئے ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسی لیے ان کتابوں، صحیفوں اور تمام نبیوں رسولوں پر ایمان لانا بھی واجب قرار دیا گیا۔

وہ اپنے اپنے وقت میں صرف نبی تھے
وہ اپنے اپنے وقت میں صرف رسول تھے

لیکن اب وہ تمام نبی و رسول ہونے کے ساتھ ساتھ میرے آقا علیہ السلام کے امتی بھی ہیں کیونکہ

وہ سب اسی سورج کی کرنیں ہیں
وہ سب اسی چاند کی روشنیاں ہیں
وہ سب اسی نور کی شعائیں ہیں

کسی نے کیا خوب فرمایا کہ

سب نبی نور محمد سے ہوئے ہیں پیدا
اسی دریا سے ہوئیں نہریں یہ جاری ساری

معلوم ہوا کہ سب کو اپنے حبیب کی خاطر بھیجا گیا ہے۔
سب کو اسی امام الانبیاء کے طفیل پیدا کیا گیا۔
سب کو اسی سیّد المرسلین کے تصدق تخلیق کیا گیا۔

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غائتوں کی غایتِ اولیٰ تمہیں تو ہو
دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو

ایک مثال سے سمجھئے

گرامی حضرات! اس کی مثال یوں سمجھئے ایک زمیندار نے زمین پر بڑی جانفشانی سے ہل چلایا۔

اس پر سہاگہ پھیرا
اسمیں بیج ڈالا
اس کی گوڈی کی
شب و روز اس کی حفاظت کی
کچھ عرصہ گذرا تو اس زمین میں سے شگوفے پھوٹے
شگوفوں سے تنے ظہور میں آئے

تنوں سے شاخیں معرضِ وجود میں آتی چلی گئیں

شاخوں پر پھل آگیا

اور وہ زمیندار اس طرح بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ان کی حفاظت کرتا رہا اور جب پھل پک گیا تو وہ اس پھل کو عزیز از جان رکھنے لگا۔

اس سے پوچھو کہ فلسفہ کیا ہے؟

تو جواب ملے گا

اصل چیز تو یہی تھی جس کے لئے ابتداء سے اب تک محنت کی

زمین مقصود نہ تھی — بلکہ مقصود حاصل کرنے کا سبب تھی

ہل چلانا مقصود نہ تھا — بلکہ حصولِ مقصد کی علت تھی

پھل آنے تک تمام محنت — اس پھل کے حصول کی غایت تھی

اصل مقصود یہ پھل ہی تو تھا — باقی سب کچھ اسباب

بالکل اسی طرح یہ دائرہ کائنات

یہ سورج — یہ چاند ستارے

یہ لوح و قلم — یہ عرش و کرسی

یہ خانہ کعبہ — یہ بیت المعمور

یہ تمام انبیاء — یہ تمام رسل

یہ تمام اولیاء — یہ تمام اہل اللہ

اصل مقصود نہ تھے بلکہ اصل مقصود تو ذات محبوب تھی جن کو ان مراحل سے گزارا اور یہ سب مراحل اسی کے لئے پیدا کیے کیونکہ وہ حبیب تھا وہ محبوب تھا وہ مطلوب و مقصود تھا۔

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

تو اصلِ وجود آمدی از نخست

دگر ہرچہ موجود اور فرع تست

کلیمے کہ چرخِ فلک طور اوست

ہمہ نورہا پر تو نورِ اوست

اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے

چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

کائنات تابع حضور علیہ السلام متبوع

گرامی حضرات! جو چیز طفیلی ہو اور کسی کی مرہونِ منت ہو وہ تابع ہوا کرتی ہے اس ذات کی جو کہ متبوع ہے اس لیے کائنات کی ہر چیز کو محبوب کی رضا کے تابع بنا کر فرمایا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ (پارہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۵)

اور عنقریب آپ کا رب آپکو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے

حضور علیہ السلام قاسم ہیں

اور فرمایا نبی کریم علیہ السلام نے کہ

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِي (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

میں تقسیم فرمانے والا ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا

اللہ نے فرمایا محبوب — میں تجھے عطا کروں گا

محبوب نے فرمایا — میں تیری عطا کو تقسیم کروں گا

اس لیے کہ...... تو میری رضا کا طالب ہے...... اور میں تیری مرضی کا چاہنے والا ہوں۔ رشتہ دوہرا ہے۔

تو محب ہے — میں محبوب ہوں

تو محبوب ہے — میں محب ہوں

تو میری رضا کے لئے — مجھے عطا کرے گا

میں تیری رضا کے لئے — تیری مخلوق کو عطا کروں گا

میاں محمد اعظم چشتی مرحوم کیا خوب کہتے ہیں کہ یارسول اللہ

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر

اور امام اہلسنت نے کمال کر دیا کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

لفظ فَتَرْضٰی پر غور کیجئے

گرامی حضرات! ارشاد فرمایا

- فَتَرْضٰی

اتنا عطا کروں گا اے میرے حبیب تو راضی ہو جائے گا

اس لفظ فترضی کو ذہن میں رکھیے گا اور غور کیجئے گا

کتب احادیث و سیرت میں یہ واقعہ سورج کی طرح چمک رہا ہے کہ جسے محدثین و مفسرین کرام نے تحویل قبلہ کا نام دیا ہے۔

تحویل قبلہ

یہ مسجد قبلتین ہے...... جو ابھی قبلتین کے اسم گرامی سے موسوم نہ ہوئی تھی' اس میں امامت فرما رہا شاہِ کونین ہے۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھ رہے ہیں اور کملی والے حبیب علیہ السلام نماز پڑھا رہے ہیں کیا سہانا منظر ہے۔

میرے آقا امام ہیں — صدیق و فاروق مقتدی ہیں
میرے آقا امام ہیں — عثمان و حیدر مقتدی ہیں
میرے آقا امام ہیں — طلحہ و زبیر مقتدی ہیں

میرے آقا امام ہیں — سلمان و بلال مقتدی ہیں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضوان اللہ علیہم اجمعین

شانِ اصحاب رسول

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر زبانِ طعن و تشنیع دراز کرنے والو ذرا خیال کرنا یہ حضور کے مقتدی ہیں۔

زبان کھولتے وقت سوچ لینا کہ تمہاری یا وہ گوئی کا نشانہ ان کا امام بن رہا ہے۔

تمہارے دل کی آخر جب زبان تک بات پہنچے گی
کبھی سوچا ہے تم نے پھر کہاں تک بات پہنچے گی

آج تمہارے کسی مولوی کے پیچھے اگر کوئی شخص چند نمازیں اگرچہ دو دو ملا کر ہی ادا کر لے تو تم اسے بہت اہمیت دیتے ہوئے بڑا متقی پرہیزگار خیال کرتے ہو ذرا سوچو

یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے ساری عمر نمازیں امام الانبیاء علیہ السلام کی اقتداء میں ادا کی ہیں۔

تمہارا ادارہ کسی کو مجتہد کا درجہ دے تو تم اس کے قول کو آخری فیصلہ کن قول تسلیم کرتے ہو تو جنہیں بارگاہِ مصطفویہ سے

صداقت کا ایوارڈ مل چکا ہو
عدالت کا ایوارڈ مل چکا ہو
سخاوت کا ایوارڈ مل چکا ہو
شجاعت کا ایوارڈ مل چکا ہو

ان کے اقوال و احوال کو تم اپنے طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہو؟
ان کی خلافت راشدہ کو تم چیلنج کرتے ہو؟
ان پر فدک کے غصب کا تم الزام لگاتے ہو؟

آپ ہی اپنے تغافل پہ زرا غور کرو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

بے مثال امام لاجواب مقتدی

حضرات گرامی!

امام — حبیب خدا
مقتدی — حبیبانِ مصطفیٰ

امام وہ جو خدا کی الوہیت کی سب سے بڑی — دلیل
مقتدی وہ جو مصطفیٰ کی رسالت کے سب سے بڑے — دلائل

اس پہ گواہ ہوالذی شیشۂ حق نما نبی
دیکھ لو جلوۂ نبی شیشۂ چار یار میں

خدا کو دیکھنا ہو تو — مصطفیٰ کو دیکھو
مصطفیٰ کو دیکھنا ہو تو — یارانِ مصطفیٰ کو دیکھو

ادھر ہو رہی ہے — نماز
اور نماز میں اپنے مالک سے ہو رہا ہے — راز و نیاز
خیال آیا
میرا قبلہ بیت المقدس کی بجائے کعبۃ اللہ ہونا چاہیے۔

رخِ انور کا آسمان کی طرف اٹھانا

حضرات گرامی! عبادت کے لئے جو سمت مقرر کی جائے اسے قبلہ کہتے ہیں۔

حاملین عرش کا قبلہ — عرش اعظم
ملائکہ کا قبلہ — کرسی
ملائکہ سفرہ کا قبلہ — بیت المعمور
آدم تا موسیٰ (علیہ السلام) کا قبلہ — کعبۃ اللہ

موسیٰ تا عیسیٰ (علیہ السلام) کا قبلہ — بیت المقدس
یہودیوں نے قبلہ بنایا — بیت المقدس کا غربی حصہ
عیسائیوں نے قبلہ بنایا — بیت المقدس کا مشرقی حصہ
(تفسیر نعیمی جلد ۲ صفحہ ۴)

نبی کریم علیہ السلام اپنا رخ انور بیت المقدس کی طرف فرما کر نماز ادا فرماتے رہے مگر کعبۃ اللہ کو سامنے رکھ کر یعنی بیت المقدس کی طرف اس طرح رخ فرماتے کہ کعبۃ اللہ بھی سامنے ہوتا (عزیزی) مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو وہاں دونوں قبلوں کا اجتماع ناممکن تھا تو بیت المقدس کی طرف ہی نماز ہوتی رہی مگر حضور کو شوق یہی تھا کہ کعبہ ہمارا قبلہ ہو چنانچہ ہجرت سے ایک سال ساڑھے پانچ مہینہ کے بعد پندرہویں رجب پیر کے دن مسجد بنی سلمہ (اب مسجد قبلتین) میں نماز ظہر ادا فرما رہے تھے دو رکعتیں بیت المقدس کی جانب ہو چکی تھیں کہ رخ انور آسمان کی طرف اٹھایا اور دل کی گہرائیوں کو جاننے والے مالک کی بارگاہ میں اپنی رضا کو پیش کر دیا کہ اے مولا۔

میرا تمام دین ابراہیمی ہے — تو میرا قبلہ بھی ابراہیمی فرما دے
زبان مبارک سے عرض نہیں کی

رخ انور کو آسمان کی طرف اٹھایا اور بار بار اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دوڑایا اور یہ ارشاد مبارک فرمایا کہ اے حبیب

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴)
تحقیق دیکھتے ہیں ہم آپ کا بار بار آسمان کی طرف ملاحظہ فرمانا

اے حبیب!
آپ آسمان کی طرف ملاحظہ فرما رہے ہیں۔
اور ہم...... آپ کے رخ منورہ مقدسہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔
ہم نے تو پہلے فرمایا تھا کہ فَتَرْضٰى

اور اب بھی فرماتے ہیں کہ

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴)

پس ہم البتہ پھیرتے ہیں آپ کو اس قبلہ پر راضی ہوتے ہیں آپ اس سے

ادھر ہے   فَتَرْضٰى

ادھر ہے   تَرْضٰهَا

کیا مطلب؟

اے حبیب جب میری ہر عطا میں تیری رضا ہے تو قبلہ تیری مرضی کے بغیر کیسے ہوسکتا ہے بلکہ ''فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ'' آپ اپنے چہرۂ انور کو مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴)

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

کیونکہ

آدم کا قبلہ   میری مرضی

نوح کا قبلہ   میری مرضی

خلیل کا قبلہ   میری مرضی

ذبیح کا قبلہ   میری مرضی

کلیم کا قبلہ   میری مرضی

تمام انبیاء کا قبلہ   میری مرضی

اور آپ ہیں میرے حبیب

تو پھر آپ کا قبلہ   آپ کی مرضی

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

حضرت نگینہ کے عشق میں جوش آیا تو قلم حقیقت رقم سے تحریر فرمایا کہ

لب ہلے نئیں ہتھ چائے نئیں اینویں رخ دا رخ پرتایا سی

اتھے وی فَتَرْضٰى دے وعدے پئے توڑ نبھائے جاندے نے

قبلہ تو تیری رضا سے بنتا ہے

حضرات گرامی!

وہ خالق و مالک

وہ رازق حقیقی

یہ فرما سکتا تھا کہ اے حبیب

جب بیت المقدس کو قبلہ میں نے مقرر کر دیا ہے تو آپ بھی اسے ہی قبلہ رہنے دیں۔

مگر ایسا نہیں فرمایا

بلکہ قبلہ بدل کر انتہاءِ محبت کا اثبات فرما دیا کہ

پیارے حبیب!

میں نے جو قبلہ بنایا   آپ نے بدلوا دیا

اب آپ نے جو بنوایا   میں بھی نہیں بدلوں گا

قیامت تک آنے والے نمازی

ولی ہوں   ان کا قبلہ یہی ہوگا

غوث ہوں   ان کا قبلہ یہی ہوگا

قطب ہوں   ان کا قبلہ یہی ہوگا

ابدال ہوں   ان کا قبلہ یہی ہوگا

اوتاد ہوں   ان کا قبلہ یہی ہوگا

صحابہ سے لے کر آخر تک کوئی بھی ہوں..... ان کا قبلہ یہی ہوگا۔

کیونکہ قبلہ کسی کی   دعا سے نہیں بنتا

قبلو تو فقط تیری   رضا سے بنتا ہے

تو جدھر رخ کو گھمائے وہی کعبہ ہو جائے

جب تک رخ رہا بیت المقدس کی طرف   تو قبلہ رہا بیت المقدس

اب رخ ہوا کعبۃ اللہ کی طرف   تو قبلہ ہو گیا بیت اللہ

کیونکہ تو محبوب ہے اور محبوب وہ ہوا کرتا ہے کہ جس کی رضا پر مولا خود عمل فرمائے۔

اَلْحَبِیْبُ یَعْمَلُ مَوْلَاہُ بِرِضَاءِہٖ (نزہۃ المجالس مرقات شرح مشکوٰۃ)

حبیب وہ ہوتا ہے

اور حبیب وہ ہوتا ہے کہ

انگشتِ شہادت اس کی اٹھے   چاند کو میں توڑ دوں

اشارہ اس کی انگلی کا ہو   سورج کو میں موڑ دوں

پیغام اس کی زبان پاک سے ہو   درختوں کو میں جھکا دوں

لعاب دہن اس کے مبارک منہ کا ہو   کھاری کنویں میں میٹھے فرما دوں

کیونکہ

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ (مکتوبات امام ربانی ص)

تمام کائنات میری رضا کی طالب ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

اور عنقریب آپ کو عطا کرے گا' آپ کا رب پھر آپ راضی ہو جائیں گے۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

پس البتہ ضرور پھیر دیں گے ہم آپ کو اس قبلے کی طرف جو آپ کی مرضی ہے۔

فترضٰی نے ڈالیں ہیں بانہیں گلے میں

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

کسی کو ہوئی ہے نہ ہو گی کسی سے

کسی کو ہے جتنی محبت کسیؐ کی

آیت کریمہ کی تفسیر

شعب الایمان میں اس آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

رِضَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّدْخُلَ اُمَّتَهٗ كُلُّهُمُ الْجَنَّةَ

(تفسیر الحسنات جلد ہفتم صفحہ ۱۴۰۶)

نبی کریم علیہ السلام ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک آپ کا ایک امتیؐ بھی دوزخ میں ہو گا۔

کوئی رہ نہ جائے بہشتاں تھیں باہر

گنہگاراں نوں آپ ٹولے محمد (ﷺ)

مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

اَشْفَعُ لِاُمَّتِيْ حَتّٰى يُنَادِيْ رَبِّيْ اَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ اَيْ رَبِّ رَضِيْتُ (تفسیر مظہری جلد دہم صفحہ ۲۸۳)

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب ندا کرے گا اے محمد کیا تم راضی ہو؟ تو میں عرض کروں گا اے میرے رب میں راضی ہوں۔

گنہگاراں نوں آپ ٹولے محمد

گنہگاراں نوں آپ ٹولے محمد (ﷺ)

اور

دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا

کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک کہ ایک ایک امتی بخشا نہ جائے گا

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ
اَلْمُرَادُ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ الشَّفَاعَةُ فِيْ اُمَّتِكَ حَتّٰى تَرْضٰى وَهُوَ قَوْلُ عَلِيٍّ وَالْحَسَنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ (تفسیر مظہری جلد دہم صفحہ ۲۸۳)
يُعْطِيْكَ رَبُّكَ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتبہ شفاعت عطا فرمائے گا یہاں تک کہ آپ راضی ہو جائیں گے یہی حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

گنہگاراں نو آپ ٹولے محمد
گنہگاراں نوں آپ ٹولے محمد

اور پھر

چاہیں گے جو محمد وہ ہی خدا کرے گا
سب اختیارِ محشر ان کو عطا کرے گا
بخشے گی ان کی رحمت مجرم بلا بلا کے
محشر میں جب محمد آئیں گے مسکرا کے
دیکھیں گے انبیاء بھی نظریں اٹھا اٹھا کے
محشر میں جب محمد آئیں گے مسکرا کے

افضل عطیہ

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
وَاَفْضَلُ الْعَطِيَّاتِ رُؤْيَةُ اللهِ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ عَلٰى حَسْبِ كَمَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْلٰى دَرَجَاتِ الْقُرْبِ
(تفسیر مظہری جلد دہم صفحہ ۲۸۳)
سب سے بہترین عطیہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو حضور ﷺ کے کمال اور قرب

کے درجات کے مطابق نصیب ہوگا۔

پھر محب دیکھے گا محبوب کو
اور محبوب دیکھے گا محب کو

اور اپنے قرب و کمالِ نبوت کے مطابق رویت ہوگی یہ ہے وہ عطاءِ الٰہی جس سے وہ اپنے حبیب کو راضی کرے گا۔

فقیر کہتا ہے

گرامی قدر سامعین! فقیر کہتا ہے کہ عارف ربانی حضرت قاضی صاحب نے بھی بجا فرمایا لیکن میرے آقا علیہ السلام تو اس رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہو چکے ہیں جیسا کہ معراج سے واپسی پر فرمایا کہ

رَاَيْتُ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ (ترمذی شریف)
میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا
تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ
عطیات دینے والا ہی جانے کہ وہ کیا عطا فرماتا ہے
یا پھر عطیات لینے والا ہی جانے کہ اسے کیا عطا فرمایا جاتا ہے۔
بات کچھ یوں محسوس ہوتی ہے کہ

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے
خدا کی قسم مجھ کو حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

تیسرا خطبہ جمادی الاوّل

اصحابِ رسول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ○

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ذکر اصحاب رسول

صدر محترم وسامعین ذی وقار آج میں اپنی تقریر میں اصحاب رسول (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وصلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ذکر حسین کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہمارے ایمانوں کی کھیتیوں کو ان کی محبت کا پانی ملے اور ان میں تازگی وشیفتگی پیدا ہو سکے۔

تلاوت کردہ آیت وترجمہ

حضرات گرامی! تلاوت کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے لفظ کلا فرما کر تمام صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت وشان کو اجاگر فرمادیا کہ ایک دو یا دس بیس یا سو دو سو صحابہ نہیں بلکہ جتنے بھی افراد میرے محبوب علیہ السلام کے دامن رحمت سے وابستہ ہو گئے فرمایا

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۹۵)

سب سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ حسنیٰ فرمایا ہے۔

چاہے وہ رنگ کا — کالا ہو
اس کے ہونٹ — موٹے ہوں
اَشْهَدُ کو اَسْهَدُ — پڑھتا ہو
حبشہ کا — رہنے والا ہو
آزاد نہیں — غلام ہو

مگر جب میرے حبیب کی غلامی میں آجائے تو میں نے اس سے وعدہ حسنیٰ فرما لیا ہے۔ اور اسے یہ مقام دے دیا ہے کہ

تو میرے حبیب کا — غلام ہے
قیامت تک کے موذنوں کا — امام ہے
تیرا ظاہری رنگ تو — کالا ہے
مگر تیرے باطن میں — اجالا ہے

جو بھی دامن محبوب سے وابستہ ہو گیا

اس طرح فرمایا

کوئی — حبشی ہو
کوئی — رومی ہو
کوئی — فارسی ہو
کوئی — کالا ہو
کوئی — گورا ہو

کوئی آزاد ہو

کوئی غلام ہو

میں اس کا رنگ نہیں دیکھتا

میں اس کی ذات نہیں دیکھتا

میں اس کی نسل نہیں دیکھتا

میں اس کا حسب نہیں دیکھتا

میں اس کا نسب نہیں دیکھتا

میں تو دامن محبوب کی نسبت کو دیکھتا ہوں۔

جو میرے حبیب کے دامن سے وابستہ ہو گیا تو میرا اعلان ہے کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

دامن مصطفیٰ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

اگر وہ ادنیٰ تھا تو اعلیٰ ہو گیا

اگر وہ نیچا تھا تو اونچا ہو گیا

اگر وہ غلام تھا تو امام ہو گیا

اگر وہ گدا تھا تو بادشاہ ہو گیا

اگر وہ خالی تھا تو والی ہو گیا

اگر وہ سائل تھا تو معطی ہو گیا

اگر وہ ارزل تھا تو افضل ہو گیا

اگر وہ قطرہ تھا تو دریا ہو گیا

اگر وہ ذرہ تھا تو آفتاب ہو گیا

اگر وہ ابو بکر تھا تو صدیق ہو گیا

اگر وہ عمر تھا تو فاروق ہو گیا

اگر وہ عثمان تھا تو زی النورین ہو گیا

اگر وہ علی تھا تو مرتضیٰ ہو گیا

اگر وہ حسن تھا تو مجتبیٰ ہو گیا

اگر وہ حسین تھا تو سیّد الشہداء ہو گیا

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے
زرے جتنے سامنے آئے ستارے ہو گئے

فرمایا:

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

کسی ایک صحابی کا منکر اس آیت کا منکر ہے

سامعین کرام! اب اگر کوئی شخص کسی ایک صحابی کی شان میں بھی گستاخی کرے تو اس آیت کا منکر ہے۔

تمام صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں

تمام صحابہ میرے نبی کے پیارے ہیں

تمام صحابہ وعدۂ حسنیٰ کے مصداق ہیں

اس آیت کریمہ سے وہ تمام اعتراضات، الزامات، اتہامات ختم ہو گئے جو منکرین صحابہ کرتے تھے یا کرتے ہیں یا آئندہ کریں گے۔

وہ تاریخ پڑھتے ہیں۔

وہ کتابیں پڑھتے ہیں۔

مگر ہم قرآن پڑھتے ہیں۔

تاریخ غلط ہو سکتی ہے۔

کتابیں غلط ہو سکتی ہیں۔

مگر قرآن غلط نہیں ہو سکتا۔

بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا
ہے قولِ خدا فرمانِ نبی مان نہ بدلا جائے گا

کوئی تاریخ کے حوالہ سے کہتا ہے کہ

فلاں صحابی نے حق خلافت غصب کیا ہے   معاذ اللہ
فلاں صحابی نے باغ فدک غصب کیا ہے   معاذ اللہ
فلاں صحابی نے حضرت علی سے جنگ کی ہے   معاذ اللہ

تاریخی حقائق اپنی جگہ ہیں۔
اگر یہ درست بھی ہوں تو فیصلہ قرآن سے لیا جائے گا۔
غاصب سے وعدہ حسنیٰ نہیں ہو سکتا۔
جنگ لڑنے والوں سے وعدہ حسنیٰ نہیں ہو سکتا۔
لہٰذا وعدہ حسنیٰ نے ثابت کر دیا کہ

صحابہ مجتہد ہیں

کوئی صحابی غاصب نہیں ہے۔
کوئی صحابی فسادی نہیں ہے۔
بلکہ یہ تمام مجتہد ہیں اور مجتہد اگر درست اجتہاد کرتے تو دوہرا ورنہ ایک گنا ثواب کا مستحق ضرور ہوتا ہے۔

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
"جب حاکم فیصلہ کرے تو درست فیصلے پر اس کو دو ثواب ہیں اگر غلطی کرے تو اس کے لئے ایک ثواب ہے۔ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ، مرات شرح مشکوٰۃ جلد نمبر ۵ صفحہ ۳۹۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا   اپنا اجتہاد تھا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا   اپنا اجتہاد تھا
حضرت علی کا اجتہاد درست تھا   انہیں دوہرا ثواب ملے گا
امیر معاویہ کا اجتہاد درست نہ تھا   انہیں ایک گنا ثواب ملے گا

کیونکہ ارشاد ربانی ہے
كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى
اللہ نے ان تمام صحابہ سے وعدہ حسنیٰ فرمایا ہے۔

حدیث رسول اور اجماع صحابہ

حضرت گرامی! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت غصب نہ کی تھی بلکہ تمام صحابہ کا اجتہادی فیصلہ تھا۔
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدک غصب نہ کیا تھا بلکہ فرمانِ نبوی کی تعمیل تھی۔
سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں
نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَآءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ (بخاری شریف)
ہم معاشرِ انبیاء سے ہیں جو کچھ ہم چھوڑیں وہ وراثت نہیں بلکہ صدقہ ہوتا ہے۔

قرآن پہ عمل کرو

معلوم ہوا کہ

خلافت صدیقی کا فیصلہ بھی   درست
باغ فدک کا فیصلہ بھی   درست

کیونکہ اگر یہ درست نہ مانے جائیں تو ارشاد خداوندی کا انکار لازم آئے گا۔
اگر یہ درست نہ مانے جائیں تو یہ فیصلہ کرنے والے معاذ اللہ باطل ٹھہریں گے۔
اور باطل حق پر نہیں ہو سکتا۔
اور جو حق پر نہ ہو اس سے وعدہ حسنیٰ نہیں ہو سکتا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

لہٰذا

جھگڑا چھوڑ دو — قرآن پر عمل کرو

فساد چھوڑ دو — قرآن سے فیصلہ لو

فرقہ پرستی چھوڑ دو — قرآن پر جمع ہو جاؤ

جو قرآن فرمائے — وہی درست

اور قرآن فرماتا ہے کہ تمام صحابہ سے وعدہ حسنیٰ ہو چکا ہے۔

اصحاب ہن محمد دے پیارے جیویں چندے دے گرد ستارے

سارے ہن برتر سارے اختر سارے ہن رہبر

جہڑا اصلوں انہاں کوں بھلاوے اوہ دھکیا جاوے ہیں گل کوں خدائی اے من

در احمد تے جہڑا وی آوے اوہ رتبے پاوے ہیں گل کوں خدائی گی اے من

اجماع صحابہ حجت ہے

اگر کوئی شخص کہے کہ

تم نے یہ بات کہاں سے نکال لی ہے کہ صحابہ کا اجماع حجت ہے؟

تو جواب یہ ہے کہ قرآن میں ارشاد خداوندی ہے کہ

اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ (پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۳)

ایمان ایسے لاؤ جیسے صحابہ لائے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۷)

اگر یہ لوگ ایسے ایمان لائیں جیسے (اے صحابہ) تم ایمان لائے ہو تو یہ ضرور ہدایت پالیں۔

تو جب ان کا ایمان حجت ہے۔

جب ان کا ایمان آئیڈیل ہے۔

تو ان کا اجماع بھی ان کے ایمان کے تابع ہے۔

ان کا اجماع بھی اس طرح حجت ہے۔

ان کا ایمان آئیڈیل ہے تو ان کا اجماع بھی آئیڈیل ہے۔

تو جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی اسی مقام پر ہوگا جہاں وہ ہوں گے۔

یہ بہتر رفیق ہیں

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹)

جس نے پیروی کی اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا

نبیوں میں سے

صدیقوں میں سے

شہداء میں سے

صالحین میں سے

اور یہ کتنے بہتر ساتھی ہیں۔

تو پھر جو صدیق اکبر کی پیروی کرے گا

جو فاروق اعظم کی پیروی کرے گا

جو عثمان غنی کی پیروی کرے گا

جو مولا علی کی پیروی کرے گا

تو وہ انہیں کے ساتھ ہوگا

اور وہ کہاں ہوں گے فرمایا

كُلًّا وَّعَدَاللّٰهُ الْحُسْنٰى

اور مفسرین نے الحسنیٰ سے مراد جنت ارقام فرمائی ہے۔

الحسنیٰ کی تفسیر قرآن پاک سے

حضرت گرامی! آیئے قرآن سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ اَلْحُسْنٰی کیا چیز ہے؟

تو قرآن فرماتا ہے کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۔

(پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۱)

بلاشبہ وہ لوگ جن کے لئے مقدر ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی تو وہی اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔

تو یہ بھلائی الحسنیٰ جہنم سے دوری اور جنت کی منظوری کا نام ہے۔

تو پھر اس ارشاد کی وضاحت ہوگئی کہ

كُلًّا وَّعَدَاللّٰهُ الْحُسْنٰى

اللہ کریم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

رب تو تمام کو جنتی فرمائے

اور کوئی کالی زبان اور کالے دل کالے لباس اور کالے چہرے والا کچھ اور کہے

تو رب کا فرمان ہے برحق

اور اس بے ایمان کا عقیدہ ہے باطل اور ناحق

وہ جیسے خود کالا

ایسے ہی اس کا عقیدہ بھی کالا

اور انشاء اللہ بروز قیامت شعلہ نار جہنم میں بھی ہوگا کالا

بیسیوں آیات قرآنیہ کے منکر

حضرات گرامی! غور کیجئے یہاں فرمایا: کــلا اور قرآن میں جہاں بھی عظمت اصحاب رسول کا بیان فرمایا گیا تو ضمیر جمع لائی گئی مثلاً

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ ۝

علیٰ ھذا القیاس اللہ تعالیٰ نے جب بھی بات کی تو تمام صحابہ کی فرمائی مگر آج کا نامراد منکر اصحابِ رسول کہتا ہے کہ تمام صحابہ ایمان سے پھر گئے تھے اور صرف دو چار باقی رہ گئے تھے (معاذ اللہ)

بتایئے یہ خطرناک لوگ

یہ ایمان کے دشمن

کتنی آیات کے منکر ہیں؟

ایک دو نہیں بیسیوں آیات کے منکر

جن میں جمع کے صیغے اور جمع کی ضمیریں ہیں اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان وعظمت کا بیان ہے۔

جن کو کلمہ وقرآن حضور پڑھائیں

فقیر کہتا ہے

یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو کلمہ پڑھایا میرے آقا علیہ السلام نے

یہ وہ شاگردان رشید ہیں جن کو قرآن پڑھا شاگرد رحمان نے

تجھے کلمہ پڑھانے والا ذاکر

تجھے کلمہ پڑھانے والا مولوی

تجھے کلمہ پڑھانے والا مجتہد

تو کبھی تو نے اپنے ایمان میں شک نہیں کیا

اور جنہیں کلمہ پڑھائے مصطفیٰ علیہ السلام

جنہیں کلمہ پڑھائے امام الانبیاء علیہ السلام

ان کے ایمان میں شک کرتا ہے؟ سن اور غور سے سن!

مولوی سے قرآن پڑھنے والا ہوتا ہے ذاکر

مولوی سے قرآن پڑھنے والا ہوتا ہے مجتہد

مولوی سے قرآن پڑھنے والا ہوتا ہے عالم

مگر مصطفیٰ سے قرآن پڑھنے والا ہوتا ہے صدیق اکبر

مصطفیٰ سے قرآن پڑھنے والا ہوتا ہے فاروق اعظم

مصطفیٰ سے قرآن پڑھنے والا ہوتا ہے عثمان غنی

مصطفیٰ سے قرآن پڑھنے والا ہوتا ہے علی المرتضیٰ (رضوان اللہ علیہم)

تو مولوی سے کلمہ پڑھے تو مومن اور جنتی

یہ مصطفیٰ علیہ السلام سے کلمہ پڑھیں تو تو انہیں مومن اور جنتی تسلیم نہیں کرتا۔

تو ملاں سے قرآن پڑھے تو مومن اور جنتی

یہ مصطفیٰ علیہ السلام سے قرآن پڑھیں تو تو انہیں مومن اور جنتی تسلیم نہیں کرتا۔

تو پھر تو صرف ان کا منکر نہیں۔

تو قرآن کا بھی منکر

تو کلمے کا بھی منکر

تو کلمے والے نبی کا بھی منکر

اور اس نبی کے خدا کا بھی منکر

آج لوگ فخر کرتے ہیں

حضرات آج لوگ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ

میں داتا ہجویری کا مرید ہوں

میں خواجہ اجمیر کا مرید ہوں

میں غوث جلی کا مرید ہوں

میں مہر علی کا مرید ہوں

میں مجدد الف ثانی کا مرید ہوں

میں سرکار لاثانی کا مرید ہوں

اور میرے صدیق وفاروق امام الانبیاء کے مرید ہیں

میرے عثمان وحیدر امام الانبیاء کے مرید ہیں

میرے طلحہ وزبیر امام الانبیاء کے مرید ہیں

میرے سلمان وبلال امام الانبیاء کے مرید ہیں

اور جو میرے نبی کریم علیہ السلام کے مرید ہیں

وہ ساری کائنات کے پیروں کے پیر ہیں

اسی لئے فرمایا کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

قیامت کو فیصلہ ہو جائے گا

کل قیامت کو فیصلہ ہو جائے گا۔

آؤ داتا ہجویری کے مریدو تم ان کے ساتھ چلے جاؤ

آؤ خواجہ اجمیری کے مریدو تم ان کے ساتھ چلے جاؤ

آؤ غوث جلی کے مریدو تم ان کے ساتھ چلے جاؤ

آؤ مہر علی کے مریدو تم ان کے ساتھ چلے جاؤ

آؤ مجدد الف ثانی کے مریدو تم ان کے ساتھ چلے جاؤ

آؤ سرکار لاثانی کے مریدو تم ان کے ساتھ چلے جاؤ

اور آؤ میرے محبوب کے مریدو تم ان کے ساتھ چلے جاؤ

آؤ کملی والے حبیب کے مریدو   تم ان کے ساتھ چلے جاؤ

اور پھر جب یہ غلام اپنے آقا کے ساتھ جائیں گے تو آوازِ قدرت آئے میں نے وعدہ پورا کر دیا کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

سوال ہوگا

اللہ کریم سب سے سوال فرمائے گا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟

تو محدث بولے گا   میرے پاس حدیث دانی ہے

مفسر بولے گا   میرے پاس تفسیر کی روانی ہے

قاری بولے گا   میرے پاس قرآن خوانی ہے

زاہد بولے گا   میرے پاس زہد کی فراوانی ہے

عابد بولے گا   میرے پاس عبادت ہے

متقی بولے گا   میرے پاس تقویٰ وطہارت ہے

شمع رسالت کے پروانے بولیں گے

تو میرے نبی کے دیوانوں سے پوچھے گا۔

تمہارے پاس کیا ہے؟

تو شمع رسالت کے پروانے بولیں گے۔

ہمارے پاس   والضحیٰ کے چہرے پر جچی ہوئی بصارت ہے

ہمارے پاس   واللیل کی زلفوں کی تلاوت ہے

ہمارے پاس   نبیٔ طاہر کی عطا فرمودہ طہارت ہے

ہمارے پاس   تیرے حبیب کا دامن رحمت ہے

منکرین صحابہ سے بھی سوال ہوگا

بتاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منکرو تمہارے پاس کیا ہے؟

تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ

تمہارے پاس   مقدر کی شقاوت ہے

کیونکہ تمہیں محبوب کے اصحاب سے   عداوت ہے

تو فرمان جاری ہوگا پھر آج تمہارے لئے جہنم کے عذاب کی بشارت ہے۔

اور تم اسی بشارت کے لائق ہو۔

کیونکہ تم باعث ایذائے رسالت ہو۔

اور جو میرے رسول کو تکلیف دیتا ہے میرا فرمان ہے کہ

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

کیا یہ اصحاب رسول نہیں ہیں

اب میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

جو خود کو اصحاب رسول کے زیادہ چاہنے والے باور کرانا چاہتے ہیں۔

جو شب و روز صرف اصحاب رسول کا ہی نام لیتے ہیں اور اہل بیت کرام سے عداوت رکھتے ہیں کہ بتاؤ

اگر تم اصحاب رسول سے اتنے ہی مخلص ہو جتنا تم ڈھنڈورا پیٹتے ہو تو پھر کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ   صحابی رسول نہیں ہیں؟

امام حسن رضی اللہ عنہ   صحابی رسول نہیں ہیں؟

امام حسین رضی اللہ عنہ   صحابی رسول نہیں ہیں؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا   صحابیہ رسول نہیں ہیں؟

تم نے کبھی ان کا نام کیوں نہ لیا؟

تم نے کبھی ان کا یوم کیوں نہ منایا؟

تم نے کبھی ان کی شانیں کیوں نہ بیان کیں؟

تو ثابت ہوا کہ تم اصحاب رسول سے مخلص نہیں ہو ورنہ ان کو اصحاب رسول سمجھ کر ہی ان کی عظمت وطہارت کو تسلیم کر لیتے۔

ان کی عظمت بیان کرے تو — سنی

اصحاب رسول کی عظمت بیان کرے تو — سنی

کیونکہ سنی کو معلوم ہے کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

اللہ نے سب سے وعدہ حسنٰی فرمایا ہے۔

اس لیے سنی سب کو ہی مانتا ہے۔ اور اس کا عقیدہ ہے کہ

اسلام ما محبت خلفاء راشدین

ایمان ما محبت آل محمد است

آج وعدہ پورا ہو گیا

حضرات گرامی! توجہ فرمائیے

منکرین اصحاب رسول اکثر یہ کہا کرتے ہیں کہ بروز محشر ہر ایک کو اس کے امام کے پیچھے بلایا جائے گا۔ اور یہ آیت بھی پڑھا کرتے ہیں کہ

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۷۱)

جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

تو کبھی یہ نہ سوچا کہ

کسی کو آواز دی جائے گی — حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ

کسی کو آواز دی جائے گی — حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ

کسی کو آواز دی جائے گی — حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ

کسی کو آواز دی جائے گی — حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ساتھ

یعنی بارہ اماموں کے ماننے والوں کو آواز دی جائے گی ان کے آئمہ کے ساتھ

مگر اصحاب رسول کو کس کے ساتھ بلایا جائے گا؟

میرے صدیق وفاروق رضی اللہ عنہ کو آواز دی جائے گی رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ

میرے عثمان وحیدر رضی اللہ عنہ کو آواز دی جائے گی رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ

میرے طلحہ وزبیر سلمان وبلال سعد وسعید اور تمام اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آواز دی جائے گی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

اور جب یہ رسول اللہ علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چلیں گے تو تمام اہل محشر کو یاد دلایا جائے گا کہ آج وہ وعدہ پورا ہو گیا جو ان سے کیا گیا تھا کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

اور فرمایا جائے گا

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔ (پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر۱۰۳)

یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا

میرے رسول کے شیدائیو! — آج تم سے کیا گیا وعدہ پورا ہو گیا

میرے حبیب کے فدائیو! — آج تم سے کیا گیا وعدہ پورا ہو گیا

میرے نبی کے پیارو! — آج تم سے کیا گیا وعدہ پورا ہو گیا

میرے محبوب کے جان نثارو! — آج تم سے کیا گیا وعدہ پورا ہو گیا

تمہیں نہ تو کوئی میرے حبیب سے دنیا میں جدا کر سکا

تمہیں نہ کوئی میرے حبیب سے آج جدا کر سکے گا

تم وہاں بھی اصحاب رسول تھے

تم آج بھی اصحاب رسول ہو

میں نے اپنے محبوب کو حکم دیا تھا

میں نے تو وہاں بھی اپنے محبوب کو فرمایا تھا کہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (پ۱۵ سورۃ الکھف آیت نمبر ۲۸)

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں۔ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔

(ترجمہ کنز الایمان اعلیٰ حضرت بریلوی)

اور میں نے وہاں بھی اپنے محبوب کو فرمایا تھا کہ

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ (پارہ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۲)

اور نہ کرو انہیں دور جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح وشام اس کی رضا چاہتے ہیں۔ تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔ (ترجمہ ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۵۶۰)

میں نے صحابہ کو دامن محبوب سے وابستہ کیا تھا

اور پھر میں نے دنیا کو بتایا کہ

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

اور اپنے ساتھ والے (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

یہ وہ لوگ ہیں جو میرے حبیب کی معیت میں ہیں۔

اس کے ساتھی ہیں۔

اپنی خلوت میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں
اپنی جلوت میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں

زمانہ عسر میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں
زمانہ یسر میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں
اپنی عبادات میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں
اپنی ریاضات میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں
اپنی نمازوں میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں
اپنے روزوں میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں
اپنے جہادوں میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں
اپنی قربانیوں میں — میرے حبیب کے ساتھی ہیں

آج بھی وابستہ رکھوں گا

میں نے انہیں دامن محبوب سے وابستہ کیا
میں نے انہیں دامن محبوب سے وابستہ رکھا

اور آج بھی میں انہیں دامن محبوب سے وابستہ رہنے دوں گا اور آدم و نبی آدم کے سامنے اس حشر کے میدان میں اظہار تکمیل عہد کروں گا کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

جدھر میرا حبیب جائے گا — ادھر ہی صدیق جائے گا
جدھر میرا حبیب جائے گا — ادھر ہی فاروق جائے گا
جدھر میرا حبیب جائے گا — ادھر ہی عثمان جائے گا
جدھر میرا حبیب جائے گا — ادھر ہی علی جائے گا
جدھر میرا حبیب جائے گا — ادھر ہی تمام صحابہ جائیں گے
جدھر میرا حبیب جائے گا — ادھر ہی حسن جائے گا
جدھر میرا حبیب جائے گا — ادھر ہی حسین جائے گا
جدھر میرا حبیب جائے گا — ادھر ہی تمام اہل بیت جائیں گے

اور

جدھر دشمن حبیب جائے گا — ادھر ہی دشمن اصحاب حبیب جائے گا

جدھر دشمن حبیب جائے گا — ادھر ہی دشمن آل حبیب جائے گا

جدھر دشمن حبیب جائے گا — ادھر ہی دشمن ازواج رسول جائے گا

اس لئے آیئے آپ کو

دعوت فکر

ہم دعوت فکر دیتے ہیں۔
دشمنی اصحاب رسول سے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن نہ بنایئے۔
بلکہ سینوں میں اصحاب رسول کی محبت کے سمندر موجزن کیجئے۔
تاکہ تم بھی ادھر ہی جاؤ جدھر اصحاب رسول جائیں گے۔
اور ہم بھی ادھر ہی جائیں گے جدھر اصحاب رسول جائیں گے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اصحاب رسول کی غلامی نصیب فرمائے۔
آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

چوتھا جمعہ جمادی الاول

جن کے دلوں پر ایمان نقش کر دیا گیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ ○ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ○

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

دل پہ کندہ ہو تیرا نام کہ وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغریٰ تیرا

دشمنان اصحاب رسول کہتے ہیں

نہایت ہیں واجب الاحترام علماء کرام زوی الاحتشام بزرگو اور نوجوان ساتھیو! یہ ایک قصبہ جاتی اور دیہاتی ماحول ہے۔ اور اس محفل پاک میں علماء کرام بکثرت تشریف فرما ہیں۔ تو میں سوچ رہا تھا کہ کیا بیان کروں کہ کچھ علماء کرام سے بھی اظہار خیال کرسکوں۔ اور عوام سے بھی گفتگو ہو سکے۔ تو میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اس قصبہ

میں کچھ دن پہلے کسی بے دین نے میرے نبی کریم علیہ السلام کے پیارے صحابہ علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اور وہ بہت زوردار طریقہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے وصال کے بعد معاذ اللہ

''تمام صحابہ دین سے پھر گئے تھے صرف چند صحابہ دین پر باقی تھے''

اور وہ کہتا رہا ہے کہ

''نبی کریم علیہ السلام کی تغسیل' تکفین اور تدفین میں اکثر صحابہ شامل نہیں تھے'' وغیرہ وغیرہ

اور وہ تاریخوں اور رسالوں کے حوالے دیتا رہا ہے۔ اس نے کسی آیت یا حدیث کی تلاوت نہیں کی۔

میں قرآن پڑھوں گا

گرامی قدر سامعین کرام! ان علماء کرام اور منتظمین جلسہ نے تو میرا نام بڑے بڑے القابات سے پکارا ہے مگر میں ان سب کا خادم ہوں۔ اور حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ کی تربیت کا صدقہ قرآن پڑھوں گا تا کہ اس کا رد نہ ہو سکے۔

کتابیں جھوٹ بول سکتی ہیں۔

تاریخیں بدلی جا سکتی ہیں۔

رسائل وجرائد میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔

قصے کہانیاں من مانی تیار کی جا سکتی ہیں۔

مگر قرآن اس قطعی صادق کا کلام ہے جو سب سے بڑا صادق

یہ لوگ عموماً اپنی بات پر صادق نام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ ''امام صادق کا قول ہے''

مگر میں کہتا ہوں کہ قرآن خدائے صادق کا قول ہے وہ فرماتا ہے کہ

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۲)

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۸۷)

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی

کمال کی بات یہ ہے کہ

اور پھر کمال کی بات یہ ہے کہ اپنی سچائی بیان کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ نے انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور آخرت میں ان کے انعام کا تذکرہ فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے کہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۲)

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں ان باغوں میں لے جائیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ کا سچا وعدہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی

اللہ تعالیٰ ان کا جواب دے رہا ہے

یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ آیت اور ایسی تمام آیات اللہ تعالیٰ نے اس دور کے منکرین صحابہ کے لئے نازل فرمائی ہوں۔ ذرا غور کیجئے کہ کس طرح حالات کے مطابق قرآن جواب ارشاد فرما رہا ہے ''انہوں نے کہا کہ نبی پر ایمان لانے والے معاذ اللہ ایمان سے پھر گئے''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھرے نہیں بلکہ اب قیامت تک وہ اسی ایمان پر رہیں گے کیونکہ ہم انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے اور جنت میں وہی جائے گا جو ایمان والا ہو گا جو ایمان سے پھر کر راہ ارتداد اختیار کر جائے وہ جنتی کبھی نہیں اور یہ اصحاب رسول تو

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا

ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

اور ایک دو یا سو دو سو نہیں

اٰمَنُوْا بھی — جمع کا صیغہ

عَمِلُوْا بھی — جمع کا صیغہ

خٰلِدِیْنَ بھی — جمع کا صیغہ

یعنی یہ سب جو ایمان لے آئے ہیں۔

اور یہ سب جنہوں نے اعمال صالحہ فرمائے ہیں۔

یہ سب ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

اور یہ ان سے ہمارا وعدہ حقہ ہے اور ہم سے زیادہ سچا کون ہے؟

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَّمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا

اللہ کا سچا وعدہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی

اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں

حضرات اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ بتائیے

یہ دشمن اصحاب رسول صحیح ہے یا — اللہ کا قرآن؟

یہ دشمن اصحاب رسول سچا ہے یا — میرے رب کا فرمان؟

فیصلہ آپ خود کیجئے

جسے ایمان عزیز ہے — وہ دشمنان اصحاب رسول کو جھوٹا کہے گا اور اور اللہ کو سچا

جسے دین عزیز ہے — وہ دشمنان اصحاب رسول کو جھوٹا کہے گا اور اللہ کو سچا

جسے اللہ اور اس کا رسول عزیز ہے — وہ دشمنان اصحاب رسول کو جھوٹا کہے گا اور اللہ کو سچا

اس لیے کہ

کتابیں جھوٹ بول سکتی ہیں مگر — قرآن سچا ہے

کتابیں تبدیل ہو سکتی ہیں مگر — قرآن تبدیل نہیں ہو سکتا

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پارہ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر۹)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور

جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون
نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون

کتابوں میں ردوبدل کمی بیشی ہو سکتی ہے مگر قرآن میں نہیں ہو سکتی۔

کتابوں میں من گھڑت قصے کہانیاں داخل کی جا سکتی ہیں مگر قرآن میں نہیں کی جا سکتیں۔

اس لیے میں شان اصحاب رسول کو

قصوں سے بیان نہیں کر رہا۔

کتابوں سے بیان نہیں کر رہا۔

تاریخوں سے بیان نہیں کر رہا۔

اخباروں سے بیان نہیں کر رہا۔

بلکہ قرآن سے بیان کر رہا ہوں۔

وہی قرآن کہ جس کے متعلق خالق کائنات فرماتا ہے۔

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ (پارہ۱ سورۃ البقرۃ آیت نمبر۲)

وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں۔

اور وہی آیات قرآن کہ جن کے متعلق ارشاد ربانی ہے کہ

وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا (پارہ۹ سورۃ الانفال آیت نمبر۲)

اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے۔

اور پھر ان آیات کا انکار کرنے والے بزبان قرآن کافر ہیں ارشاد فرمایا

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۔ (پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۴۷)

اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر

اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا

حضرات گرامی! آیئے اسی قرآن سے پوچھیں کہ یہ منکرین عظمت اصحاب رسول جو کچھ کہتے ہیں یا اللہ کریم تو ہی اس کے متعلق ہماری رہنمائی فرما

آواز آئی یہ کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا یہ کہتے ہیں کہ سوائے تین کے سب صحابہ معاذ اللہ ایمان سے پھر گئے تھے۔

تو ارشاد فرمایا کہ:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ

یہ (تمام کے تمام) ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا

فرمایا ان سے کیوں پوچھتے ہو؟

مجھ سے پوچھو جس نے خود ان کے دلوں میں ایمان کو نقش فرما دیا

قابل غور باتیں

حضرات گرامی! آیت کریمہ میں یہ باتیں قابل غور ہیں کہ

اُولٰٓئِكَ کسے کہتے ہیں؟

كَتَبَ کا مطلب کیا ہے؟

ایمان کسے کہتے ہیں؟

اور یہ لوگ کون ہیں جن کا اس آیت میں تذکرہ مبارکہ فرمایا گیا ہے؟

اُولٰٓئِكَ کا مفہوم

اس آیت کریمہ میں پہلا لفظ ہے ’’اُولٰٓئِكَ‘‘

تو آیئے معلوم کریں کہ اس لفظ کا مفہوم کیا ہے اور یہ معلوم بھی قرآن سے ہی کرتے ہیں۔

لیجئے پہلا یہ سپارہ ہے اور ابتدائی آیات ہیں جن میں رب العٰلمین ارشاد فرماتا ہے کہ

وہ جو بن دیکھے ایمان لائیں۔

اور نماز قائم رکھیں۔

اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر اے محبوب جو تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا۔

اور آخرت پر یقین رکھیں۔

تو فرمایا

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳،۴،۵)

وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے

یعنی کہ ان اوصاف سے متصف تمام لوگ ہیں اُولٰٓئِكَ جمع کی ضمیر ہے

اگر ایک کی بات ہوتی تو واحد کی ضمیر ہوتی۔

اگر دو کی بات ہوتی تو تثنیہ کی ضمیر ہوتی۔

مگر یہ ان سب کی بات ہے اس لیے ضمیر جمع کی ہے۔

لیجئے پہلے سپارہ سے ایک اور مثال سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا

خٰلِدُوْنَ O (پارہ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۹)

اور وہ جو کفر کریں گے اور ہماری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

اب یہاں پر ابوجہل کی ساری پارٹی

سارے منکرین قرآن

اور تمام جھٹلانے والوں کو فرمایا گیا

اُولٰٓئِکَ یہ تمام کے تمام دوزخ والے ہیں۔

اسی طرح وہاں فرمایا

اُولٰٓئِکَ یہ تمام کے تمام ہدایت پر ہیں۔

تلاوت کردہ آیت

اسی طرح تلاوت کردہ آیت کریمہ میں فرمایا گیا

اُولٰٓئِکَ یہ تمام کے تمام لوگ وہ ہیں۔

کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ

جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا۔

کوئی ایک میرے نبی علیہ السلام پر ایمان لانے والا صحابی رسول اس اُولٰٓئِکَ سے باہر نہیں ہے۔

اس لئے کہ آیت میں کسی کو مستثنیٰ نہیں فرمایا گیا

مستثنیٰ تو تب فرمایا جاتا جب ان میں سے کسی ایک کے ایمان پر شک ہوتا۔

جب شک ہی نہیں تو استثناء کیسا؟

رب کو تو ان کے ایمانوں میں شک نہیں۔

کیونکہ اسی نے نقش کیے ہیں۔

مگر ان بے ایمانوں کو ان کے ایمانوں پر شک ہے۔

جن کا اپنا ایمان قابل اعتماد نہیں وہ اصحاب رسول کے ایمانوں کو چیلنج کرتے پھرتے ہیں۔

جن کے اپنے ایمان پر کوئی سند نہیں وہ ان کے ایمانوں پر شبہ میں مبتلا ہیں جن کے دلوں پر خود اللہ نے ایمان نقش کر دیا۔

جو بھی اصحاب رسول میں داخل

وہ اس اُولٰٓئِکَ میں شامل

صحابی کون ہوتا ہے

حضرات اب ذرا معلوم کریں کہ صحابی کون ہوتا ہے

یہ لفظ صحبت سے بنا ہے اور صحبت کا مطلب ہے معیت یعنی کسی کے ساتھی تو پھر اصحاب رسول کا مطلب اور معنیٰ ہوگا رسول کے ساتھی

اب رسول کے ساتھی ہوں اور ایمان دار نہ ہو

رسول کے ساتھی ہوں اور منافق ہوں

رسول کے ساتھی ہوں اور ان پر رسول کو اعتماد نہ ہو

رسول کے ساتھی ہوں اور اعتدال پر نہ ہوں

رسول کے ساتھی ہوں اور غاصب ہوں

رسول کے ساتھی ہوں اور خائن ہوں

یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

اصحاب محمد ﷺ

رسول کے ساتھیوں کے متعلق تو فرمایا کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی (اصحاب) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدہ میں گرتے اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں۔

جمع کے صیغے

یہ جو میرے حبیب علیہ السلام کے ساتھ ہیں

ان کی معیت میں ہیں

ان کے صحابی ہیں

وَالَّذِيْنَ اسم موصول جمع کے لئے ہے

واحد کے لئے اَلَّذِیْ

تثنیہ کے لئے اَلَّذَیْنِ الذین

اور جمع کے لئے اَلَّذِیْنَ

اگر ایک دو باقی ہوتے

اور سارے ایمان سے پھر گئے ہوتے

تو الذین اسم موصول نہ لایا جاتا

پھر اَشِدَّآءُ	بھی جمع کا صیغہ
رُحَمَآءُ	بھی جمع کا صیغہ
بَيْنَهُمْ	ہم ضمیر غائب جمع مذکر
تَرَاهُمْ	ہم ضمیر غائب جمع مذکر
پھر يَبْتَغُوْنَ	صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف
سِيْمَاهُمْ	ہم ضمیر جمع مذکر غائب

وُجُوْهِهِمْ	ہم ضمیر جمع مذکر غائب
پھر مَثَلُهُمْ	ہم ضمیر جمع مذکر غائب

اگر اب بھی تجھے اُولٰٓئِكَ کی سمجھ نہ آئے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟

یہ ہیں صحابی

یہ ہیں رسول کے ساتھی

ان کی عظمت کیا ہوگی؟

کسی امیر، کبیر یا وزیر سے کسی مولوی ملاں یا ملوانے کی دوستی ہو تو اس کے قدم زمین پر نہیں لگتے کہ میں امیر کا ساتھی ہوں۔

میں کبیر کا ساتھی ہوں

میں مشیر کا ساتھی ہوں

میں وزیر کا ساتھی ہوں

تو جو اللہ کی ساری مملکت کے حاکم کے ساتھی ہوں ان کی کیا شان ہوگی

جو دو عالم کے وزیر اعظم کے ساتھی ہوں ان کی کیا عظمت ہوگی

آج بھی جس کے ساتھ دو یا تین چار آدمی ہوں لوگ اسے مسترد کر دیتے ہیں اور جس کے ساتھ کثرت ہو وہ منتخب ہو جاتا ہے

تو بیوقوفو! تم اللہ کے منتخب کردہ مصطفیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہو کہ ان کے ساتھی صرف دو یا تین چار تھے۔

کیا یہ کہہ کر تم انتخابِ خدا کی اہانت کے مرتکب نہیں ہو رہے ہو؟

کیا یہ کہہ کر تم حبیبِ خدا کی اہانت کے مرتکب نہیں ہو رہے ہو؟

کیا یہ کہہ کر تم مصطفیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کو مسترد کرنے کا ارتکاب نہیں کر رہے ہو؟

فرمایا یہ سب مصطفیٰ کے ساتھی وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

اور ادھر اُولٰٓئِكَ — یہ تمام کے تمام

جتنے ساتھی ہیں تمام کے تمام وہ ہیں کہ

كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ

اللہ نے ان سب کے دلوں پر ایمان نقش فرما دیا

کتب کا مفہوم

حضرات محترم! کتب کا مفہوم کیا ہے؟

یہ بھی قرآن سے معلوم کیجئے

آخر آپ نے اعلان میں فقیر کو شیخ القرآن کا لقب دیا ہے تو پھر میں قرآن ہی پڑھنا چاہتا ہوں آیئے سنیئے قرآن ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۴)

اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے۔

بتاؤ تم کن میں سے ہو؟

واذا جاءک کے الفاظ نے صاف صاف ظاہر فرما دیا کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ارشاد فرمایا جا رہا ہے یعنی ہماری آیات پر ایمان لانے والے جب آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوں اللہ کریم نے شک وشبہ رہنے ہی نہ دیا اور فرمایا کہ

اے پیارے حبیب علیہ السلام

یہ آپ کی بارگاہ میں آنے والے تمام وہ ہیں

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا

جو میری آیات کو ماننے اور ان پر ایمان لانے والے ہیں۔

یہ سب مومن ہیں

اور اے پیارے محبوب علیہ السلام

فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

آپ ان کو فرما دیجئے تم پر سلام

رب کی طرف سے — تم پر سلام

میری طرف سے — تم پر سلام

اور پھر میں یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ

جب ان پر — اللہ کا سلام

جب ان پر — رسول اللہ کا سلام

تو پھر ان پر — اللہ رسول کے ماننے والوں کا بھی سلام

تو پھر یہ بدعقیدہ رافضی بتائیں۔

جن پر رب پڑھے — سلام

جن پر رسول پڑھے — سلام

تمام مسلمان مومنین پڑھیں — سلام

ان پر تم لگاتے ہو — الزام

بتاؤ تم کن میں سے ہو؟

ذمہ لے لیا اور لازم کر لیا

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

اپنے ذمہ کرم پر لے لی تمہارے رب نے رحمت

لازم کر لی اپنی ذات پر رب کریم نے رحمت

تو كَتَبَ کا معنی ہے

ذمے لینا اور لازم کرنا

اب کیجئے ترجمہ کہ

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ

یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لازم فرما دیا اور ان کے ذمے لگا دیا۔

مثال کے طور پر آپ میں سے کوئی شخص دوسرے آدمی سے کہے کہ

''میں نے اپنا لاکھ روپیہ آپ کے پاس رکھ دیا ہے آپ اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں''

تو اس آدمی کو اپنے مال کا ذمہ دار بنا دیا اب اس پر اس مال کی حفاظت لازمی ہو گئی

اس طرح فرمایا اے میرے محبوب کے ساتھیو!

میں نے ایمان کو تمہارے دلوں میں رکھ دیا اب وہ تمہاری حفاظت میں ہے اور اس کے تم ذمہ دار ہو۔

صحابہ اور ایمان لازم وملزوم ہیں

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب رسول پر اتنا اعتماد فرمایا کہ کائنات کی سب سے زیادہ قیمتی چیز یعنی ایمان کے تحفظ کا ذمہ دار ان صحابہ کو بنایا اور ان کے دلوں میں ایمان رکھ دیا۔

اب غور سے پڑھیے: كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

اللہ نے اپنی ذات پر لازم کی   رحمت

اور   كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ

صحابہ کے دلوں کی سپرداری میں دیا   ایمان

یعنی ان کی ذوات پر لازم کر دیا   ایمان

تو جس طرح ذات باری سے   رحمت علیحدہ نہیں ہو سکتی یہ امر محال ہے

اس طرح ذوات صحابہ سے   ایمان علیحدہ نہیں ہو سکتا یہ امرِ محال ہے

رحمت باری تعالیٰ اس کی ذات پاک سے لازم وضروری ہے

ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذوات قدسیہ سے لازمی اور ضروری ہے۔

وہ خدا نہیں جو   راحم ورحیم نہیں ہے

وہ صحابی نہیں   جس کے دل میں ایمان نقش نہیں

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

اللہ نے ان کے دلوں پر ایمان لازم کر دیا۔

اللہ نے ان کے ایمانوں کا ذمہ دار ان کے قلوب کو ٹھہرا دیا۔

اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا

اب سنیے ایمان لکھنے کا یعنی کتب کا ایک اور معنی قرآن کریم سے

نصیب کا لکھا ہی ملتا ہے

ارشاد ربانی ہے کہ

وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)

اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہوا ہے۔

اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہوا ہے۔

یہاں پر كَتَبَ کا معنی ہے نصیب لکھنا

تو غور کیجیے

اللہ نے کسی کے نصیب میں   مال و دولت لکھا

اللہ نے کسی کے نصیب میں   سیم وزر لکھا

اللہ نے کسی کے نصیب میں   سونا چاندی لکھا

اللہ نے کسی کے نصیب میں   مملکت و بادشاہت لکھی

اللہ نے کسی کے نصیب میں   وزارت و امارت لکھی

اللہ نے کسی کے نصیب میں   ولایت غوثیت قطبیت ابدالیت اوتادیت لکھی

اللہ نے کسی کے نصیب میں   تقویٰ و تقدس و طہارت لکھی

مگر صدیق اکبر کی قسمت میں   نبی کریم کی صحبت لکھی یعنی ایمان لکھ دیا

فاروق اعظم کی قسمت میں   نبی کریم کی صحبت لکھی یعنی ایمان لکھ دیا

عثمان غنی کی قسمت میں   نبی کریم کی صحبت لکھی یعنی ایمان لکھ دیا

حیدر کرار کی قسمت میں   نبی کریم کی صحبت لکھی یعنی ایمان لکھ دیا

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قسمت میں   نبی کریم کی صحبت لکھی یعنی ایمان لکھ دیا

اس کی قسمت پر فدا تخت شہی کی راحت
تیرے قدموں پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

میرا ایمان کہتا ہے

گرامی سامعین! میرا ایمان پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

ان کی قسمتوں پر ساری کائنات کی قسمتیں قربان

جن کی قسمتوں میں نبی کی زیارت اور فیض صحبت لکھدیا گیا

ان کے مقدروں پر تمام عالم کے مقدر نثار

جن کے مقداروں میں معیت محبوب سمودی گئی۔

فرمایا:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

وہ تمام جن کے دلوں پر ایمان (ان کے مقداروں میں) لکھ دیا گیا۔

ان کے لئے ایمان   مقسوم کر دیا گیا

ان کے لئے ایمان   مقدر کر دیا گیا

اور جو کچھ نصیب میں لکھا ہوا ہو...... مقدر میں وارد کر دیا گیا ہو اسی کے مطابق بارگاہِ صمدیت سے ملتا ہے اور ملتا رہے گا۔

میں صحابہ کے مقدر پہ قربان

میں ان کے نصیب پر نثار

جس کے مقدر اور نصیب میں ایمان لکھا گیا وہ ان کو مل گیا اور اس کا ثمر انہیں قیامت تک ملتا ہی رہے گا۔

فرمایا پیارے حبیب

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۵۱)

فرمادیجئے ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھدیا

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیا پہنچا؟ وہی جو اللہ نے ان کے لئے لکھ دیا

ان کے لئے لکھا کیا ہے؟

فرمایا:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ

آج نہیں

اس وقت جب نصیب لکھا جا رہا تھا

جب مقدر بنائے جا رہے تھے

اللہ نے ان کے قلوب میں ایمان لکھدیا تھا

اللہ نے ان کے مقدر میں ایمان نقش کر دیا تھا

اپنے آقا کے سامنے تو اس لکھے ہوئے کا اظہار ہو رہا ہے

ایمان مقدر میں لکھا جانا اور بات ہے

ایمان کا اظہار اور بات ہے

بالکل ایسے ہی جیسے

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے میرے آقا کی نبوت لکھی جا چکی تھی۔

اور اس کا اظہار فاران کی چوٹیوں پر ہوا

اس طرح صحابہ کا ایمان لکھا جا چکا تھا

مگر اس کا اظہار مکہ کی مقدس وادیوں میں ہوا

اس کا اظہار مدینہ کی پاکیزہ گلیوں میں ہوا

جہاں جہاں شمع نبوت نور بکھیرتی رہی

وہاں وہاں صحابہ کا نورِ ایمان اس سے ضیا بار ہوتا رہا۔

روشنی وہیں ہوگی — جہاں آفتاب ہوگا

صحابیت وہیں ہوگی — جہاں آفتاب نبوت ہوگا

نور الوہیت سے منور ہونے والی ہے نبوت

نور نبوت سے منور ہونے والی ہے صحابیت

کسی اہل نظر کے پاس جا

اگر اب بھی کسی کو شک رہ جائے تو پھر اس کا علاج میرے پاس تو کچھ نہیں ہے

پھر اس کا علاج اہل نظر کے پاس ہے۔

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

کسی صاحب نظر کی بارگاہ میں جا

اس کی بارگاہ میں حاضری دے جس نے نورِ صحابیت سے اپنا حصہ حاصل کیا ہو

کسی پروردۂ آغوشِ صداقت کے پاس جا

کسی پروردۂ آغوشِ عدالت کے پاس جا

کسی پروردۂ آغوشِ سخاوت کے پاس جا

کسی پروردۂ آغوشِ ولایت کے پاس جا

کسی پروردۂ آغوشِ شہادت کے پاس جا

اس کے پاس جا جس کی نظریں مصطفیٰ کی نظروں سے ملی ہوں اور اس نے ان نظروں سے کسی پر نظر کی ہو۔

فرمایا ہم نے صحابہ کے دلوں پر ایمان نقش کر دیا

ایمان کیا ہے؟

گرامی سامعین! یہ ایمان کیا ہے جسے صحابہ کے قلوب پر نقش کر دیا گیا یہ بڑی واضح اور بدیہی بات ہے۔

ہر عالم یہی کہے گا

ہر عامل یہی کہے گا

ہر فاضل یہی کہے گا

ہر کامل یہی کہے گا

ہر عاشق یہی کہے گا

کہ ایمان نام ہے عشقِ رسول کا، محبت مصطفیٰ کا

مغز قرآں روح ایماں جان دیں

ہست حب رحمۃ للعلمین

تو پھر مفہوم واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے

ہم نے صحابہ کے دلوں پر عشق رسول لکھ دیا

ہم نے صحابہ کے دلوں پر محبت مصطفیٰ نقش کر دی

یہ کون لوگ ہیں قرآن سے پوچھئے؟

اس آیت کو شروع سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کریں کہ

مولیٰ یہ کون لوگ ہیں؟

ان کے اوصاف کیا ہیں؟

ان کی علامات کیا ہیں؟

جن کے دلوں پر اے میرے خدا تو نے خود ایمان نقش کر دیا تو جواب آتا ہے کہ

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ

(پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا۔

کتنا واضح ارشاد ہے

حضرات گرامی! اللہ کریم نے کتنا واضح فرمایا ہے کہ

ایمان کے دعویدار تو سب ہوں گے مگر میرے نزدیک وہ قوم ایماندار ہے جس میں یہ وصف موجود ہو کہ وہ اللہ رسول کے دشمنوں سے دوستی نہ رکھیں۔

سب سے بڑا معیار — یہ ہے

سب سے عظیم ترازو — یہ ہے

مگر ہمارا معاشرہ اسے تنگ نظری کہتا ہے۔

ہمارا معاشرہ اسے مولویوں کی لڑائی قرار دیتا ہے۔

ہمارے ترقی پسند لیڈر اسے اپنی ترقی میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔

ہمارے رشتہ دار احباب کہتے ہیں کہ

اس طرح رشتہ داریاں خراب ہوں گی۔

کہیں بیٹوں کی شادی کی ہے۔

کہیں بیٹیوں کے نکاح کیے ہیں۔

کوئی ددھیال ہے تو کوئی ننھیال ہے

اس طرح تو سب چھوٹ جائیں گے۔

مگر اللہ فرماتا ہے

وہ قوم دعویٰ ایمان میں صادق ہے جو اللہ رسول کے دشمنوں سے محبت نہ رکھے

اگر چہ وہ ان کے — باپ ہوں

اگر چہ وہ ان کے — بیٹے ہوں

اگر چہ وہ ان کے — بھائی ہوں

اگر چہ وہ ان کے — کنبے کے لوگ ہوں

یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہے

محترم سامعین! یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی جماعت تھی۔

جنہوں نے باپ کی محبت کو

بیٹوں کی محبت کو

بھائیوں کی محبت کو

خاندانوں کی محبت کو

اللہ اور اس کے رسول کی محبت پر قربان کر دیا

اگر رسول اللہ کی محبت میں باپ آڑے آیا — تو اس سے تعلق ختم کر دیا

اگر رسول اللہ کی محبت میں بیٹا آڑے آیا — تو اس سے ناطہ توڑ دیا

اگر رسول اللہ کی محبت میں بھائی مانع ہوا — تو اس سے رشتہ منقطع کر دیا

اگر رسول اللہ کی محبت میں خاندان مانع ہوا — تو اس سے وابستگی نابود کر دی

فرمایا یہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں ہم نے ایمان نقش کر دیا ہے۔

یا اللہ اور کیا انعامات انہیں دے گا؟

یا اللہ! اور ان لوگوں کو کیا انعام دیا

فرمایا کہ

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

اللہ نے ان کی تائید فرمائی اپنی طرف کی روح سے

یاروح الامین سے

یعنی جبرائیل علیہ السلام سے

بدر کے میدان میں جبرائیل و میکائیل اور ہزاروں فرشتوں سے ان کی مدد فرمائی

احد کے میدان میں ملائکہ کو بھیج کر ان کی تائید و نصرت فرمائی۔

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

اور انہیں (جنت کے) باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں

ایک دو دن کے لئے نہیں

ایک دو سال کے لئے نہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

ان میں ہمیشہ رہیں گے...... کیونکہ

رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی

اللہ ان سے یہ اللہ سے راضی

لوگو ذرا سوچو تو سہی کہ یہ کتنی اہم بات ہے۔

کائنات چاہتی ہے	اللہ راضی ہو جائے
اور اللہ فرماتا ہے	صحابہ راضی ہو جائیں

صرف چاہتا ہی نہیں بلکہ اس نے اپنی ان پر رضا مندی اور ان کی اپنے پر رضا مندی کا سرٹیفکیٹ جاری فرماتے ہوئے ارشاد فرما دیا۔

رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ...... اللہ ان سے راضی

وَرَضُوْا عَنْهُ...... یہ اللہ سے راضی

ہم سے نہ لڑو

اب اگر کسی کو ناگوار ہے تو وہ ہم سے نہ لڑے

اگر لڑنا ہے تو	اللہ سے لڑے
اگر مناظرہ کرنا ہے تو	اللہ سے کرے
اگر مجادلہ کرنا ہے تو	اللہ سے کرے

کہ وہ ان پر کیوں راضی ہوا؟

اس نے انہیں جنت کیوں دی؟

اس نے جبرائیل اور ملائکہ سے ان کی تائید کیوں کروائی؟

اس نے انہیں خلود جنت میں کیوں عطا فرمایا؟

اور یاد رکھو کہ تم نے کیا لڑنا ہے وہ خود فرماتا ہے حدیثِ قدسی ہے کہ

مَنْ عَادَ لِىْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (مشکوٰۃ شریف ص)

جو میرے ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں

یا اللہ! اور کیا انعام دے گا ان نفوس قدسیہ کو؟ تو فرمایا

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ

یہ اللہ کی جماعت ہے

اور جب یہ اللہ کی جماعت ہے تو کامیابی ان کے قدموں میں آنے کے لئے بے تاب و بے قرار ہے

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۲۲)

خبردار اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

اگر ان سے جنگ کرو گے۔

اگر ان سے لڑو گے۔

اگر ان کی گستاخیاں کرو گے۔

تو خائب و خاسر ہو جاؤ گے۔

اور یہ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

صحابہؓ کے قدم چومو!

فرمایا

تمہارے لئے ایمان مقرر کیا   خود میں نے

تمہارے دلوں پر نقش کیا   خود میں نے

تمہارے قلوب میں ہر ایک سے زیادہ اپنے محبوب کی محبت ڈالی   خود میں نے

تمہاری تائید ونصرت بذریعہ جبریل وملائکہ کے کی   خود میں نے

اور پھر بروزِ محشر

تمہیں جنت میں داخل بھی   خود میں کروں گا

تم نے مجھے راضی کیا اب تم کو راضی بھی   خود میں کروں گا

اور تمہیں اپنی جماعت بھی   خود میں قرار دوں گا

اور سنو

ساری دنیا تلاش کرے گی   جنت کو

اور جنت تلاش کرے گی   تم کو

ساری دنیا جستجو کرے گی   کامیابی کی

اور کامیابی جستجو کرے گی   تمہاری

دنیا فلاح کے قدموں میں   سر رکھے گی

اور فلاح تمہارے قدموں میں   سر رکھے گی

اب جس نے

جنت لینی ہے   تمہارے قدموں میں آئے

میری رضا لینی ہے   تمہارے قدموں میں آئے

میری تائید ونصرت لینی ہے   تمہارے قدموں میں آئے

اور جس نے

اپنے دل میں ایمان نقش کروانا ہے   تمہارے قدموں میں آئے

اپنے روحانی جذبہ کو ترقی دینی ہے   تمہارے قدموں میں آئے

میرا نور لینا ہے   میرے حبیب کی چوکھٹ پہ آؤ

میرے حبیب کا نور لینا ہے   اس کے صحابہ کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

پانچواں خطبہ جمادی الاول

یارانِ نبی

(رضوان اللہ علیہم اجمعین وصلی اللہ علیہ وسلم)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ٥ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

عظمت آل واصحاب رسول

نہایت ہی واجب الاحترام بزرگو نوجوان ساتھیو ذی احترام پردہ نشین ماؤں اور بہنو! آج کے خطبہ جمعتہ المبارک میں یاران مصطفیٰ (رضوان اللہ علیہم اجمعین وصلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت وشان کا بیان کیا جائے گا کیونکہ پچھلے تمام مہینہ کے جمعہ کے خطبات میں

عظمت آل مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے فضائل ومناقب وشہادت بیان کی گئی ہے تو اس کے فوراً بعد مناسب وانسب ہے کہ اصحاب رسول کا بھی ذکر کیا جائے اس لیے کہ آل واصحاب جدا جدا نہیں ہیں بلکہ

آل بھی — رسول اللہ علیہ السلام کی ہے
اصحاب بھی — رسول اللہ علیہ السلام کے ہیں

اور سنی وہ ہوتا ہے جو رسول اللہ منسوب ہر چیز سے محبت رکھتا ہے۔

سنی اسے کہتے ہیں جسے

رسول اللہ علیہ السلام کے لباس — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کے خصائل سے — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کی عادات سے — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کی طبیعت سے — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کی شریعت سے — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کے پسینہ سے — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کے مدینہ سے — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کی آل اطہار سے — عقیدت ہو
رسول اللہ علیہ السلام کے صحابہ کبار سے — عقیدت ہو

جب محرم الحرام شریف کا مہینہ ہو تو — سنی آل رسول کے فضائل پر خطبات دے
جب صفر کا مہینہ ہو تو تو — سنی اصحاب رسول کے مناقب پر بیان کرے
کیونکہ وہ آل رسول کا بھی — غلام ہے
اور اصحاب رسول کا بھی — کفش برادر ہے

تو ہم نے پچھلے ماہ کھل کر عظمت آل رسول کو بیان کیا ہے۔

اسی مہینہ میں ہم اس طرح عظمت اصحاب رسول کو بیان کریں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

محبت کے مراکز

حضرات محترم!

ہماری تمام عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ذات مصطفیٰ ہے۔

کیونکہ ایمان نام ہے رسول اللہ علیہ السلام سے محبت کا سرکار علیہ السلام نے خود ارشاد فرمادیا کہ

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷)

تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک والد وولد اور تمام لوگوں سے زیادہ میں اسے محبوب نہ ہو جاؤں۔

تو معلوم ہوا کہ

مومن کا مرکز محبت ذات رسول ہے

تو جو رسول سے محبت رکھے گا	رسول کے گھر سے محبت رکھے گا
جو رسول سے محبت رکھے گا	رسول کے گھر والوں سے محبت رکھے گا
جو رسول سے محبت رکھے گا	رسول کے منبر سے محبت رکھے گا
جو رسول سے محبت رکھے گا	رسول کے منبر والوں سے محبت رکھے گا
رسول اللہ علیہ السلام کے گھر والے ہیں	اہل بیت عظام
اور رسول اللہ علیہ السلام کے منبر والے ہیں	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

لہٰذا ان دونوں یعنی گھر والوں اور منبر والوں سے محبت رکھنا ایمان کا حصہ ہی نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔

اسی لیے تو کسی عاشق نے بڑا خوبصورت شعر کہا کہ

میرے کملی والے دا گھر بار بڑا سوہناں
سونہہ رب دی مدینے دا دربار بڑا سوہناں
ابوبکر عمر عثمان حیدر تو میں صدقے جاں
میرے کملی والے دا ہر یار بڑا سوہناں

صحابہ سے محبت سرکار سے محبت ہے

حضرات گرامی!

ہم ہر یار کی بات کرتے ہیں۔

کسی ایک' دو' تین یا چار کی بات نہیں

جس نے بھی مدینے والے آقا سے نسبت غلامی حاصل کرلی سنی کو وہ دل وجان سے پیارا ہے کیونکہ اس سے محبت کرنا رسول اللہ سے محبت کرنا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ (ترمذی شریف' مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

جس نے ان (اصحاب رسول) سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے رکھا جس نے ان کو اذیت دی تو اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے۔

یعنی میرے صحابہ سے بغض مجھ سے بغض ہے اور ان سے محبت مجھ ہی سے محبت ہے۔

مدینہ کے کتوں سے محبت

گرامی قدر سامعین! حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔

مدینہ منورہ کے خاروکار سے محبت   محبت رسول کا پیش خیمہ ہے اور اس کا ذریعہ بھی

مدینہ منورہ کے درو بام سے محبت   محبت رسول کا پیش خیمہ ہے اور اس کا ذریعہ بھی

مدینہ منورہ کے جانوروں سے محبت   محبت رسول کا پیش خیمہ ہے اور اس کا ذریعہ بھی

مدینہ منورہ کے کتوں سے محبت   محبت رسول کا پیش خیمہ ہے اور اس کا ذریعہ بھی

امام عاشقاں سرکار اعلیٰ حضرت امام رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

مدینہ کے کتے کا احترام

حکیم الامت مفسر قرآن محدث دوراں حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ مدینہ منورہ میں ایک دعوت میں کھانا کھا رہے تھے کہ ایک کتا آگیا کسی نے لاٹھی ماری جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی آپ کھانا چھوڑ کر یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ ارے یہ مدینہ کا کتا ہے اسے نہ مارو کتے کو گود میں اٹھا لیا اپنی پگڑی پھاڑ کر اس کی ٹانگ سے باندھی گھر لائے علاج کروایا''۔

(مرآت شرح مشکوۃ جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸)

مجنوں سے پوچھو

گرامی حضرات! عشق سب کچھ کرالیتا ہے۔

مجنوں سے پوچھو کہ لیلیٰ کے کتے کی شان کیا ہے؟ تو جب مدینہ کے کتے سے عشاق کی محبت کا یہ عالم ہے تو مدینہ والے آقا کے اصحاب سے محبت کا کیا عالم ہوگا۔

اور پھر جو شخص اصحاب رسول کو سب وشتم کرتا ہو جو دراصل رسول اللہ کو سب وشتم کرنا ہے تو ایسے شخص کی شقاوت اور ایمان سے دوری کس درجہ پر ہوگی۔

امام مالک کا ارشاد

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہنے والا قتل کا مستحق ہے کہ اس کا یہ عمل عداوت رسول کی دلیل ہے۔ (مرقات)

اور عداوت رسول عداوت خدا ہے ایسا مردود دوزخ ہی کا مستحق ہے۔

(مرآت جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۸۸)

قرآن سے فیصلہ کروالو

گرامی قدر سامعین! جب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے صحابہ کی ایذا رسانی کو اپنی ایذا رسانی قرار دیا ہے اور اپنی ایذا رسانی کو اللہ تعالیٰ کی ایذا رسانی قرار دیا ہے تو آیئے اب قرآن سے فیصلہ کروالیں کہ اللہ رسول کو ایذا پہنچانے والا کون ہے؟

موذی صحابہ موذی اللہ رسول ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ○ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

بتاؤ..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنو

کیا تم دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت کے مستحق نہیں ہو؟

کیا تمہارے لئے ذلت کا عذاب تیار نہیں کیا گیا؟

اور کیا تم صحابہ کو اذیت دے کر اللہ اور اس کے رسول کو اذیت نہیں پہنچا رہے؟

ہم تمہیں دعوت فکر دیتے ہیں کہ
ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔
آؤ اور اذیت رسول سے توبہ کر کے
مستحق لعنت ہونے سے بچ جاؤ۔
ذلت آمیز عذاب سے بچ جاؤ۔

ورنہ

تمہارے دل کی آخر جب زباں تک بات پہنچے گی
کبھی سوچا ہے تم نے پھر کہاں تک بات پہنچے گی
ابو بکر وعمر کا نام لے کر کوسنے والو
ابو بکر وعمر کے مہرباں تک بات پہنچے گی

خدا خود خطیب عظمت صحابہ ہے

حضرات گرامی! حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو مصطفیٰ علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دیے ہیں وہ تو بہت ہی معظم ومعزز ہیں اللہ کریم کے نزدیک تو وہ خاک مکرم ہے جس پر اس کے حبیب کے صحابہ کے قدم مبارک لگ جائیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝
فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝

(پارہ ۳۰ سورۃ العادیٰت آیت نمبر ۵،۴،۳،۲،۱)

قسم ہے ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبارا ٹھاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں۔ حضرات توجہ فرمایئے اللہ کریم جل جلالہ محبوب کی ہی نہیں ..... محبوب کے صحابہ ہی کی نہیں بلکہ جن سواریوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد

کے لئے نکلتے ہیں ان کی گرد راہ اور ان کے سموں سے نکلنے والی چنگاریوں کی قسم یاد فرما رہا ہے۔ فرمایا:

مجھے ان سواریوں کے ہانپنے کی قسم جن پر میرا صدیق سوار ہے
مجھے ان گھوڑوں کے سموں سے نکلی ہوئی چنگاریوں کی قسم جن پر میرا عمر سوار ہے۔
مجھے ان سواریوں کی گرد راہ کی قسم جن پر میرا عثمان سوار ہے۔
مجھے ان سواریوں کے دوڑنے کی قسم جن پر میرا علی سوار ہے۔
سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمُ ..... فرمایا: میرے حبیب (ﷺ)
جب میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔
تو میں ان سے بھی محبت کروں گا جو تجھ سے جڑ گئے۔
بلکہ ان جانوروں اور سواریوں سے محبت کروں گا جو تیرے ساتھ جڑنے والوں سے جڑ گئیں۔
بلکہ تیرے ساتھ نسبت پانے والے ان صحابہ کی سواریوں کے قدموں سے جو خاک لگ گئی میں اس خاک کے ذروں سے بھی محبت کروں گا۔
میں اِلٰہ ہو کر
خالق ہو کر
مالک ہو کر
سَمِيْعٌ وَّبَصِيْرٌ ہو کر
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہو کر
تیرے پیاروں سے پیار کروں گا۔
تیرے محبوبوں سے محبت رکھوں گا۔
ان پیاروں کی سواریوں سے

ان محبوبوں کی سواریوں کے راستہ کی اڑنے والی گرد وغبار سے میں محبت رکھوں گا۔

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

اے حبیب اگر کوئی ازلی بدبخت
اگر کوئی کالے دل والا شقی القلب
اگر کوئی تیرے ان پیاروں کا دشمن
ان کو سب وشتم کرے۔
ان کو برا بھلا کہے۔
تو ان کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔
کیونکہ ان کی عظمتوں کے خطبے میں جو پڑھ رہا ہوں۔
ان کی شانوں کو میں جو بیان کر رہا ہوں۔

میں تو ان اشیاء خوردنی کو بھی محبوب رکھتا ہوں جو تجھے مرغوب ہوں تو یہ تو تیرے جانثار ہیں یہ تو صحابہ کبار ہیں۔

یہ تو غلامان احمد مختار ہیں
یہ تو عشاقان شہہ ابرار ہیں

انجیر، زیتون اور بلد الامین

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَالتِّيْنِ ٥ وَالزَّيْتُوْنِ ٥ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ٥ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ٥

(پارہ ۳۰ سورۃ والتین آیت نمبر ۱۔۲۔۳)

(مجھے) انجیر کی قسم اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امان والے شہر کی۔

اے محبوب

تو نے انجیر کو اپنے دست کرم سے پکڑا — میں نے قسم اٹھا دی
تو نے زیتون کو مبارک زلفوں سے لگایا — میں نے قسم بیان فرما دی
تیرے مقدس قدم سرزمین مکہ پر لگے — میں نے قسم یاد فرما دی
تو جن صحابہ کو تو نے سینے سے لگایا — ان کی شان کیا ہوگی؟
جن صحابہ کے ہاتھ تو نے اپنے دست اقدس میں لے لیے — ان کی عظمت کیا ہوگی؟
جس صحابہ نے تیرے قدموں کو چھو لیا — ان کی رفعت کیا ہوگی؟

اور وہ صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما جو آج تک میرے آقا علیہ السلام کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں ان کا مقام کیا ہوگا؟

نال مدنی دے جو لا گئے یاریاں شاناں رب کولوں اور پا گئے ساریاں
وچہ جنت دے مان پئے دلداریاں وعدے لکیاں دے سائیں نبھیدا گیا
کوئی صدیق بنیاں صداقت دے وچہ کوئی فاروق بنیاں عدالت دے وچہ
کوئی صاحب حیا دا سخاوت دے وچہ کوئی خیبر دے درنوں پٹیدا گیا

شہر مکہ کی قسم کی وجہ

اور اے محبوب! تیرے نعلین مقدس سے سرزمین مکہ کی نسبت ہوگئی تو میں عرش والے خدا نے اس کی قسم یاد فرما دی کہ:

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ٥ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ٥ (پارہ ۳۰ سورۃ البلد آیت نمبر ۱،۲)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

شہر مکہ میں بیت اللہ — وجہ قسم نہیں ہے
شہر مکہ میں صفا مروہ — وجہ قسم نہیں ہے
شہر مکہ میں چاہ زمزم — وجہ قسم نہیں ہے
شہر مکہ میں مقام ابراہیم — وجہ قسم نہیں ہے
شہر مکہ میں حجر اسود — وجہ قسم نہیں ہے

شہر مکہ میں رکن یمانی — وجہ قسم نہیں ہے

شہر مکہ میں حطیم — وجہ قسم نہیں ہے

یہ تمام مقامات اپنی اپنی جگہ عظیم اور متبرک ہیں مگر قسم کی وجہ صرف اور صرف تیرا وجود مسعود ہے۔

تیرے قدموں کی نسبت سے مکہ معظمہ ہو گیا۔

تیرقدموں کی نسبت سے مدینہ منورہ ہو گیا۔

تجھ سے منسوب قرآن مکی ہو گیا مدنی ہو گیا۔

تیری نسبت سے — ابو بکر صدیق ہو گئے

تیری نسبت سے — عمر فاروق ہو گئے

تیری نسبت سے — عثمان غنی ذی النورین ہو گئے

تیری نسبت سے — علی مرتضیٰ اسد اللہ ہو گئے

تیری نسبت سے — خدیجہ طاہرہ ہو گئیں

تیری نسبت سے — عائشہ صدیقہ ہو گئیں

تیری نسبت سے — فاطمہ زہرہ ہو گئیں

آپ خود ان کے پاس جائیں

اسی لئے تو اے محبوب میں نے تجھے حکم فرمایا کہ:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (پارہ ۱۵ سورۃ الکہف آیت نمبر ۲۸)

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھیے جو اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

وَاصْبِرْ کا معنی صبر کر۔

اور ایک معنی ہے مانوس رکھ۔

اور ایک معنی ہے روک لے۔

فرمایا محبوب وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

اپنی ذات کو ان صحابہ سے مانوس رکھیے۔

اپنی ذات کو ان صحابہ کے لئے روک لیجئے۔

یعنی آپ خود بنفس نفیس ان کے درمیان جلوہ فرمائی کیجئے۔

آپ ان کے پاس تشریف لے جائیے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

اپنے آپ کو لے جائیے ان کے پاس

وہ جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

ان کے پاس جائیے۔

مدینہ جاؤ

توجہ فرمائیے۔ حضرات گرامی! ساری کائنات کو حکم ہے میرے محبوب علیہ السلام کے دربار میں جاؤ۔

مدینہ منورہ حاضر ہو جاؤ۔

مجھے حکم ہے — مدینہ جاؤ

تجھے حکم ہے — مدینہ جاؤ

تاجر کو حکم ہے — مدینہ جاؤ

زاہد کو حکم ہے — مدینہ جاؤ

عابد کو حکم ہے — مدینہ جاؤ

عالم کو حکم ہے — مدینہ جاؤ

فاضل کو حکم ہے — مدینہ جاؤ

مولوی کو حکم ہے — مدینہ جاؤ

پیر کو حکم ہے — مدینہ جاؤ

صوفی کو حکم ہے — مدینہ جاؤ

مفتی کو حکم ہے مدینہ جاؤ

ادنیٰ کو حکم ہے مدینہ جاؤ

اعلیٰ کو حکم ہے مدینہ جاؤ

خطیب کو حکم ہے مدینہ جاؤ

ادیب کو حکم ہے مدینہ جاؤ

فصیح کو حکم ہے مدینہ جاؤ

بلیغ کو حکم ہے مدینہ جاؤ

رعایہ کو حکم ہے مدینہ جاؤ

بادشاہ کو حکم ہے مدینہ جاؤ

مشیر کو حکم ہے مدینہ جاؤ

وزیر کو حکم ہے مدینہ جاؤ

سلطان کو حکم ہے مدینہ جاؤ

دربان کو حکم ہے مدینہ جاؤ

فقیر کو حکم ہے مدینہ جاؤ

امیر کو حکم ہے مدینہ جاؤ

مگر خالق کائنات کا مدینہ والے محبوب کو حکم ہے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

آپ خود صدیق کے پاس جایئے

آپ خود فاروق کے پاس جایئے

آپ خود عثمان کے پاس جایئے

آپ خود علی کے پاس جایئے

آپ خود سلمان کے پاس جایئے

آپ خود عمار کے پاس جایئے

آپ خود بلال کے پاس جایئے

آپ خود ابوذر کے پاس جایئے

اے محبوب آپ کی شان بہت بلند ہے۔

اے محبوب آپ سب اونچوں سے اونچے ہیں۔

مگر ان فقیروں کے پاس جایئے تاکہ یہ امیر بن جائیں

ان محتاجوں کے پاس جایئے تاکہ یہ غنی بن جائیں

ان نیچوں کے پاس جایئے تاکہ یہ اونچے بن جائیں

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

آپ ان کے پاس جایئے جنہوں نے میری خاطر چمڑیاں اتروالیں۔

آپ ان کے پاس جایئے جنہوں نے میری خاطر وطن چھوڑ دیا۔

آپ ان کے پاس جایئے جنہوں نے میری خاطر بیوی بچوں کو خدا حافظ کہہ دیا۔

آپ ان کے پاس جایئے جو میرے لیے آگ کے دھکتے ہوئے انگاروں پر لیٹ گئے۔

آپ ان کے پاس جایئے جن کے جسموں کو میرے لئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔

آپ ان کے پاس جایئے جو میرے لیے سولی پر چڑھا دیے گئے۔

آپ انؐ کے پاس جایئے صرف میری خاطر جن کے بچوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے ذبح کر دیا گیا۔

آپ ان کے پاس جایئے صرف میری خاطر جن کے اجسام میں لوہے کی سلاخیں آگ کر کے داغ دی گئیں۔

آپ ان کے پاس جایئے صرف میری خاطر جن کے اجسام کو درمیان سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔

ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

ان کا کوئی جرم نہ تھا۔

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

وہ صبح کو میرے نام کا ورد کرتے ہیں

وہ شام کو میرے نام کا ورد کرتے ہیں

وہ مجھے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

خدا کے نام سے ہم باز ہرگز رہ نہیں سکتے

یہ بت جھوٹے ہیں ان جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

آپ چلیے ان کے پاس

ان کے درمیان جم کر بیٹھ جایئے۔

یااللہ! میں صرف اپنا وجود لے کر جاؤں؟

فرمایا ہاں! بس صرف اپنی ذات نَفْسَكَ

اپنی ذات

اپنے نبوت والے مبارک سر کے ساتھ

اپنے نبوت والے مبارک رخِ انور کے ساتھ

اپنے نبوت والے مبارک ہاتھوں کے ساتھ

اپنے نبوت والے مبارک پیروں کے ساتھ

اپنے نبوت والے انوارات کے ساتھ

اپنے نبوت والے جواہرات کے ساتھ

اپنے نبوت والے تبرکات کے ساتھ

اپنے نبوت والے معجزات کے ساتھ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

یااللہ! کوئی کتاب ساتھ لے جاؤں؟

کوئی سائین بورڈ ساتھ لے جاؤں؟

کوئی قلم، کاغذ، سیاہی ساتھ لے جاؤں؟

فرمایا کہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

بس صرف اپنی ذات لے جایئے۔

کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔

کسی سائین بورڈ کی ضرورت نہیں۔

کسی قلم، کاغذ، سیاہی کی ضرورت نہیں۔

بس آپ جایئے اور ان کے درمیان میں جم کر بیٹھ جایئے۔

آپ ان کے درمیان اور یہ آپ کے ارد گرد

جیسے چاند ہوتا ہے درمیان اور ستارے اس کے ارد گرد

اور پھر اعلان کیجیے

صحابہ ستارے ہیں

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں۔

اور میں عرش والا خدا اعلان کروں کے

حضور چاند ہیں

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰـهَا (پ ۳۰ سورۃ الشمس آیت نمبر ۲)

اور قسم ہے چاند کی جب اس کے (سورج کے غروب ہونے کے بعد) پیچھے آئے۔

اور سنی یہ قصیدہ پڑھا کریں کہ

اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہ
گر چاند محمد ہیں تو ستارے ہیں صحابہ

کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔
کسی سائین بورڈ کی ضرورت نہیں۔
بس جب آپ ان کے درمیان بیٹھ جائیں اور یہ آپ کے اردگرد تو پھر یہ آپ کو دیکھیں اور آپ ان کو دیکھیں۔

تم انہیں دیکھو

وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ
آپ ان سے نظر نہ ہٹائیں۔
کیونکہ ہم آپ کی طرف سے نظر نہیں ہٹاتے۔

میں تمہیں دیکھتا ہوں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا (پارہ ۲۷ سورۃ الطور آیت نمبر ۴۸)
آپ ہماری نظروں میں رہتے ہیں۔
تو یہ صحابہ آپ کی نظروں میں رہیں۔
آپ مجھ سے انوارات لیں۔
اور یہ صحابہ آپ سے انوارات لیں۔
آپ کی نظروں سے موتی چنیں۔
آپ کی چشموں سے نور لیں۔

آپ کے چہرہ سے سرور لیں۔
اور پھر جس جس نے آپ کو دیکھ کر نور لے لیا
جس نے آپ کو ملاحظہ کر کے سرور لے لیا
میں ان کے متعلق اعلان کردوں گا کہ

وعدہ حسنیٰ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۹۵)
ان تمام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ حسنیٰ فرمالیا۔
ایک دو سے نہیں
دس میں سے نہیں
سو دوسو سے نہیں
ایک ہزار یا دو ہزار سے نہیں
کلا سب سے
خواہ وہ روم سے آیا ہوا صہیب ہو
خواہ وہ فارس سے آیا ہوا سلیمان ہو
خواہ وہ حبشہ سے آیا ہوا کالا بلال ہو
خواہ وہ کالا ہو یا گورا
خواہ وہ عربی ہو یا عجمی
خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ
خواہ وہ شرقی ہو یا غربی
خواہ وہ جنوبی ہو یا شمالی
خواہ وہ معاویہ ہو یا علی
شرط یہ ہے کہ اس نے تجھے ایمان کی نگاہ سے دیکھا ہو۔

کتاب نہیں تیرا چہرہ پڑھا ہو۔

جو کتاب پڑھے	عالم
جو کتاب پڑھے	مفتی
جو کتاب پڑھے	مولوی
جو کتاب پڑھے	ملاں
جو کتاب پڑھے	مجتہد
جو تیرا چہرہ پڑھے	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
جو تیرا چہرہ پڑھے	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
جو تیرا چہرہ پڑھے	عثمان غنی رضی اللہ عنہ
جو تیرا چہرہ پڑھے	علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
جو تیرا چہرہ پڑھے	صحابی رضی اللہ عنہ

وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ

محبوب ان سے نظریں نہ ہٹانا۔

جن کی طرف مصطفیٰ دیکھیں

گرامی حضرات! مجھے بتایئے

صحابی کسے کہتے ہیں؟

اسے جو نبی علیہ السلام کو نگاہ ایمان سے دیکھے۔

جو نبی کے چہرے پر نظر ڈالے وہ تو صحابی

جس پر نبی نگاہ نبوت ڈال دے اس کی کیا شان ہوگی؟

حدیثوں میں موجود ہے۔

میرے آقا علیہ السلام بیت نبوت سے مسجد میں تشریف لائے تو نگاہ نبوت صدیق و فاروق کے چہرے پر پڑتی اور حضور مسکراتے۔

يَتَبَسَّمُ

جب بھی مسجد میں تشریف لاتے تو مسجد میں صدیق بھی موجود ہوتے فاروق بھی اور حضور ان کی طرف دیکھ تبسم فرماتے۔

جنہیں دیکھ کر نبی مسکرادے۔

اور خدا جنہیں اپنی رضا کی سند عطا فرمادے۔

اور اللہ جن سے وعدہ حسنیٰ بھی فرمادے۔

کوئی دو چار کالے

کالے مقدر والے

ان کو بھونکیں تو ان کو کیا فرق پڑتا ہے؟

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں

آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

نبی اس وقت بھی انہیں مسجد نبوی میں دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

نبی آج بھی گنبد خضریٰ میں انہیں دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

اس گنبد خضریٰ میں رحمت کے خزینے ہیں

جب نظر پڑی میرے دو یار نظر آئے

فرمایا:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (پارہ ۱۵ سورۃ الکہف آیت نمبر ۲۸)

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

کس لیے؟

کسی مالی منفعت کے لئے؟

کسی دنیاوی سلطنت کے لئے؟

کسی جاہ حشمت کے لئے؟

کسی کرسی یا اقتدار کے لئے؟

نہیں نہیں

بلکہ ان کا مقصد صرف اور صرف رضاء الٰہی ہے۔

یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔

تمہیں غیرت نہیں آتی

بتاؤ اصحاب رسول کے دشمنو!

جن کے خلوص کی گواہی عرش والا خود دے

جن کی نیک نیتی کی شہادت خود خدا ارشاد فرمائے

ان کو لالچی کہتے ہوئے

ان کو غاصب کہتے ہوئے

ان کو جابر کہتے ہوئے

تمہیں شرم نہیں آتی؟

تمہیں حیا نہیں آتا؟

تمہیں غیرت نہیں آتی؟

مصائب حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ

حضرات محترم! ذرا تصور تو کیجئے کہ

جو تکالیف ان اصحاب رسول نے برداشت کیں

جو مصائب کے پہاڑ ان برگزیدہ ہستیوں پر ٹوٹے

جن اذیتوں کا ان پاکبازوں نے مقابلہ کیا

جن آلام کے سامنے یہ چٹانیں بن کر کھڑے رہے

آج کوئی شخص ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا

آج ان مصائب و آلام کا مطالعہ کرنے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

میں نے عالم تصور میں دیکھا

کڑاکے کی دھوپ

ذرہ ذرہ اس دھوپ کی وجہ سے سرخ کوئلہ کا منظر پیش کر رہا ہے۔

آگ کے دہکتے ہوئے انگارے ہیں۔

ان انگاروں پر ایک حبشی جوان کو لٹا کر اس پر کوڑے برسائے جا رہے ہیں۔

اور ان انگاروں سے جسم پر جو زخم آ گئے ہیں ان زخموں میں

لوہے کی سلائیاں آگ میں سرخ کر کے چبھوئی جا رہی ہیں۔

اور پوچھا جا رہا ہے اب بتا

لات خدا ہے

منات الٰہ ہے

عزّیٰ، اہل، ہبل، ودّ، سواع وغیرہ ربّ ہے

یا ایک اللہ؟

جواب آتا ہے

اَحَد، اَحَد، اَحَد

ایک ہی ہے الٰہ

ایک ہی ہے خدا

میں نے پوچھا

یہ کون ہے احد احد احد کے نعرے لگانے والا؟

جواب آیا

یہ حبشہ کا کالا بلال ہے۔

میں نے پوچھا

بلال! (رضی اللہ عنہ)

اتنی اذیتیں کیوں برداشت کر رہے ہو؟

اتنے ظلم کیوں سہہ رہے ہو؟

اتنے مصائب کیوں جھیل رہے ہو؟

بلال ابھی خاموش تھے کہ آواز قدرت آئی کہ

یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ

صرف رضائے الٰہی کے لئے

صرف خوشنودی خدا کے لئے

مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

جے محبوب دکھاں وچہ راضی میں سکھ نو چلہے ڈاہواں

مارو مارو مار مکاؤ میں عذر نہ پیش لیاواں

فرمایا کہ محبوب

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

جائیے اس بلال کے پاس

میرے نبی علیہ السلام نے بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر کا ناظم اعلیٰ بنا دیا۔

اگر مہمان آئیں تو انہیں سنبھالے گا — بلال رضی اللہ عنہ

اگر گھر کا سودا سلف لانا ہو تو لائے گا — بلال رضی اللہ عنہ

اگر کسی کو پیسے دینے ہوں تو دے گا — بلال رضی اللہ عنہ

ناظم اعلیٰ اور مؤذن اعلیٰ

فرمایا یہ میرے گھر کا ناظم اعلیٰ ہے

عرش والے نے فرمایا محبوب

اگر تیرے گھر کا ناظم اعلیٰ — بلال ہے

تو میرے گھر کا مؤذن اعلیٰ بھی — بلال رضی اللہ عنہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

جائیے اور آپ خود بلال کو یہ خوشخبری دیجئے کہ قیامت تک کے موذنین کا امام بلال ہے۔

مصائب حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

یہ ایک بی بی ہے جسے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں۔

کلمہ پڑھ لیا

توحید و رسالت کی گواہی دے دی۔

اس بی بی کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

سارا سارا دن دھوپ میں کھڑا کر کے مارا پیٹا جاتا ہے۔

ایک دن ابوجہل کہتا ہے۔

بی بی چھوڑ دے اس کلمۂ توحید کو

بی بی کہتی ہے۔

توڑ دے گھر تو میری ہڈیاں سبھی

دامن احمد نہ چھوڑوں گی کبھی

سر کٹے کنبہ مرے اور گھر لٹے

دامن حضرت نہ ہاتھوں سے چھٹے

ابوجہل نے اندام نہانی پر برچھ مارا

دونوں پاؤں کو رسیوں سے باندھا

ایک پاؤں ایک اونٹ سے دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھ کر دونوں

اونٹوں کو مختلف سمتوں میں چلا دیا۔

بی بی سمیہ کا جسدِ اطہر چِر گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

مگر کلمہ نہ چھوٹا

یا اللہ یہ سب کچھ کیوں؟

آواز آئی

یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ

حصولِ رضائے الٰہی کے لئے

تو اے محبوب

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

خود بنفسِ نفیس ان لوگوں میں تشریف لے جا اور ان کے درمیان بیٹھ جا جو صبح وشام مجھے پکارتے ہیں۔

کڑی دھوپ میں — وہ مجھے پکارتے ہیں

سر پر لوہے کا خود ہے — وہ مجھے پکارتے ہیں

جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا — وہ مجھے پکارتے ہیں

پیارے حبیب

تو خود جاتا کہ

ان دکھوں کا مداوا ہو جائے

ان کی تکالیف کی مکافات ہو جائے

وہ تجھے دیکھیں تو اپنے غم بھول جائیں

جن کا نظریہ یہ ہے کہ

مجھے ہو ناز قسمت پر اگر نام محمد پر

یہ سر کٹ جائے اور اس کا سر پا اس سے ٹکرائے

اور جو یہ کہا کرتے ہیں کہ

جان دی دی ہوئی اس کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مصائب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ

گرامی حضرات! یہ سینکڑوں انسانوں کا ایک مجمع ہے

ان لوگوں نے کھلے میدان میں دائرہ باندھ رکھا ہے

درمیان میں ایک سولی موجود ہے

اس سولی پر چڑھانے کے لئے ایک آدمی کو لایا جاتا ہے۔

اس کے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے ہیں۔

یہ کون ہے؟

آواز آئی یہ خبیب ہے

کسی کہنے والے نے کہا خبیب یہ دیکھ

یہ سولی اور یہ پھانسی کا تختہ تیرے لیے ہیں

اگر تو چاہے تو تجھے چھوڑا بھی جا سکتا ہے

مگر صرف ایک شرط پر کہ

کلمہ توحید و رسالت چھوڑ دے

فرمایا مجھے سولی پر چڑھنا منظور مگر کلمہ چھوڑنا منظور نہیں ہے

ایک اور کہنے والا بولا

خبیب اگر تیسری جگہ تیرا محبوب یہاں لایا جائے

خبیب تڑپ گئے اور فرمایا ظالمو

میں تو اپنے محبوب کے مبارک تلوے میں کانٹا چبھنا برداشت نہیں کر سکتا

کہاں تمہاری یہ بکواس جو تم نے کی ہے

میرے ساتھ جو چاہو سو کرو

میرے محبوب کا نام نہ لو

میں یہ اذیتیں ہنس کر برداشت کروں گا

میں اس پھانسی کے پھندے کو مسکرا کے چوموں گا

یااللہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

آواز آئی ہے

یُرِيدُونَ وَجْهَهُ

یہ سب کچھ میری رضا کی خاطر ہے

تو اے محبوب

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

آپ ان کے پاس جائیں

جو میرے لیے پھانسی کا پھندہ چوم رہے ہیں

جو میرے لیے تختہ دار پر چڑھ رہے ہیں

جو میرے لیے مشق ستم بنائے جا رہے ہیں

انہوں نے مجھے نہیں چھوڑا

اب میں انہیں نہیں چھوڑوں گا

آپ میرے ذات وصفات کا مظہر اتم ہیں

آپ میرے نمائندہ ہیں

تو میری طرف سے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

جایئے ان کے پاس

وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ

اپنی اور آنکھیں جن سے میری ذات کا مشاہدہ فرماتے ہو

ان پر جما دیجئے

ان کو دیکھتے رہیے

ان سے نگاہِ ناز کو نہ ہٹایئے

آپ انہیں دیکھئے اور

یہ آپ کو دیکھیں

اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے؟

تو جواب دیجئے کہ ان کا نظریہ یہ ہے

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے

تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

یہ یاریاں بڑی مضبوط ہیں

یہ دوستیاں بڑی پکی ہیں

کسی کی ایذا رسانیوں سے

کسی کے ظلم وستم سے

یہ یاریاں نہیں ٹوٹ سکتیں

یہ دوستیاں ختم نہیں ہو سکتیں

شمع رسالت کے پروانے

گرامی قدر سامعین! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

اگر تم اتنے مضبوط ہو

احد احد کہنے میں اتنے ثابت قدم ہو

ربی ربی کے نعروں میں اتنے مستقیم ہو تو پھر سن لو

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ

وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے

ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

پھر اس پر ثابت قدم رہے

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

ان پر ملائکہ نازل ہوں گے (اور کہیں گے)

اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

تم کسی قسم کا خوف نہ رکھو اور غم نہ کرو

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (پارہ ۲۴ سورۃ حٰمٓ سجدہ آیت ۳۰)

اور خوشخبری ہو تمہیں اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا

یہ وعدہ کن کے لئے تھا؟

انہیں کے لئے کہ جو

یدعون ربہم

اپنے رب کو پکارتے تھے

تلواروں کے سائے میں

تیروں کی بوچھاڑ میں

نیزوں کی بارش میں

پھانسی کے تختوں پر

صبح و شام رب کو پکارتے تھے

فرمایا کہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

ان رب کو پکارنے والوں کے پاس آپ نفس نفیس جلوہ فرما ہو جایئے تاکہ پتہ چل سکے کہ جنت بھی ان کی

جنت کا مالک بھی ان کا

یہ جیسے اس عالم فانی میں مصطفیٰ علیہ السلام کے اردگرد ہیں

جنت میں بھی اسی محبوب کے اردگرد ہوں گے

کیونکہ میرا حبیب بھی انہیں کے درمیان بیٹھا ہوا سجتا ہے

اور یہ بھی میرے حبیب کے اردگرد بیٹھے ہوئے سجتے ہیں

بدر میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

احد میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

خندق میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

ذکر کے حلقوں میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

مسجد نبوی کے صحن میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

روضۃ من ریاض الجنۃ میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

شمع نبوت درمیان میں اور پروانے اس کے اردگرد

تو پھر اس طرح میدان قیامت میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

محشر میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

میزان میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

پل صراط کے نزدیک محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

حوض کوثر پر محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

جنت میں محبوب ان کے درمیان اور یہ محبوب کے اردگرد

اور وہاں بھی

لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ محبوب انہیں دیکھیں گے اور یہ محبوب کو دیکھیں گے

اور یہ آواز گونجے گی

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o

انہیں کے لئے بشارت ہے دنیاوی اور آخروی زندگی میں اللہ کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۶۴)

اے میرے محبوب کے دیوانو

اے شمع رسالت کے پروانو

اے میرے مصطفیٰ کے غلامو

تمہیں دامن محبوب سے وابستہ کرنے والا بھی میں

تمہیں توحید سے وابستگی عطا فرمانے والا بھی میں

تمہیں ثابت قدم رکھنے والا بھی میں

تمہارے پاس اپنے حبیب کو بھیجنے والا بھی میں

تمہارے ساتھ وعدۂ حسنیٰ فرمانے والا بھی میں

تو اب لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

میرے کلمات میں تبدیلی نہ ہوگی

آج تمہیں فوز عظیم عطا کرنے والا بھی میں

آج تمہیں بشارتیں دینے والا بھی میں

آج تمہیں جنت الاٹ کرنے والا بھی میں

کوئی سڑتا ہے تو سڑا کرے

کوئی جلتا ہے تو جلا کرے

کوئی مرتا ہے تو مرا کرے

کوئی گلتا ہے تو گلا کرے

میں نے کسی کے مشورہ سے یہ سب کچھ نہیں کرنا

میں احد ہوں' صمد ہوں' جو چاہا سو میں نے کیا جو چاہوں سو میں کروں

میں قادر مطلق ہوں

لہٰذا میں تمہیں جنت دیتا ہوں

اور جنت بھی وہ کہ جس میں میرا حبیب تمہارے ساتھ اور تم ان کے ساتھ رہو گے۔

معیت مصطفیٰ علیہ السلام

کیونکہ میرے حبیب علیہ السلام نے خود یہ فرمایا ہے کہ

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (مشکوٰۃ شریف)

انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ

میرے حبیب علیہ السلام کے غلام ثوبان رضی اللہ عنہ عالم پریشانی میں بارگاہِ محبوب میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھا

ثوبان

تم کیوں ہو پریشان؟

عرض کیا

اے دو عالم کے سلطان

میں اس لیے ہوں پریشان

کہ آج اس دنیا میں جب پریشان ہوں تو آپ کے درِ کاشانۂ نبوت پہ حاضر ہوتے ہیں اور آپ کی زیارت فیض بشارت سے پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں مگر کل میدان محشر میں اور پھر جنت میں آپ کا مقام ہوگا سب سے بلند تو ہم آپ کی زیارت سے کیسے مستفیض ہوں گے اور اگر مستفیض نہ ہوں گے تو چین و سکون کیسے پائیں گے۔ فوراً میں نے جبرائیل کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ میرے محبوب سے کہہ دو

اپنے صحابہ سے فرمادیں کہ وہ پریشان نہ ہوں

کیونکہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۞ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۞

(پارہ ۵ سورۃ النسآء آیت ۶۹-۷۰)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی جاننے والا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۱۶۰ مطبوعہ اتفاق پبلشرز لاہور)

میں نے تم پر یہ فضل فرمادیا کہ

تم دنیا میں بھی میرے حبیب کی معیت میں رہو

آخرت میں بھی میرے حبیب کی معیت میں رہو

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

چھٹا خطبہ جمادی الاوّل

چنے ہوئے بندے

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا ۞ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ۞

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود

ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ

گرامی قدر سامعین! تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ سماعت کیجئے اللہ تعالیٰ ارشاد

فرماتا ہے کہ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۵۹)

تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر

کہلانے والا ہے — خدا

کہنے والا ہے — مصطفیٰ

حمد ہے — خدا کی

سلام ہے — چنے ہوئے بندوں پر

عظمت عبادِ مصطفےٰ

حضرات محترم! یہ ان بندوں کی عظمت کی کتنی بڑی دلیل ہے کہ ان پر سلام اس زبان پاک سے پڑھوایا جارہا ہے جس پر خود خدا اور فرشتے سلام پڑھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

بے شک اللہ اور فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں

اور ساری کائنات کو حکم ہے کہ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

تم اس نبی پر درود و سلام بھیجو

جس نبی پر — ایمان والے درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — ولی درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — غوث درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — قطب درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — ابدال درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — اوتاد درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — ائمہ درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — فقہاء درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — علماء درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — فصحاء درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — بلغاء درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — خطباء درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — نجباء درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — شرفاء درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — امراء درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — زاہدین درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — عابدین درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — عالمین درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — کاملین درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — محدثین درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — مفسرین درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — خاکی درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — نوری درود و سلام بھیجیں

جس نبی پر — مخلوق درود و سلام بھیجے

نہیں بلکہ جس نبی پر — خود خالق درود و سلام بھیجے

اسے حکم فرمایا جارہا ہے کہ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اے محبوب اللہ کی حمد کیجئے اور مصطفیٰ بندوں پر سلام بھیجے

محبوب سلام پڑھیے ان پر

اے میرے پیارے رسول

اپنی اس زبان پاک سے جس پر خدا بولتا ہے

اپنی اس زبان پاک سے جس پر قرآن جاری ہوتا ہے

اپنی اس زبان پاک سے جس سے شریعت کا نظام بنتا ہے

اپنی اس زبان پاک سے جس سے اسلام کا پروگرام چلتا ہے

اپنی اس زبان پاک سے جو وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی مصداق ہے

اپنی اس زبان پاک سے جس سے جب نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے

میرے چنے ہوئے بندوں پر سلام پڑھیے

میرے مصطفیٰ بندوں پر سلام بھیجئے

تاکہ کل کوئی ان پر انگشت نمائی نہ کر سکے

میرے حبیب جن پر سلامتی تو بھیجے

ان پر تبرا وہی کرے گا

ان پر سب وشتم وہی کرے گا

ان کو برا بھلا وہی کہے گا

جو تیری سلامتی کا قائل نہ ہو

جو تیری زبان حق ترجمان کو زبانِ حق نہ سمجھتا ہو

جو تجھے سچا نبی تسلیم نہ کرتا ہو

اور جو تجھے سچا نہیں مانتا

وہ تیرے بھیجنے والے کو سچا نہیں مانتا

وہ مجھے سچا رب تسلیم نہیں کرتا

نتیجہ یہ نکلا

جو مصطفیٰ بندوں کو برحق نہیں سمجھتا

وہ مصطفیٰ علیہ السلام کا منکر

جو مصطفیٰ کا منکر وہ خدا کا منکر

جو خدا کا منکر وہ دائرۂ اسلام سے خارج

اس لیے اے حبیب میں ان لوگوں کا ہی پتہ کاٹنا چاہتا ہوں جبھی تو آپ سے کہلوا رہا ہوں کہ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ

گرامی حضرات!

ایک طبقہ تو ہے سلام کا منکر

اور ایک طبقہ ہے عبادِ مصطفیٰ کا منکر

فرمایا محبوب سلام بھی پڑھ

اور پڑھ بھی عبادِ مصطفیٰ پر

تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ

تیرا بھی وہ ہے

میرا بھی وہ ہے

جو سلام بھی پڑھتا ہے

اور عبادِ مصطفیٰ کو تسلیم بھی کرتا ہے

اور وہ ہے اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی جو

صبح وشام

شب وروز

گلی گلی

کوچہ کوچہ

قریہ قریہ

بستی بستی

نگر نگر

یہ دوہائی دیتا چلا آ رہا ہے کہ

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود

ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں

یہ چنے ہوئے بندے کون ہیں

گرامی قدر سامعین! آیئے معلوم کریں کہ یہ عبادِ مصطفےٰ کون ہیں جنہیں عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى فرمایا گیا ہے؟

آیئے اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کریں کہ مولا تو ہی ارشاد فرماتا کہ کوئی شک کی گنجائش نہ رہ جائے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

ارشادِ ربانی ہے کہ یہ بندے یہ ہیں

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ إِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۳)

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی اولاد اور عمران کی آل کو سارے جہان سے تو اس ارشادِ ربانی سے پتہ چلا کہ

آدم علیہ السلام — چنے ہوئے عبد ہیں

نوح علیہ السلام — چنے ہوئے عبد ہیں

آلِ ابراہیم علیہم السلام — چنے ہوئے عبد ہیں

آلِ عمران علیہم السلام — چنے ہوئے عبد ہیں

تو اے حبیب ان پر سلام پڑھ جو چنے ہوئے عبد ہیں۔

سلام پڑھ — آدم علیہ السلام پر

سلام پڑھ — نوح علیہ السلام پر

سلام پڑھ — آلِ ابراہیم علیہم السلام پر

سلام پڑھ — آلِ عمران علیہم السلام پر

تو ان پر سلام پڑھ — میں تجھ پر سلام پڑھتا ہوں

تو ان پر سلام پڑھ — میرے فرشتے تجھ پر سلام پڑھتے ہیں

تو ان پر سلام پڑھ — ساری کائنات کے مومن تجھ پر سلام پڑھتے ہیں

مقامِ آلِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء

حضرات گرامی!

یہ آلِ ابراہیم کون ہے؟

یہ آلِ عمران کون ہے؟

آلِ ابراہیم — بنی اسماعیل ہیں

آلِ ابراہیم — بنی اسرائیل ہیں

آلِ عمران — سیّدہ مریم اور ان کی اولاد ہے

تو جب آلِ ابراہیم کا — یہ مقام ہے

آلِ عمران کا — یہ مقام ہے

آلِ مریم کا — یہ مقام ہے

تو پھر آلِ مصطفےٰ کا — کیا مقام ہوگا؟

آلِ فاطمہ کا — کیا مقام ہوگا؟

مرسلین اور آلِ یٰسٓ

اسی لیے فرمایا

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ (پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۸۱)

اور سلام ہو مرسلین پر

اور فرمایا

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْيَاسِيْنَ ○ (پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۳۰)

اور امام ابن حجر مکی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب الصواعق المحرقہ میں نقل فرمایا کہ

فقد نقل جماعة من المفسرين عن ابن عباس رضی الله عنهما ان المراد بذلك سلام على ال محمد (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۴۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مفسرین کی جماعت نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سَلٰمٌ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ ہے۔ (یعنی الیاسین سے مراد) اور یٰسٓ کون ہے؟

ارشاد ربانی ہے:

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

(پارہ ۲۲ سورۃ یٰسٓ آیت ۳-۲-۱)

اے سید قسم ہے قرآن حکیم کی آپ بے شک مرسلین میں سے ہیں۔

تو پتہ چلا کہ الیاسین کا مطلب ہے آلِ یٰسٓ اور یٰسٓ ہے سرکار کا اسم گرامی تو اللہ خود آلِ مصطفیٰ پر سلام بھیج رہا ہے۔

مرسلین پر سلام

آلِ یٰسٓ پر سلام

اور جب نمازی نماز پڑھے تو پڑھتا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ الخ

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

یہ ہے مقام آلِ رسول کہ نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک ان پر درود نہ پڑھا جائے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْفَضْلِ اَنَّكُمْ

مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

اے اہل بیت رسول اللہ! اس سے بڑھ کر تمہاری فضیلت اور کیا ہو گی کہ جو نمازی تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

زاہد تیری عبادت کو میرا سلام ہے

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے چن لیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○ (پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۲)

اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔

تو عمران کی بیٹی مریم اللہ کی چنی ہوئی بندی ہے

بتایئے پھر میرے امام الانبیاء علیہ السلام کی لخت جگر چنی ہوئی بندی نہیں؟

تو آلِ عمران یعنی اولاد مریم کو اللہ نے چن لیا

تو پھر آلِ مصطفیٰ یعنی اولاد فاطمہ کو اللہ نے نہیں چنا؟

تو جب چن لیا ہے تو ان چنے ہوؤں کے متعلق فرمایا

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اب اگر ہم کہہ دیں

حضرت علی	علیہ السلام
امام حسن	علیہ السلام
امام حسین	علیہ السلام
سیّدہ فاطمہ	علیہا السلام

تو فتوؤں کی بوچھاڑ کیوں ہوتی ہے؟

جاؤ فتوے لگانے سے پہلے قرآن کا مطالعہ کرو

احادیث رسول اللہ کو پڑھو

تو قرآن وحدیث کا نچوڑ یہی نکلتا ہے کہ چنے ہوئے بندوں پر سلام پڑھو

اور کسی عام بندے کو حکم نہیں

یہ کسی مولوی ملاں کو حکم نہیں

یہ کسی محدث ومفسر کو حکم نہیں

یہ امام الانبیاء کو حکم ہے

یہ سیّد المرسلین کو ارشاد باری ہے کہ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

چنے ہوئے ملائکہ اور انسان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (پارہ۱۷ سورۃ الحج آیت ۷۵)

اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے

اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے	رسول
کسی کو بناتا ہے	جبرائیل علیہ السلام
کسی کو بناتا ہے	میکائیل علیہ السلام
کسی کو بناتا ہے	عزرائیل علیہ السلام

کسی کو بناتا ہے	اسرافیل علیہ السلام

اور اللہ چن لیتا ہے آدمیوں میں سے رسول

کسی کو بناتا ہے	صفی اللہ علیہ السلام
کسی کو بناتا ہے	خلیل اللہ علیہ السلام
کسی کو بناتا ہے	ذبیح اللہ علیہ السلام
کسی کو بناتا ہے	کلیم اللہ علیہ السلام
کسی کو بناتا ہے	حبیب اللہ علیہ السلام

اور فرماتا ہے

سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

سلام ان اللہ کے چنے ہوئے بندوں پر

تفاسیر کا مطالعہ کریں

اگر آپ کہیں کہاں لکھا ہے؟

تو میں عرض کروں گا تفاسیر پڑھیں اور مطالعہ کو وسیع کریں، آیئے میں آپ کو دکھاتا ہوں کہاں لکھا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ رِوَايَةِ مَالِكٍ هُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (تفسیر المظہری جلد ۷ صفحہ ۱۲۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں یہ روایت مالک رضی اللہ عنہ ہے (بغوی)

عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (تفسیر المظہری جلد ۷ صفحہ ۱۲۴)

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارے نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر درمنثور ماتحت آیت مذکورہ)

ابن عساکر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ

هُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْطَفَاهُمُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اس سے مراد حضور علیہ السلام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے فیضِ صحبت کے لئے چنا (تفسیر الحسنات جلد ۴ صفحہ ۸۸۹-۸۹۰)

اللہ نے صحابہ کو چن لیا

اور اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى (پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۳)

وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے چن لیا

فرمایا محبوب!

میں نے قلبِ صدیق کو — چن لیا

میں نے قلبِ فاروق کو — چن لیا

میں نے قلبِ عثمان کو — چن لیا

میں نے قلبِ علی کو — چن لیا

میں نے قلبِ طلحہ کو — چن لیا

میں نے قلبِ زبیر کو — چن لیا

میں نے قلبِ بلال کو — چن لیا

یا اللہ کس چیز کے لئے

فرمایا: لِلتَّقْوٰى

تقویٰ کے لئے

ایمان کے لئے

تیری صحبت کے لئے

تجھ سے الفت و محبت کے لئے

اب دنیا دیکھے گی

اب دنیا نظارہ کرے گی کہ

صدیق آگے آگے — تقویٰ پیچھے پیچھے

فاروق آگے آگے — طہارت پیچھے پیچھے

عثمان آگے آئے — ایمان پیچھے پیچھے

علی آگے آگے — تقدس پیچھے پیچھے

بلال آگے آگے — پرہیزگاری پیچھے پیچھے

میں نے ان کو چن لیا — تو ان پر سلام پڑھ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

سلام کا کیا مطلب؟

گرامی حضرات!

سلام پڑھنے کا مطلب کیا ہے؟

سلامتی مانگنا

فرمایا میری حمد کر اور ان کی سلامتی مجھ سے مانگ جن کا تن من دھن اولاد وطن سب کچھ تیرے لیے وقف ہے۔

سلام پڑھنے کا مطلب کیا ہے؟

مناقب و فضائل کا خطبہ پڑھنا

پہلے میری حمد کر پھر ان کے فضائل و مناقب کے خطبے پڑھ

کائنات کے خطیب تیرے خطبے پڑھیں اور تو اپنے یاروں کے خطبے پڑھ

میں بھی ان کے فضائل کے خطبے — پڑھتا ہوں

تو بھی ان کے فضائل کے خطبے — پڑھ

میں عرش بریں پر — پڑھتا ہوں
تو فرش زمیں پر — پڑھ
میں فرشتوں کے درمیان — پڑھتا ہوں
تو ان کے درمیان — پڑھ
میں قرآن کی آیات سے — پڑھتا ہوں
تو اپنی احادیث سے — پڑھ
میں پڑھوں گا تو — فرشتے جھوم کر کہیں گے سبحان اللہ
تو پڑھے گا تو — تیرے غلام مست ہو کر کہیں گے ماشاء اللہ

پھر یہ قرآنی خطبے
یہ ربانی خطبے
یہ حدیث والے نورانی خطبے
کبھی جبرائیل پڑھے گا
کبھی میکائیل پڑھے گا
کبھی اسرافیل پڑھے گا
کبھی عزرائیل پڑھے گا
اور پھر یہی خطبے
کبھی نبی پڑھے گا
کبھی علی پڑھے گا
کبھی حسن پڑھے گا
کبھی حسین پڑھے
اور پھر حسنین اور صحابہ کی محبت و الفت کے خطبے
کبھی داتا علی ہجویری پڑھے گا

کبھی معین الدین اجمیری پڑھے گا
کبھی مجدد الف ثانی پڑھے گا
کبھی سرکار لاثانی پڑھے گا
کبھی غوث اعظم پڑھے گا
کبھی محدث اعظم پڑھے گا

اور پھر بریلی کا تاجدار بارگاہِ عبادِ مصطفیٰ یعنی آل و اصحابِ مصطفیٰ میں عرض کرے گا۔

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

اور کبھی وجد میں آ کر کہے گا کہ

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اور کبھی یوں عقیدت کا اظہار کرے گا کہ

تیرے چاروں ہمدم ہیں یکجان و یکدل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

فرمایا محبوب

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

کہہ دیجئے سب خوبیاں اللہ کے لئے اور سلام ہو اس کے چنے ہوئے بندوں پر

سیّد المرسلین اور سیّد الصدیقین

حضرات محترم! علامہ محب طبری لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان فرمائے اور یہ آیت

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۷۵)

تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ

''میں نے تمہیں چن لیا ہے جس طرح اللہ کریم نے مجھے چنا ہے''

(الریاض النضرہ صفحہ ۱۵ جلد اول اردو)

گویا کہ فرمایا

خدا کے جتنے پیغمبر　　میرے اتنے صحابہ

خدا نے ان کو چنا　　میں نے تمہیں چنا

جو جو خوبی علیحدہ علیحدہ اس نے اپنے پیغمبروں کو دی تمام جمع کر کے مجھے عطا فرما دیں اور وہ تمام خوبیاں حسب مراتب میں نے تمہیں عطا فرما دیں۔

اور پھر سن لو

خدا کی عطا کردہ تمام خوبیاں جس میں جمع ہوا اس کا نام ہے　　سیّدالمرسلین

اور مصطفیٰ کی عطا کردہ تمام خوبیاں جسمیں جمع ہوں اس کا نام　　سیّدالصدیقین

تمام انبیاء سے افضل　　نبیوں کا امام　　نبی اکبر علیہ السلام

تمام صحابہ سے افضل　　صحابہ کا امام　　صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اللہ نے نبیوں کو چن لیا

میں نے صحابہ کو چن لیا

اللہ نے مجھے سب نبیوں کا امام بنایا

میں نے صدیق کو سب صحابہ کا امام بنایا

اللہ نے مجھے علم سے نوازا اور فرمایا

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۳)

اور آپ کو وہ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے

اور جب میں نے وہ علم اپنے پیاروں کے سینوں میں منتقل کر دیا تو اللہ نے فرمایا

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۱)

اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا

اللہ نے محبوب کو قرآن سکھایا تو فرمایا

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ○ (پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت ۲-۱)

رحمان نے سکھایا قرآن

اور جب محبوب نے یہی قرآن صحابہ کو سکھایا تو فرمایا

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴)

اور سکھاتا ہے ان کو کتاب وحکمت

انبیاء کی نظیریں

گویا ارشاد فرما دیا کہ جو کچھ خداوند تعالیٰ نے ایک ایک کر کے تمام نبیوں کو دیا وہ تمام کا تمام مجھے عطا فرما دیا۔

اور پھر وہی کچھ میں نے ایک ایک کر کے اے میرے صحابہ تمہارے دلوں میں اور سینوں میں ودیعت فرما دیا۔

اور پھر ارشاد فرما دیا۔

''ایسا کوئی نبی نہیں جس کی نظیر میری امت میں نہ ہو۔

پس ابوبکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں

عمر بن خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں

عثمان ابن عفان حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں

علی ابن ابی طالب میری اپنی نظیر ہیں　　(الریاض النضرہ اردو صفحہ ۹۱ عربی ۵۰)

فرمایا میں نے تمہیں اس طرح چن لیا جس طرح اللہ کریم نے مجھے چن لیا ہے۔

دلائل نبوت

میں اللہ کی توحید کی　　دلیل ہوں

تم میری نبوت کے — دلائل ہو

میں ہوں — عکس آئینہ کبریا

تم ہو — عکس آئینہ مصطفیٰ

جس نے خدا کو دیکھنا ہو — مجھے دیکھے

جس نے مصطفیٰ کو دیکھنا ہو — تمہیں دیکھے

اگر کوئی مجھ میں نقص نکالے یا میری تنقیص کرے تو سمجھ لے اس نے خدا کی شان میں گستاخی کی ہے۔

اگر کوئی تم میں نقص نکالے یا تمہاری تنقیص کرے تو سمجھ لے اس نے مصطفیٰ کی شان میں گستاخی کی ہے۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

اس پہ گواہ ھو الذی شیشہ حق نمانبی

دیکھ لو جلوۂ نبی شیشہ چار یار میں

کبھی آپ نے سوچا

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے محبوب کی نبوت کو عالمگیر بنا دیا اور ہر کس و ناکس سرکار کی نبوت سے متعارف ہوا۔

ایسے ہی ان صحابہ کی صحابیت کو عالمگیر بنا دیا اور ہر کس و ناکس ان کی صحابیت سے متعارف ہوا۔

کبھی آپ نے سوچا کہ

شیر جیسے بہادر جانور کو میرے آقا علیہ السلام کے صحابی کے سامنے سر جھکانے اور دم ہلانے پر مجبور کس نے کر دیا اور اس کو کیسے پتہ چل گیا کہ یہ صحابی رسول ہے؟

کبھی کسی جانور نے کسی ملاں یا ذاکر کی بات کو بھی سمجھا؟

کوئی مولوی جا رہا ہو

کوئی ذاکر جا رہا ہو

شیر آجائے

تو اوّل تو اس مولوی یا ذاکر کا ہارٹ فیل ہو جائے گا

اور اگر اس نے جرأت کر کے کہہ ہی دیا کہ

شیر دیکھنا میں بہت بڑا علامہ ہوں

میں مجتہد کبیر ہوں

تو کیا شیر سمجھ جائے گا؟

کیا شیر اسے چھوڑ دے گا؟

نہیں اور کبھی نہیں

مگر یہ میرے رسول کے صحابی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہیں

جنگل میں جا رہے ہیں شیر آ گیا تو فرمایا شیر ذرا سوچ کے میری طرف آنا

اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

میں رسول اللہ کا غلام ہوں

شیر نے سر جھکا دیا

دم کو ہلانے لگا اور گویا کہ زبان حال سے کہنے لگا

شیر کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے

جہڑے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اوہناں دے

اور کبھی آپ نے غور کیا کہ

دریائے نیل کو کس نے بتا دیا کہ یہ رقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے؟

وہی دریائے نیل جو ہر سال ایک خوبصورت دوشیزہ کی قربانی لے کر رواں ہوتا تھا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے نام رقعہ لکھا اور ... وہ رقعہ اس کے دامن میں

رکھا گیا تو دریا رواں دواں ہو گیا۔

اور ایسا جاری ہوا کہ آج تک دوبارہ نہیں رکا

(ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۶۶ حجۃ اللہ علی العلمین جلد دوم صفحہ ۷۶۱)

حضرت نگینہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

محبوب دی گل تے اک پاسے سن گل محبوب دے خاداں دی
فاروق دے لکھیاں رقعیاں تے پے نیل چلائے جاندے نے

فرمایا محبوب

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

یہی تو سچے لوگ ہیں

میں انہیں کیوں نہ چنوں جنہوں نے کبھی ایک لمحہ کے لئے مجھے نہ بھلایا اور ایک آن کے لئے میری الوہیت میں شک نہ کیا اور اپنے ایمان پر صادق و ثابت قدم رہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۵)

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

کلمہ پڑھا تو اس کا حق ادا کیا
اقرار توحید کیا تو اس پر جانیں قربان کر دیں
شہادت رسالت دی تو سب کچھ اس پر نچھاور کر دیا

ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا
پھر شک نہ کیا

اسلام میں صحابیت کا کردار

حضرات! آپ تاریخ صحابہ پڑھیں تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم! میرے نبی علیہ السلام پر ایمان لانے والی صحابیات محترمات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن نے جس طرح ثابت قدمی اور اولوالعزمی کا مظاہرہ کیا کائنات اس کی مثال دینے سے قاصر ہے۔ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا کے تحت عرض کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا

حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا ایمان لائیں تو ان کے اعزہ و اقارب نے ان کو دھوپ میں کھڑا کر دیا اور اس حالت میں روٹی کیساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے اور پانی تک نہیں پلاتے تھے۔

اس طرح کچھ دن گزر گئے تو ظالموں نے کہا
"جس مذہب پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو"
وہ اس قدر بے حواس ہو گئی تھیں کہ ان جملوں کا مطلب ہی نہ سمجھ سکیں
اب لوگوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا کہ توحید کا انکار مقصود ہے تو بولیں
"خدا کی قسم میں تو اسی عقیدہ پر قائم ہوں" (طبقات ابن سعد تذکرہ اُم شریک)
ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا
ظلم کی انتہاء ہو چکی
حواس کھو بیٹھیں
مگر پھر بھی عقیدہ میں شک نہ کیا
اور علی الاعلان فرما دیا
میرا عقیدہ وہی ہے جو پہلے تھا
تم کیا سمجھتے ہو؟

کہ تمہارے ظلم وتشدد سے

تمہارے استبداد سے

میں اپنا عقیدہ چھوڑ دوں گی؟

توڑ دو گر تم میری ہڈیاں سبھی
دامن احمد نہ چھوڑوں گی کبھی

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا اسلام لانے کے بعد نابینا ہوگئیں تو کفار نے کہنا شروع کر دیا کہ لات وعزیٰ نے ان کو اندھا کر دیا ہے۔

فرمایا "لات وعزیٰ کو پوجنے والوں کو کیا خبر؟ یہ مصیبت تو آسمان سے آئی ہے۔(اسد الغابہ تذکرہ حضرت زنیرہ)

ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا

جب دامنِ توحید کو تھام لیا تو اب اس میں شک کیوں اور کیسے؟

لات وعزیٰ خدا نہیں جو ان کے حکم سے خیر وشر آئے۔

خدا وہی ہے جس پر میں ایمان لائی اور اسی کی طرف سے ہر امر ظہور پذیر ہوتا ہے

اس کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ

(پارہ ۲۳ سورۃ یٰسٓ آیت آخری)

سوائے اس کے نہیں کہ اس کا امر ہے جب وہ کسی شی کا ارادہ فرمائے تو فرماتا ہے ہو جا تو شی ہو جاتی ہے۔

بینائی دیتا بھی وہی ہے

واپس لیتا بھی وہی ہے

مجھے اس پر یقین ہے

حضرت ہند بن عتبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ہند بن عتبہ رضی اللہ عنہا جب ایمان لائیں تو گھر میں جو بت نصب تھا اس کو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا

"ہم تیری وجہ سے بڑے دھوکہ میں مبتلا تھے" (اصابہ تذکرہ ہند بن عتبہ)

ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا

گویا کہ اعلان کر دیا کہ

خدا کے نام سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتی
یہ بت جھوٹے ہیں ان جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتی

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی تو انہوں نے کہا

"ابوطلحہ! کیا تمہیں یہ خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ زمین سے اگا ہے"

بولے مجھے معلوم ہے

بولیں تو کیا تمہیں ایک درخت کی عبادت سے شرم نہیں آتی؟

چنانچہ جب تک انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمہ توحید نہیں پڑھا انہوں نے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کیا۔(اصابہ تذکرہ اُم سلیم)

ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا

پھر اس میں شک نہ کیا

یہ ہیں وہ عباد جنہیں چن لیا گیا

اپنی توحید کے لئے

اپنے حبیب کی غلامی کے لئے

اور پھر فرمایا

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

کہہ دیجئے تمام خوبیاں اللہ کے لئے اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر
اے محبوب حمد میری بیان کر

اور سلام پڑھ ان پر جنہوں نے ظلم کے طوفانوں میں میری توحید کے چراغ جلائے
اور سلام پڑھ ان پر جنہوں نے شرک کی اندھیریوں میں میری الوہیت کا نور پھیلایا
اور سلام پڑھ ان پر جنہوں نے ہر سمت کی دشمنیوں کے درمیان میرا نام بلند فرمایا
اور سلام پڑھ ان پر جنہوں نے لات منات عزیٰ کے پجاریوں کو میرا پیغام سنایا
نہ جان کی پرواہ کی
نہ مال کی پرواہ کی
نہ اولاد کی پرواہ کی
نہ وطن کی پرواہ کی
میری توحید کا چرچہ کیا
تیری رسالت کا پھریرا لہرایا
ان پر سلام پڑھ

سنت یا بدعت؟

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ تو ان عباد پر اپنے حبیب سے سلام پڑھواتا ہے۔
مگر آج کا بزعم خویش توحید پرست ان پر سلام پڑھنے کو بدعت کہتا ہے۔
ایمان داری سے بتلائیے
جو فعل مبارک سرکار علیہ السلام نے فرمایا
وہ سنت ہوتا ہے یا بدعت؟

اس بناوٹی موحد کو سنت اور بدعت کا فرق ہی معلوم نہیں ہے اور یہ سنت کو بدعت کہتے ہوئے بھی شرم وحیا نہیں کرتا

سلامِ رضا

میرے امام اہلسنت مجدد دین وملت تاجدار بریلی مولانا شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اس سنت کو زندہ کیا اور پورے نو صفحات کا سلام تحریر فرمایا جس کا مطلع ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

اور اس سلام میں
ازواج مطہرات کو شامل فرمایا
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل فرمایا
آلِ اطہار کو شامل فرمایا
اولیائے کرام کو شامل فرمایا
ائمہ عظام کو شامل فرمایا
اور حکم خداوندی پر عمل کیا کہ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اسی لیے یہ سلام
دنیا کے کونے کونے میں گونج رہا ہے کیونکہ
اس میں اخلاص ہے
سنت رسول کا پاس ہے
اور انشاء اللہ تاقیام قیامت یہ سلام پڑھا جاتا رہے گا اور اس احیاء سنت کا ثواب اس رجل رشید اور مرد جلیل کو پہنچتا رہے گا
میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا

مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِاَئةِ شَهِيْدٍ (ابن ماجہ شریف ص)

جس نے میری سنت کو میری امت کے فساد میں زندہ کیا اسے سو شہید کا ثواب

ہوگا۔

تعمیل ارشاد ربانی

جب لوگوں نے اس سلام کو بدعت قرار دیا اور فساد امت میں لا کھڑا کیا
اس وقت میرے امام نے اس سنت کو زندہ کیا
اور امت کے فساد کو ختم کیا
اور ارشاد ربانی پر عمل کیا کہ
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اہلسنت کی پہچان

اب انشاء اللہ العزیز
غلامانِ رسالت
شیدائیانِ اعلیٰ حضرت
اس ارشاد ربانی کی تعمیل کرتے رہیں گے
اور سنت حبیب ربانی
کو زندہ رکھیں گے
اور گلی گلی
کوچہ کوچہ
عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و شانِ اہل بیت عظام کو بلند کرنے کے لئے
یہ سلام پڑھتے رہیں گے
تاکہ پتہ چلے کہ سنی وہ ہوتا ہے جو سنت کو زندہ رکھے
سنی وہ ہوتا ہے جس کے ایک ہاتھ میں دامن صحابہ ہو
اور دوسرے ہاتھ میں دامن اہل بیت ہو
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

پہلا خطبہ جمادی الثانی

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن کی روشنی میں

حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا سب حضرات درود پاک کا نذرانہ بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں پیش کریں۔

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

عقیدۂ خلافت وشانِ صداقت

حضرات گرامی! آج کے اس خطبہ جمعۃ المبارک میں
امام الصحابہ، جانشینِ حبیب خدا، یار غار مصطفیٰ، ممدوح مولا مرتضیٰ، اداشناسِ مزاجِ نبوت واقف مزاجِ رسالت، تاجدار اقلیم صداقت، زینتِ دربار مصطفیٰ، رونقِ بازارِ مصطفیٰ، حاملِ انوارِ مصطفیٰ، مرکزِ اسرار مصطفیٰ خلیفہ اوّل، خلیفہ راشد، خلیفہ بلا فصل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و محامد کو قرآنِ حکیم سے بیان کیا جائے گا میں نے کسی مخصوص آیت کریمہ کو اسی لیے خطبہ میں تلاوت نہیں کیا کہ میں انشاء اللہ متعدد آیاتِ کریمہ تلاوت کروں گا اور ان سے شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مفسرین و محدثین کی زبانی عرض کرتا چلا جاؤں گا تاکہ پتہ چل سکے کہ اہلسنت و جماعت کا

عقیدۂ خلافت وشانِ صداقت حق اور سچ ہے اور قرآن کریم سے ثابت ہے۔

پہلی آیت کریمہ

گرامی حضرات! اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ٥

(پارہ ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۳۳)

اور وہ جو سچ اور حق لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفسیر

اس آیت کریمہ کی تفسیر بابِ مدینۃ العلم مولائے کائنات شیر خدا اخی مصطفیٰ تاجدار ہل اتی مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے یوں فرمائی ہے کہ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ (تفسیر نسفی تفسیر خازن ماتحت آیت کریمہ مذکورہ)

مراد ابوبکر ہیں

حضرات گرامی توجہ فرمائیے کہ

مولائے کائنات وہ جو فرماتے ہیں: اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ

میں صدیق اکبر ہوں (ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۲)

مولائے کائنات وہی جو فرماتے ہیں کہ اَنَا الْفَارُوْقُ الْاَعْظَمُ

میں فاروق اعظم ہوں (ابن ماجہ ص)

مولائے کائنات وہی جو زبانِ مصطفوی سے ہادی کے عظیم لقب سے ملقب ہوئے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِیٌّ نِ الْهَادِیْ وَبِكَ یَا عَلِیُّ یَهْتَدِ الْمُهْتَدُوْنَ

(نور الابصار صفحہ ۷۸)

میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے اے علی تیرے باعث لوگ ہدایت پائیں گے۔

اور پھر ذات باری نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد آیت ۷)

تم تو ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی

جسے ہادی فرمائے خدا — وہ ہے مصطفیٰ

جسے ہادی کہے مصطفیٰ — وہ ہے مرتضیٰ

تو اس ہادی نے، اس صدیق اکبر نے، اس فاروق اعظم نے، اس شہر علم کے دروازہ نے فرمایا کہ

صَدَّقَ بِهٖ سے مراد حضرت ابوبکر الصدیق ہیں

ہم سنی ہیں

ہم سنی ہیں ...... اور .

سنی وہ ہوا کرتا ہے جو نہ خارجی ہو نہ رافضی

سنی وہ ہوا کرتا ہے جو مولائے کائنات کا غلام ہو

سنی وہ ہوا کرتا ہے جو حیدر کرار کا کفش بردار ہو

سنی وہ ہوا کرتا ہے جو ارشادات مولیٰ کو از ہمہ اولیٰ تصور کرتا ہوں

تو جب مولا فرمائیں کہ تصدیق نبوت کرنے والا ابوبکر صدیق ہے تو سنی کیوں تسلیم نہ کرے۔

جھگڑے ختم عقائد درست

میرے دوستو اور بزرگو! اسی تفسیر سے جھگڑے ختم اور عقائد درست ہو سکتے ہیں۔

عاقل نوں اک نکتہ کافی لوڑ نہیں دفتر دی

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ذات نبوت کی تصدیق کی مولا علی نے

اور ہم ہیں مولیٰ کے کفش بردار غلام

اور مولیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے تصدیق کی ابوبکر صدیق نے

اس لیے ہم ان کو مانتے ہیں سب تصدیق کرنے والوں کا امام

وَصَدَّقَ بِهٖ

اور جس نے اس کی تصدیق کی

تصدیقِ صدیق اکبر

گرامی حضرات! ذرا تصور کیجئے

یہ تشریف لا رہے ہیں امام الانبیاء علیہ السلام

اور ادھر سے آ رہے ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

یہ دونوں ہیں بچپن کے ساتھی جب آپس میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئے

تو میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا

ابوبکر یار میں نبی ہوں

عرض کی، آقا میں تصدیق کرتا ہوں آپ نبی ہیں

پورے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہر ایک صحابی کوئی نہ کوئی معجزہ دیکھ کر تصدیق کرتا ہے

مگر یہ بچپن کا یار بغیر کسی معجزہ دیکھنے کے تصدیق فرماتا ہے تو باری تعالیٰ نے فرمادیا۔

وَصَدَّقَ بِهٖ اور جس نے اس کی تصدیق کی

تصدیقِ نبی اکبر

ادھر

اللہ فرماتا ہے: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ؟

کیا میں تمہارا رب نہیں؟

کوئی جواب نہیں آتا

پھر فرماتا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ؟

کیا میں تمہارا رب نہیں؟

پھر کوئی جواب نہیں آتا

تیسری مرتبہ فرمانے پر ایک آواز آئی "بَلٰی" ہاں تو ہمارا رب ہے۔

اور

اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰی فَهُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (تفسیر کبیر)

سب سے پہلے جس نے کہا بلیٰ وہ محمد ﷺ تھے۔

جب میرے آقا نے تصدیق کی تو سب نے پھر تصدیق کی

اللہ کی الوہیت و ربوبیت کا اقرار سب سے پہلے کیا مصطفیٰ نے

مصطفیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا اقرار سب سے پہلے کیا صدیق اکبر نے

مصطفیٰ علیہ السلام کی تصدیق پر تمام انبیاء نے تصدیق فرمائی

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق پر تمام صحابہ نے تصدیق فرمائی

فرمایا محبوب آپکی یہ شان ہے کہ

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ (پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۱)

آپ میرے مصدق ہوئے تو میں نے آپ کو تمام انبیا و رسل کا مصدق بنا دیا

اور صدیق نے آپ کی تصدیق کی تو عرش سے اس کا لقب صدیق نازل فرما دیا۔

وَصَدَّقَ بِهٖ

ارشادِ مولائے کائنات

دار قطنی اور حاکم نے ابو یحییٰ سے، طبرانی نے حکیم ابن سعد سے راویت کی ہے کہ حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے متعدد مرتبہ برسر منبر قسم اٹھا کر فرمایا

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا لقب رسول اللہ علیہ السلام کی زبانی

صدیق نازل فرمایا" (تاریخ الخلفاء اردو مترجم شمس بریلوی صفحہ ۹۴)

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کا ارشاد

جب نبی اکرم ﷺ معراج سے واپسی پر مقام ذی طوی پر پہنچے تو فرمایا اے جبرائیل میری قوم میری تصدیق معراج نہیں کرے گی تو حضرت جبرائیل نے عرض کیا۔

يُصَدِّقُكَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ هُوَ الصِّدِّيْقُ (الصواعق المحرقہ صفحہ ۷۰)

آپ کی تصدیق ابوبکر کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں

میرے آقا نے تصدیق توحید کی میرے آقا نے تمام انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت کی تصدیق فرمائی۔

صدیق اکبر نے معراج کی تصدیق

صدیق اکبر نے میرے آقا کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی

اور بغیر کسی معجزہ طلبی کے کی

تو صدیق کی تصدیق پھر میرے نبی کے واسطہ سے

تمام انبیاء کی۔ تصدیق ہوئی

تمام رسولوں کی تصدیق ہوئی

توحید خدا کی تصدیق ہوئی

اور اس تصدیق پر تمام صحابہ نے تصدیق کی

تو یہ لاتعداد تصدیقوں پر بے شمار تصدیقات کو مدنظر رکھتے ہوئے خداوند قدوس نے فرمایا

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ○

جمع کے صیغے

حضرات غور کریں

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ جاء صیغہ واحد

وَصَدَّقَ بِهٖ صدق صیغہ واحد

آگے فرمایا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ○ اولئك ضمیر جمع هُمْ ضمیر جمع اور مُتَّقُون صیغہ جمع "یہ تمام متقی ہیں"

کیوں؟ کس لیے؟

اس لیے کہ پتہ چل جائے کہ

صدیق کی تصدیق ایک تصدیق نہیں

بلکہ اس تصدیق میں تمام تصدیقات شامل ہیں۔

جو مشاہدۂ معجزات سے تصدیق کریں وہ ہوا کرتے ہیں مُصدِّق

جو بغیر معجزات دیکھے تصدیق کرے وہ ہوا کرتا ہے صدّیق

جو مشاہداتِ معجزات سے تصدیق کریں وہ صرف ایک نبی کے مصدّق

اور جو بغیر مشاہدات معجزات کے تصدیق کرے وہ تمام انبیاء کا مصدّق

اسی لیے وہ صدیق اکبر کے درجہ پر فائز ہوا کرتا ہے اور نبیوں کے بعد سب سے برتر ہوا کرتا ہے۔

نبیوں کے بعد وہ سب سے برتر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقے کرنے والا

منزلِ عشق و صدق کا رہبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ہے وَصَدَّقَ بِهٖ کا مصداق لوگ صدیق اکبر کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔

صدیقین کے سردار

حضرات گرامی! نبیوں کے بعد صدیقین کا مرتبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ

(پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۹)

اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا

نبیوں پر

صدیقوں پر

شہداء پر

صالحین پر

مِنَ النَّبِیّٖنَ کے بعد فرمایا وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب صدیقین کے امام اور سردار ہیں۔

میرا نبی   سب نبیوں کا سردار

میرا رسول   سب رسولوں کا سردار

میرا صدیق اکبر   سب صدیقوں کا سردار

فرمایا   وَصَدَّقَ بِہٖ

ایک ہے حق اور سچ لانے والا

اور ایک ہے اس کی تصدیق فرمانے والا

حق اور سچ لانے والا   سب حق اور سچ لانے والوں کا امام و سردار ہے

اس کی تصدیق کرنے والا   سب تصدیق کرنے والوں کا امام و سردار ہے

میرا آقا خدا نہیں ہے   خدا کے بعد سب کچھ ہے

میرا صدیق اکبر مصطفیٰ نہیں ہے   مصطفیٰ کے بعد سب کچھ ہے

آں امن الناس بر مولائے ما

آں کلیم اوّل کہ اول یار بود

خواجہ اوّل کہ اول یار بود

ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ہُمَا فِی الۡغَارِ بود

یہ عقیدہ ہے   قرآنی عقیدہ اور درست عقیدہ

یہ عقیدہ ہے مولا علی کا عقیدہ   اور درست عقیدہ

یہ عقیدہ ہے سنیوں کا عقیدہ   اور درست عقیدہ

دوسری آیت کریمہ

حضرات گرامی! ایک اور آیت کریمہ سماعت فرمایئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی ۝ (پارہ ۳۰ سورۃ الیل آیت ۵)

تو جس نے دیا (مال) اور پرہیزگاری کی

حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا مکہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف مردوں اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام قبول کر لیتے ان کو خرید کر آزاد فرما دیتے تھے۔ ایک دن حضرت ابوبکر کے والد نے کہا کہ اے فرزند میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ضعیف لوگوں کو خرید کر غلامی سے آزاد کر رہے ہو۔ اگر تم ان بوڑھوں کی بجائے قوی اور جوان لوگوں کو خرید کر آزاد کر دو تو وہ ساتھ دیں گے تم کو نقصان سے محفوظ رکھیں گے اور تمہاری مدافعت کریں گے یہ سن کر حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے والد محترم اس سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے (دنیاوی فائدہ میرے پیش نظر نہیں ہے) حضرت عبداللہ ابن زبیر کہتے ہیں کہ ہمارے افراد خاندان کا کہنا ہے کہ اس پر فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی کی آیت نازل ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء اردو مترجم شمس بریلوی صفحہ ۱۱۱ صفحہ ۱۱۲)

شانِ صدیق اکبر

گرامی قدر سامعین! اللہ تعالیٰ نے جب اس اپنے لاڈلے حبیب کے یار غار کی شانِ سخاوت کو بیان فرمایا تو اس سے پہلے قسم یاد فرمائی اور فرمایا کہ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ○ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ○ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ○ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ○

(پارہ ۳۰ سورۃ الیل آیت ۱ تا ۵)

اور رات کی قسم جب چھپ جائے اور دن کی قسم جب چمکے اور اس کی جس نے نر و مادہ بنائے بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی۔

ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بلاشبہ ابوبکر صدیق نے بلال ؓ کو امیہ بن خلف سے ایک غلام اور دس اوقیہ (چاندی) کے بدلہ میں خرید کر آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى سے سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى تک آیات نازل فرمائیں تو دونوں ابوبکر صدیق ؓ اور امیہ بن خلف کی جداگانہ مساعی کا ذکر ہے۔ (تفسیر الحسنات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۹۲-۱۳۹۱)

(ابن جریر) حضرت عروہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ ان سات افراد کو جن پر محض مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ان کے مالک تکلیف پہنچاتے تھے جب خرید کر آزاد کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

تین تا سات آیت نمبر

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ○ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ○ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ○ (پارہ ۳۰ سورۃ الیل آیت ۱۷ تا ۲۱)

اور بہت اس (جہنم) سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار اور جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک عنقریب وہ راضی ہوگا۔

ان آیات کی شان نزول کتب تفاسیر میں یوں بھی مرقوم ہے کہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ نے جناب سیدنا بلال ؓ کی بھاری قیمت ادا کی اور خرید کر آزاد فرمایا تو بعض کفار مکہ نے کہنا شروع کر دیا کہ شاید حضرت بلال یا امیہ ابن خلف کا ابوبکر پر کوئی احسان ہوگا جس کے بدلے میں انہوں نے اتنی گراں قیمت میں بلال کو خرید کر آزاد کیا ہے تو ان کی تردید و مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی جن میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر پر حضرت بلال کا یا تم میں سے کسی کافر کا کوئی احسان نہیں بلکہ حضرت صدیق نے حضرت بلال کو صرف رضائے حق اور خوشنودئ رسول برحق کے پیش نظر خرید کر آزاد کیا ہے یہ ہے شانِ صدیق اکبر کہ ان کے خلوص دل اور حسن نیت کی خدا تعالیٰ نے خود گواہی دی (خلفائے رسول صفحہ ۶۵)

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی کیویں صدیق سند غلامی لئی
جد بھی سوہنے کوئی ضرورت پئی ہر شی گھر دی رہیا یار توں وار دا

حضرات گرامی!

کافر کل بھی — صدیق پر شک کرتے تھے
کافر آج بھی — صدیق پر شک کرتے ہیں
قرآن کل بھی — صدیق کے خلوص کا گواہ تھا
قرآن آج بھی — صدیق کے خلوص کا گواہ ہے

اور کل میدان محشر میں جب
ایک طرف سے ان شک کرنیوالوں کو لایا جائے گا اور یہ اپنا بیان دیں گے۔
تو دوسری طرف سے قرآن بولے گا اور صدیق کی صداقت اور تقویٰ و طہارت کی گواہی دے گا۔
فیصلہ کرنے والا مالک حقیقی خود ہوگا
تو یہ آیات گونجیں گی کہ

صدیق کو جہنم سے دور رکھا جائے گا

صدیق پر کسی کافر کا کوئی احسان نہیں

صدیق نے تو رضائے خدا کے لئے سب کچھ کیا تھا

تو جدھر صدیق جائیں گے — ادھر غلامانِ صدیق جائیں گے

اور جدھر مخالفین قرآن جائیں گے — ادھر مخالفین صدیق جائیں گے

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

قرآن — گواہ ہوگا

خدا — حاکم ہوگا

مصطفیٰ (علیہ السلام) — پہچاننے والے ہونگے

پہچان پہچان کر فرمائیں گے

تم تو میرے صدیق کی عظمت کا پھریرا لہرایا کرتے تھے

تم تو میرے یارِ غار کے ترانے گایا کرتے تھے

تم تو ناموسِ ابوبکر کا تحفظ کیا کرتے تھے

تو آؤ میرے صدیق کے دیوانو! آج میں تمہیں کوثر سے سیراب کرتا ہوں

آؤ میرے ابوبکر کے مستانو! میں تمہیں اپنے جھنڈے کے نیچے جگہ دیتا ہوں

اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے تھے جب مصطفیٰ علیہ السلام کے سامنے جائیں گے تو خود سوچ لیں کہ

جب وہ پوچھیں گے سرِ محشر بلا کے سامنے

کیا جواب جرم دو گے مصطفیٰ کے سامنے

آٹھویں آیت

ارشاد فرمایا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ الخ (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲۹)

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی الخ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر اور قاضی ثنا اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں لکھا کہ

''مبارک بن فضالہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ اسے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ سے مراد حضرت ابوبکر ہیں'' (تفسیر مظہری جلد 9 صفحہ ۵۸)

اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ

گرامی قدر سامعین! والَّذِیْنَ اسم موصولہ جمع کے لئے ہے یعنی حضور علیہ السلام کی معیت جس نے بھی پائی چاہے ایک منٹ کی ہو بشرطیکہ وہ معیت ایمان لانے کے بعد ہو تو وہ اس شان کا مالک ہے کہ کائنات کے تمام لوگ مل کر اس معیت پانے والے صحابی کا مقابلہ نہیں کر سکتے مگر یہاں مفسرین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مراد کیوں لیا ہے؟

اس لیے کہ

کسی نے معیت رسول پائی — چند لمحوں کی

کسی نے معیت رسول پائی — چند دنوں کی

کسی نے معیت رسول پائی — چند سالوں کی

مگر یہ صدیق وہ ہیں کہ

جو بچپن میں بھی — مَعَہٗ

جوانی میں بھی — مَعَہٗ

بڑھاپے میں بھی — مَعَہٗ

ساری عمر کی زندگی میں بھی — مَعَہٗ

اور زندگی کے بعد قبر میں بھی   مَعَهٗ

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ میں میں داخل ہیں لیکن وہ داخل ہوئے پینتیس سال کی عمر میں

مگر صدیق مَعَهٗ میں داخل ہوئے جب سے ہوش سنبھالا ہے۔

اعلان نبوت سے قبل بھی   مَعَه

اعلان نبوت کے بعد بھی   مَعَه

اسی لیے تو علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ

صدیق اکبر کی معیت وصحابیت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے ملاحظہ ہو مولانا غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں کہ

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور غار میں رسول اللہ ﷺ کے صاحب اور مونس وغمخوار رہے بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر کے سوا باقی تمام صحابہ کی صحابیت کا انکار کردے تو وہ کافر نہیں ہوگا اور اگر حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ قرآن مجید نے حضرت ابوبکر کے صاحب رسول ہونے کو (اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ ''توبہ ۴'' بیان کیا ہے'') (شرح صحیح مسلم سعیدی جلد ۶ صفحہ ۸۸۴-۸۸۵)

نانویں آیت مبارکہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ ۴۰)

آپ دوسرے تھے دو سے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے جب وہ فرما رہے تھے اپنے صاحب (رفیق) کو کہ مت غمگین ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ

ہے۔ تو صراحت سے صحابیت صدیق کو بیان فرمایا گیا۔ دوسرے صحابہ کی صحابیت کو اس طرح نہیں بیان کیا گیا جس طرح آپ کے لئے لفظ ''لِصَاحِبِهٖ'' فرمایا گیا اور پھر ثَانِیَ اثْنَیْنِ یعنی دونوں میں سے دوسرا

نماز میں	پہلے حضور	حضور کے بعد صدیق
غزوات میں	پہلے حضور	حضور کے بعد صدیق
غار میں	پہلے حضور	حضور کے بعد صدیق
مزار میں	پہلے حضور	حضور کے بعد صدیق

حضرات گرامی! امام اجل حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں کہ

''تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبول اسلام کے بعد سے سرور عالم ﷺ کے وصال شریف تک ہمیشہ سفر وحضر میں آپ کے رفیق رہے۔ بجز اس کے کہ آپ کے حکم اور اجازت سے حج کے لئے یا کسی جہاد میں آپ کی صحبت میں نہ رہ سکے ورنہ وہ ہر حال میں ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر نے اللہ اور رسول اکرم ﷺ کی خوشنودی اور رضا کے لئے اہل وعیال کو چھوڑ کر رسول اللہ کیساتھ ہجرت فرمائی غار ثور میں آپ کے ساتھ رہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (غار میں دو ہی تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رفیق سے کہا کہ غم نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے)

اکثر غزوات میں رسول خدا ﷺ کی اعانت کی نیز آپ کی سیرت پر اور ایسے بہت سے شواہد موجود ہیں خصوصاً جنگ حنین میں جبکہ لوگ آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے آپ رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں موجود رہے''

(تاریخ الخلفاء اردو مترجم شمس بریلوی صفحہ ۹۹)

گرامی قدر سامعین! اسی معیت وصحابیت کے شرف کو ملاحظہ فرماتے ہوئے

فرمایا کہ اے حبیب پاک تم اور صدیق دونوں تنہا نہیں بلکہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اللہ بھی تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔

صدیق — معیت مصطفٰے میں بھی ہے

اور صدیق — معیت خدا میں بھی ہے

اور یہ صرف خطیبانہ جملے ہی نہیں بلکہ نص قرآن ہے بیانِ رحمان ہے اور ہر سنی کا ایمان ہے۔ فرمایا پیارے صدیق

غار میں — تو پہلے جا میں بعد میں جاؤں گا

مزار میں — تو بعد میں آ میں پہلے جاؤں گا

اور پھر...... میدان محشر میں — **ھکذا نبعث یوم القیامت** (الحدیث)

ہم اس طرح اٹھائے جائیں گے

پنجابی کا شاعر کہتا ہے کہ

توڑ دے ساتھی توڑ نبھیسن انگلیاں پھڑ کے جنت ویسن
نال نبی دے سیر کریسن جنت دے گلزاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا بن یار نبی دیاں یاراں دا
شک ہووی تاں ونج مدینے جوڑا ویکھ مزاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا بن یار نبی دیاں یاراں دا

تو پھر اس کی صحابیت و معیت دائمی کو کون ختم کر سکتا ہے جسے پسند خدا و مصطفٰے نے کیا ہو

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کب بجھے جسے روشن خدا کرے

اور — نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

دسویں آیت مبارکہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ○

(پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۳)

جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے یہی لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے انہیں کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے

یہ آیت کریمہ صحابہ کبار خصوصاً حضرات شیخین کریمین صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ جب اس سے پہلی آیت **لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی** (یعنی اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز سے اونچی نہ کرو) نازل ہوئی تو صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہمیشہ نہایت ہی دھیمی آواز میں سرکار علیہ السلام سے گفتگو کرتے اور جب کوئی وفد حضور سے ملاقات کے لئے مدینہ طیبہ پہنچتا تو حضرت صدیق اکبر ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں (دربار رسالت میں) حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔

(روح المعانی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۵)

تفسیر نور العرفان

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے تحت اپنی تفسیر نور العرفان میں تحریر فرمایا ہے کہ

"حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی بخشش ایسی ہی یقینی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا یقینی ہے کہ رب نے ان کی بخشش کا اعلان کر دیا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کا اجر و ثواب ہمارے وہم و خیال سے بھی

بالا ہے کہ رب نے اسے عظیم فرمایا تمام دنیا قلیل ہے مگر ان کا ثواب عظیم ہے۔

(بشکریہ خلفائے رسول صفحہ ۶۵-۲۲)

گرامی قدر حضرات! حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آداب نبوت و احترام بارگاہِ رسالت کی تلقین کرنا اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ ان کے اس انداز کو قرآن کریم میں بیان فرما کر ان کو اجرِ عظیم کا مستحق قرار دیا مگر ان لوگوں کو کیا ملے گا جو نام تو صدیق اکبر کا لیتے ہیں اور گستاخیاں حضور علیہ السلام کی کرتے ہیں؟

صدیق اکبر کا غلام وہ ہے — جس کا عقیدہ صدیق اکبر کے عقیدہ جیسا ہو

صدیق اکبر کا غلام وہ ہے — جو آداب نبوت کا پاسدار ہو

صدیق اکبر کا غلام وہ ہے — جو احترام رسول کو عین ایمان جانتا ہو

اگر ایسا نہیں تو پھر وہ دشمن رسول ہے اور دشمن رسول موذی رسول ہے اور موذی رسول پر لعنت کی گئی ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃُ عداوت رسول اور حب صحابہ ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے جو سرکار سے محبت رکھے گا وہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے گا کیونکہ حضور علیہ السلام کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محبوب ہیں کیونکہ وہ محبوب خدا کے محبوب ہیں۔

صدیق عمر عثمان حیدر توں میں صدقے جاں
میرے کملی والے دا ہر یار بڑا سوہناں
سوہنے رب دی مدینے دا دربار بڑا سوہناں
میرے کملی والے دا گھر بار بڑا سوہنا

اور پھر اس آیت کریمہ نے یہ بات واضح کر دی کہ

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش بالاتر
نفس گم کردہ می آید ابوبکر و عمر اینجا

گیارہویں آیت مبارکہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

ھُوَالَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَکَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۳)

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تا کہ تمہیں نکالے اندھیروں سے روشنی کی طرف اور وہ مومنین پر مہربان ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی شرف و فضل عطا فرماتا ہے تو آپ کے نیاز مندوں کو بھی بطفیل سامی نوازتا ہے۔

مگر اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ میں غلاموں کو کوئی شرف نہیں عطا ہوا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(تفسیر الحسنات جلد ۵ صفحہ ۳۶۳ اردو تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۱۱۲ مترجم شمس بریلوی)

صدیق والے

میں قربان جاؤں حضرت صدیق اکبر کے نعلین سے لگے ہوئے زروں پر کہ کس طرح سوال کر کے قیامت تک کے مومنین و مومنات کو انعام و اکرام خداوندی سے بہرہ مند فرما دیا اور آپ کے اس سوال کا صدقہ جب بھی کوئی مومن درود شریف پڑھے گا تو اللہ اور اس کے فرشتے اس مومن پر درود پڑھیں گے یہ آپ کا ساری امت پر عظیم احسان ہے اور قیامت تک جتنے درود پڑھنے والوں پر اللہ اور فرشتے درود پڑھتے رہیں گے ان سب کے اجر و ثواب اور اس درود کے مطابق اجر و ثواب اور درود آپ کے نامۂ اعمال میں بھی درج ہوتا رہے گا۔

مومن پڑھے گا درود نبی پر آل و اصحاب پر — تو ثواب صدیق کو بھی ملے گا

اور پھر جب اللہ اس مومن پر درود پڑھے گا — تو ثواب صدیق کو بھی ملے گا

اور پھر جب فرشتے اس مومن پر درود پڑھیں گے — تو ثواب صدیق کو بھی ملے گا

اور یہ درود ہی وہ نور ہے جو اندھروں سے نکالتا ہے اسی لیے تو فرمایا کہ

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

تاکہ نکالے وہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف

اور اسی لیے سیّدنا صدیق اکبر کے حقیقی غلام درود پڑھتے ہی رہتے ہیں

کوئی سی مجلس ہو — مومن درود پڑھتے ہیں کیونکہ وہ غلامان صدیق اکبر ہیں

قل، تیجہ، ساتہ چہلم ہو — مومن درود پڑھتے ہیں کیونکہ وہ غلامان صدیق اکبر ہیں

ششماہی سالانہ ختم ہو — مومن درود پڑھتے ہیں کیونکہ وہ غلامان صدیق اکبر ہیں

میلاد، معراج، گیارہویں کی محفل ہو — مومن درود پڑھتے ہیں کیونکہ وہ غلامان صدیق اکبر ہیں

اور جو درود شریف سے منع کرتے ہیں — وہ صدیق اکبر کے غلام نہیں ہیں

جو درود شریف سے منع کرتے ہیں — وہ اندھیریوں میں پھنسے ہوئے ہیں

جو درود شریف سے منع کرتے ہیں — وہ نور کی بھی مخالفت کرتے ہیں

نور عطا ہوتا ہے — درود والوں کو

ظلمت سے چھٹکارا ملتا ہے — درود والوں کو

اور درود کی توفیق عطا ہوتی ہے — صدیق والوں کو

بارہویں آیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِىْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥

فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ٥ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ٥ (پارہ ۳۰ سورۃ الفجر آخری آیات)

اے ایمان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو کہ تو اس سے راضی وہ تجھ

سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ

امامین ابونعیم اور حاتم حضرت سعید بن جبیر سے راوی ہیں کہ حضور انور ﷺ کے مواجہ اقدس میں یہ آیت شریفہ پڑھی گئی تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ یہ بہت ہی پیاری بات ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ بیشک قریب ہے کہ تمہارے موت کے وقت فرشتہ تم سے یہی کہے گا۔ (فضائل صحابہ و اہل بیت صفحہ ۲۲)

معلوم ہوا کہ تمام نفوسِ مطمئنہ کے سردار بھی حضرت سیّدنا صدیق اکبر ہیں جنہیں دربار رسالت سے یہ خوشخبری دی جا رہی ہے کہ آپ سے بھی یہ کہا جائے گا اے نفس مطمئنہ الخ

فقیر کو امید قوی ہے کہ سلسلہ علیہ نقشبندیہ کی نسبت سے تمام اہل سلسلہ کو اس طرح کہا جائے گا کیونکہ اس سلسلہ کے بانی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

بارہویں والے آقا کی نسبت سے ناچیز نے بارہ آیات سے شانِ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق کو واضح کرنے کی ادنیٰ سی کاوش کی ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ السلام کے طفیل اسے قبول فرما کر حضور سیّدنا صدیق اکبر کے مقدس نعلین میں جگہ عطا فرمائے۔

آمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةِ وَالتَّسْلِيْمِ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

دوسرا خطبہ جمادی الثانی

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درود پاک:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

اس خطبہ جمعہ میں

واجب الاحترام بزرگو! نوجوان ساتھیو! دوستو آج کے خطبہ جمعہ میں **تاجدار صداقت** افضل الخلق بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیّدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ **کی شان و عظمت** کو احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز

خطبہ کی ابتداء

میں اپنے اس خطبہ کی ابتداء حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ **کے ایک قول** سے کرنی چاہتا ہوں کیونکہ وہ آپ کے بعد ساری اُمت سے **افضل و اعلیٰ ہیں تو ان**

کے بیان سے آپ کو زیادہ فضیلت سمجھنے کا موقعہ ملے گا کیونکہ آپ نے اگر کسی بلندی کا اندازہ کرنا ہو تو پستی کی طرف دیکھ کر کریں گے مثلاً

اگر آپ نے چھت کی بلندی کا اندازہ کرنا ہو تو فرش سے ناپنا شروع کریں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ چھت فرش سے دس یا بارہ یا پندرہ فٹ بلند ہے۔

اگر کسی انسان کے قد کی بلندی دیکھنی ہو تو اس کے پیروں سے دیکھیں گے تو پتہ چلے گا اس شخص کا قد کتنے فٹ ہے۔

اسی طرح جب ہم عظمت صدیق کی گرد راہ کو نہیں پاتے تو کہتے ہیں جس نبی علیہ السلام کے خلیفہ کی یہ شان ہے اس نبی کی کیا شان ہو گی؟

اسی لیے حضرت فاروق اعظم کا قول پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ معلوم ہو سکے کہ جس کے متعلق حضرت فاروق اعظم کا یہ ارشاد ہے وہ ابوبکر صدیق کس شان کے مالک ہوں گے۔

ذرا درود شریف پڑھیے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرات محترم! حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ارشاد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرات گرامی! ابن سعد نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''اے کاش میں حضرت ابوبکر کے سینے کا ایک بال ہوتا''

(بحوالہ تاریخ الخلفاء اردو مترجم شمس بریلوی صفحہ ۱۲۱)

تفصیل اس اجمال کی

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک دن شمع نبوت فروزاں تھی اور پروانے نثار ہو رہے تھے۔ محفل دربار رسالت پوری آب و تاب پر تھی اور صدر جلسہ حبیب پاک صاحب لولاک علیہ السلام خود بنفس نفیس جلوہ فرما تھے اور یہ غلامانِ رسول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح باادب بیٹھے ہوئے تھے کہ کَاَنَّھُمْ عَلٰی رُؤُسِھِمُ الطَّیْرِ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں ذرا سی جنبش ہوئی تو وہ اڑ جائیں گے۔

جو شخص ابراہیم علیہ السلام کا سینہ دیکھنا چاہے

میرے آقا درِّ یتیم رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنی زبان حق ترجمان سے اعلان فرمایا۔ اے میرے صحابیو! جو کوئی شخص میرے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سینہ دیکھنا اور اس سینہ بے کینہ کی زیارت کرنا چاہتا ہے تو وہ ہاتھ کھڑا کرے۔

صحابہ نے یہ نہیں کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ان کو تو دنیا سے تشریف لے گئے ہوئے بھی ہزاروں برس بیت چکے اب آپ ان کو کیسے دکھا سکتے ہیں، مگر

انہوں نے یہ الفاظ نہیں عرض کیے کیونکہ وہ تھے صحابی

آجکل ان معجزات کا ڈھٹائی سے انکار کرنے والے ہیں وہابی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان وعقیدہ

حضرات گرامی! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان یہ تھا کہ حضور علیہ السلام کا ہر ارشاد حق اور ہر کمال برحق ہے جو فرمائیں وہ کر کے دکھا سکتے ہیں۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
تمہارے لب سے ہماری نجات ہو کے رہی
کہا جو رات کو دن تو دن نکل آیا
کہا دن کو رات تو رات ہو کے رہی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا یَارَسُوْلَ اللہِ عَلَیْکَ السَّلَامُ

اللہ کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے بتلانے پر مانا ہے
ملائکہ کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے
جبرائیل کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے
جنت و دوزخ کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے
لوح و قلم کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے
عرش و کرسی کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے
انبیاء رسل کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے
میزان و پل صراط کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے
میدان حشر و قیامت کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے
حوض کوثر کو ہم نے دیکھا نہیں آپ کے فرمانے پر مانا ہے

تو پھر جب کہ ہم نے آپ کو نبی اور صاحب کمالات معجزات رسول تسلیم کر لیا ہے تو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آپ اس مقام سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے سینے کی زیارت کروا سکتے ہیں۔

اگر آپ اپنے مقام سے جنت دکھا سکتے ہیں
اگر آپ اپنے مقام سے انگوروں کا جنتی خوشہ دکھا سکتے ہیں
اگر آپ مسجد قبا سے ہمارے مکہ کے مکانات کو دکھا سکتے ہیں۔
تو پھر یقیناً آپ سینہ ابراہیم علیہ السلام بھی دکھا سکتے ہیں

چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وفورِ شوق سے زیارت کا تقاضا کیا
میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ
جس جس صحابی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینۂ اقدس کی زیارت کرنی ہے وہ ہاتھ کھڑا کر لے۔

سب صحابہ نے ہاتھ کھڑے کیے جن میں حضور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا دستِ مبارک بلند کیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ''ابوبکر اپنا ہاتھ نیچے کرلیں''

دوسری مرتبہ پھر اور تیسری مرتبہ پھر اس طرح ہوا مگر اس مرتبہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر نے ہاتھ بلند نہ فرمایا۔

ارشاد ہوا' ابوبکر تم اس سامنے والے چبوترے پر کھڑے ہو کر کرتہ اتار دو

جب آپ نے چبوترے پر کھڑے ہو کر کرتہ اتارا تو میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینہ اقدس کی زیارت کرنی ہو وہ میرے صدیق کے سینہ کو جی بھر کر دیکھے۔

مقامِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اللہ اکبر! یہ مقامِ صدیق ہے کہ زبان حق ترجمان یعنی وہ زبان پاک کہ جس سے جب بھی نکلا حق ہی نکلا

وہ زبان جو وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کی مصداق ہے

وہ زبان جس سے خود ذات باری کلام فرمائے

بلکہ وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور وہ دہن جس کی ہر بات وحیٔ خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

اس زبان پاک سے مقامِ صدیق کا بیان ذیشان ہو رہا ہے اور سینہ صدیق کو سینہ خلیل سے تعبیر فرما رہے ہیں۔

عمر تڑپنے لگے

حضراتِ گرامی! جب یہ منظر خلیفہ راشد ثانی حضرت مرادِ مصطفےٰ فاروق اعظم عمر

ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا تو مچھلی کی طرح تڑپنے لگے اور تڑپتے تڑپتے بے ہوش ہو گئے۔

جب ہوش آیا تو اس بیہوشی کا باعث پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اور تو کوئی بات نہیں ایک حسرت نے تڑپا کر بے ہوش کر دیا اور وہ یہ ہے۔

''اے کاش میں ابوبکر کے سینے کا ایک بال ہوتا

یہ وہ عمر الفاروق ہیں

حضرات! یہ وہ عمر فاروق ہیں

جن کو نبی کریم نے اللہ سے مانگا اور ان کا لقب مرادِ مصطفےٰ ٹھہرا

وہ عمر جن کے سائے سے شیطان فرار اختیار کرتا ہے

وہ عمر جو حق و باطل کے درمیان حد فاصل ہے

وہ عمر جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں

وہ عمر جس کے ایمان لانے پر عرش کے ملائکہ نے خوشیاں منائیں

وہ عمر نبی کریم نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا

وہی عمر کہہ رہے ہیں کہ

''اے کاش میں حضرت ابوبکر کے سینہ کا ایک بال ہوتا''

تاریخ الخلفا میں یہی آخری الفاظ ہیں مفصل واقعہ دوسری کتابوں میں موجود ہے۔

ایسا کیوں نہ ہوتا؟

ایسا کیوں نہ ہوتا کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں خلیل اللہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں خلیل النبی

نبوت تو ختم ہو گئی

صداقت و خلت ابھی باقی ہے

تو صدیق نبی اللہ تو نہیں — خلیل النبی ہیں

تو جو خلیل النبی ہوگا یقیناً وہ ہوگا — خلیل اللہ

اسی لیے تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالْفُؤَادِ وَالْقَلْبِ وَالرُّوْحِ فِی الْجَسَدِ (تفسیر امام حسن عسکری ماتحت آیت ثانی اثنین)

اے ابوبکر — تو مجھ سے ہے اس طرح جیسے میری آنکھ اور کان ہے

اے ابوبکر — تو مجھ سے ہے اس طرح جیسے میرا فواد قلب ہے

اے ابوبکر — تو مجھ سے ہے اس طرح جیسے میرا فواد قلب ہے

اے ابوبکر — تو مجھ سے ہے اس طرح جسے جسم میں روح ہے

ابوبکر خلیل اللہ کی نظیر ہیں

اور ایک مقام پر فرمایا میرا ہر صحابی کسی نہ کسی نبی کی نظیر ہے۔

فَاَبُوْبَکْرٍ نَظِیْرُ اِبْرَاهِیْمَ (الریاض النضرہ جلد اوّل صفحہ)

پس ابوبکر ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں

ابراہیم علیہ السلام کو خلت ملی — خدا سے

ابوبکر صدیق کو خلت ملی میرے — مصطفیٰ سے

ابراہیم علیہ السلام کو صداقت ملی — خدا سے

ابوبکر کو صداقت ملی میرے — مصطفیٰ سے

ابراہیم علیہ السلام کو امامت ملی — خدا سے

ابوبکر کو امامت ملی میرے — مصطفیٰ سے

میرے آقا علیہ السلام کو فرمایا گیا — ملت ابراہیم کی پیروی کرو

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا گیا — میرے صدیق کے پیچھے نمازیں پڑھو

اوہدی عظمت دا خورشید چڑھدا رہیا ہر قدم تے اوہدا شان بڑھدا رہیا

پچھے اوہدے نمازاں اوہ پڑھدا رہیا جو امام آپ ہے سارے سنسار دا

نبی نے صدیق کو چن لیا

حضرات گرامی! جس نبی کریم علیہ السلام کو شب معراج اللہ نے تمام نبیوں کی امامت کے لئے چن لیا' اس نبی نے اپنی صحابہ میں حضرت ابوبکر کو امامت کے لئے چن لیا اور حضرت عائشہ سے فرمایا کہ

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (بخاری شریف جلد ص)

(میری طرف سے) ابوبکر کو کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔

چنانچہ تاریخ والے لکھتے ہیں کہ پندرہ نمازیں سرکار علیہ السلام نے خود بھی حضرت ابوبکر صدیق کی اقتداء میں پڑھیں۔

شدت مرض میں پردہ سرکایا تو چہرۂ انور کی نورانی لائٹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کی اور حضرت ابوبکر مصلّی امامت سے اترنے لگے تو فرمایا اپنے مقام پر رہو اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ گویا کہ جائزہ لیا۔

کون ہے — جو اس میرے چنے ہوئے امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے

کون ہے — جو میرے بنائے ہوئے امام کی امامت کو تسلیم نہیں کرتا

جب ملاحظہ فرمایا تو مسکرا دیے

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی

یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

سرکار خوش ہوگئے کہ سب صحابہ میرے چنے ہوئے امام پر متفق ہیں۔

حضرات محترم!

جس کی امامت کی اقتدا کرتے ہوئے ملاحظہ فرما کر سرکار مسرور ہیں

اس کی خلافت کی اقتدا کرنے پر نبی کریم مسرور کیوں نہ ہوں گے

اسی لیے تو کہنے والوں نے کہا بلکہ خود حضرت مولائے کائنات نے فرمایا
رسول اللہ علیہ السلام نے جسے ہمارے دین کے لئے (صدیق کو) چن لیا
ہم نے اپنی دنیا کے لئے بھی اس رسول کے چنے ہوئے کو ہی چن لیا

(مرأت ۸ جلد صفحہ ۲۹۷)

پتہ چلا نبی کے بعد ہمارا دینی امام بھی صدیق اکبر
نبی کے بعد ہمارا دنیاوی امام بھی صدیق اکبر
صدیق ساری امت کا امام اور ساری امت صدیق کی غلام

اہلسنّت کا عقیدہ

اسی لیے اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ
بعد نبیاں دے ہے شان صدیق دا ویکھو رتبہ محمد دے دلدار دا
ثَانِیَ اثْنَیْنِ قرآن وچہ آکھیا ڈٹھا ایثار جد غار دے یار دا
پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ اَفْضَلُ الْخَلْقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

خلافت کی بنا فضیلت ہے

تو جب وہ سب سے افضل ہیں تو خلافت کی مسند پر بھی وہی جچتے ہیں اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالا جماع انہیں خلیفہ تسلیم کرلیا۔

خواجۂ اوّل کہ اوّل یار بود
ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ بود

نبی کریم علیہ السلام کا کامل اعتماد حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ایک چرواہا ایک جگہ بکریاں چرارہا تھا اتفاقاً ایک بھیڑیئے نے گلہ پر حملہ کرکے ایک بکری پکڑلی چرواہے

نے اس بھیڑیے کا پیچھا کرکے اس بکری کو چھڑالیا اس وقت اس بھیڑیے نے کہا کہ اس وقت کیا ہوگا (تو کیا کرے گا) جب بکریوں میں تو نہیں ہوگا بلکہ میں ہوں گا۔ اتنے میں ایک شخص ایک بار بردار بیل کے ساتھ ادھر سے گزرا بیل نے میری طرف دیکھ کر کہا میں سامان لادنے کے لئے نہیں بلکہ کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔

یہ سن کر لوگوں نے کہا کیا خوب بیل بھی باتیں کرتا ہے یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا میرے بیان کی تصدیق ابوبکر وعمر کریں گے اگرچہ اس مجلس میں حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم موجود نہیں تھے لیکن حضور ﷺ نے ان دونوں حضرات کے ایمان کامل کے اعتماد پر یہ فرمادیا' کیونکہ حضور ﷺ کو یقین کامل تھا کہ یہ دونوں حضرات آپ کے ارشاد کی ضرور تصدیق کریں گے خواہ بظاہر وہ کیسا ہی مستعذر ہو۔

(تاریخ الخلفاء اردو مترجم شمس بریلوی صفحہ ۱۱۲)

صدیق تصدیق کرے گا

حضرات گرامی! معلوم ہوا
صدیق و فاروق کے ایمان پر خود مصطفیٰ کو اعتماد ہے
نہیں بلکہ صدیق و فاروق کے ایمان پر خود خدا کو اعتماد ہے
محبوب کو یقین تھا کہ صدیق میری تصدیق کرے گا
محبوب کو یقین تھا کہ فاروق میری تصدیق کرے گا
اگرچہ یہاں موجود نہیں
اور جھوٹ وہ بول سکتا نہیں کیونکہ صدیق ہے
تو معاملہ کچھ یوں ہوگا کہ
صدیق کا عقیدہ تھا
اس سوہنے رخ انور سے کبھی جھوٹ نکل سکتا نہیں
اس پیارے روئے منور سے کبھی حق کے سوا نکل سکتا نہیں

اس لیے میں اس کی ہر بات کی آنکھیں بند کر کے تصدیق کرتا چلا جاؤں گا

میں نے خدا کو دیکھا نہیں — مگر تصدیق کر دی
میں نے انبیاء کو دیکھا نہیں — مگر تصدیق کر دی
میں نے ملائکہ کو دیکھا نہیں — مگر تصدیق کر دی
میں نے جنت وجہنم کو دیکھا نہیں — مگر تصدیق کر دی
میں نے عرش وکرسی کو دیکھا نہیں — مگر تصدیق کر دی

کیونکہ اس دہن کی ہر بات حق اور سچ ہے

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

تو جس طرح صدیق کو اس محبوب کی ہر بات کی حقانیت پر یقین تھا کہ کوئی میری بات کی تصدیق کرے نا کرے میرا یار صدیق ضرور کرے گا لہٰذا بلا خوف وخطر بصد یقین فرمایا دیا۔ میری باتوں کی تصدیق صدیق وفاروق کریں گے۔

میں نے جو کچھ بیان کیا ہے — میرا یار اس کی تصدیق کرے گا
کیونکہ میں حق بیان کرنے والا — اور وہ اس حق کی تصدیق کرنے والا

اور جبرائیل اس حق بیانی اور اس کی تصدیق کو قرآن میں سو کرامت مسلمہ کو تحفہ دینے والا کہ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

ساری کائنات سے بھاری ایمان

گرامی قدر سامعین! اسی ایمان کو پھر یہ شان ملی کہ امام بیہقی نے اپنی تالیف شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا

''اہالیان روئے زمین اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا اگر وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔

(تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۲۱)

کل ایمان بھی شامل

حضرات محترم ذرا غور کیجئے

اہالیان روئے زمین میں میرے آقا ومولیٰ مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا تاجدار ھَلْ اَتٰی بھی ہیں جو ابن ود کے مقابلہ پر نکلے جبکہ اس نے مبارز طلب کیا تو کوئی اس کے مقابلہ پر نہ نکلا تو آپ نے نبی کریم کے پاؤں حتبرکہ پکڑ کر اجازت طلب کی فرمایا ٹھہر جاؤ۔

دوسری مرتبہ پھر یہی واقعہ ہوا اور تیسری مرتبہ عرض کیا حضور اب قدم تب چھوڑوں گا جب پہلے اجازت ملے گی

شاعر نے نقشہ کشی کی کہ

پئے تعظیم جھک کر اور ہادی کی رضا لے کر
چلا میدان میں شیر خدا نام خدا لے کر
نہ ہاتھوں پہ زرہ تھی اور نہ سر پہ خود پہنا تھا
فقط تلوار تھی تلوار ہی مردوں کا گہنا تھا

اور جب یہ تلوار اس پر جس کے سر پر لوہے کا دو من وزنی خود تھا آئی اور اس کے ٹکڑے کرتی ہوئی اس کی سواری کو چیرتی ہوئی زمین میں پیوست ہوگئی تو زمین سے آواز آئی یا اللہ مجھے علی کی ضرب سے بچالے۔

تو جب یہ شیر خدا اس بے ایمان کے مقابلہ میں نکلے نبی نے

اپنی دستار — ان کے سر پر سجا کر
ذوالفقار حیدری — ان کے ہاتھوں میں تھما کر
اپنا پٹکا ان کی کمر پہ — سجا کر
ارشاد فرمایا لوگو دیکھو

بَرَزَ الْاِيْمَانُ كُلُّهٗ بِالْكُفْرِ كُلِّهٖ

یہ کل ایمان کل کفر کے مقابلہ میں جا رہا ہے
تو اہالیان روئے زمین میں تو یہ کل ایمان بھی شامل ہے پتہ چلا کہ
یہ کل ایمان اور اہالیان روئے زمیں کے تمام ایمان ایک پلے میں ہوں اور یار
غارِ مصطفےٰ کا ایمان ایک پلے میں ہو تو پلہ صدیق کے ایمان والا بھاری ہوگا

آں امن الناس برمولائے ما
آں کلیم اوّل سینائے ما
خواجہ اوّل کہ اوّل یار بود
ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ بود

ہمارا عقیدہ

اسی لیے ہمارا عقیدہ ہے

سارے عام مسلمان مل کر ایک ولی کا مقابلہ نہیں کر سکتے
سارے مسلمان اور تمام اولیاء مل کر ایک غوث کا مقابلہ نہیں کر سکتے
سارے اغواث مل کر ایک قطب کا مقابلہ نہیں کر سکتے
تمام اقطاب مل کر ایک قطب الارشاد کا مقابلہ نہیں کر سکتے
تمام قطب الارشاد مل کر ایک قطب مدار کا مقابلہ نہیں کر سکتے
تمام قطب مدار مل کر ایک قطب الاقطاب مقابلہ نہیں کر سکتے
تمام قطب الاقطاب مل کر ایک تبع تابعی کا مقابلہ نہیں کر سکتے
تمام تبع تابعین مل کر ایک تابعی کا مقابلہ نہیں کر سکتے
تمام تابعین مل کر ایک صحابی کا مقابلہ نہیں کر سکتے
تمام صحابہ مل کر مولا علی کا مقابلہ نہیں کر سکتے
تمام صحابہ اور مولا علی مل کر صدیق اکبر کا مقابلہ نہیں کر سکتے
پہلا نمبر مصطفیٰ کا

دوسرا نمبر صدیق اکبر کا
خواجۂ اوّل کہ اوّل یار بود
ثانی اثنین اذہما فی الغار بود

اس لیے ساری کائنات کا ایمان مل کر صدیق کے ایمان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

آپ نے تجربہ کیا ہوگا

گرامی قدر سامعین! آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا
اعتماد والی شخصیت جب سامنے آئے تو اسے دیکھ کر دل مسرور ہو جاتے ہیں۔
اور ہونٹ تبسم ریز ہو جاتے ہیں۔
اب جبکہ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی شخصیات پر حضور علیہ السلام کو اتنا اعتماد تھا۔
ترمذی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام مہاجرین و انصار کی مجلس میں تشریف لے جاتے اور وہاں حضرت ابوبکر و حضرت عمر بھی موجود ہوتے تو پوری مجلس میں کوئی شخص (وفورِ ادب کے باعث) حضور علیہ السلام کے روئے مبارک پر نظر جما کر نہیں دیکھ سکتا تھا سوائے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے یہ حضرات روئے مبارک کا مشاہدہ کرتے اور تبسم فرماتے حضور بھی ان کی طرف دیکھتے تو تبسم فرماتے (تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۱۱۴)

یہ نبی علیہ السلام کی طرف دیکھیں تو تبسم فرمائیں
نبی علیہ السلام ان کی طرف دیکھیں تو تبسم فرمائیں

گویا کہ زبانِ شاعر سے یوں اظہار ہوا
آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے
تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

پتہ چلا کہ صدیق و فاروق کے لئے نبی کے پاس
اور نبی علیہ السلام کے لئے صدیق و فاروق کے پاس

راحت ہی راحت ہے

رأفت ہی رأفت ہے

محبت ہی محبت ہے

الفت ہی الفت ہے

جبھی تو "یَتَبَسَّمُ" وہ تبسم فرماتے ہیں:

جس کے مبارک تبسم کی ایک جھلک کو ولی ترسیں

جس کے مبارک تبسم کی ایک جھلک کو غوث ترسیں

جس کے مبارک تبسم کی ایک جھلک کو قطب ترسیں

جس کے مبارک تبسم کی ایک جھلک کو ابدال ترسیں

جس کے مبارک تبسم کی ایک جھلک کو اوتاد ترسیں

جس کے مبارک تبسم کی ایک جھلک کو ساری کائنات ترسے

لوگ چلہ کشی کریں مجاہدات و ریاضات کریں کہ کبھی ایک جھلک ہی نظر آجائے اور عرض کریں

اک وار ے سوہنیاں آجاویں میری کلی نوں رنگ لا جاویں

تیرے قدماں توں پھل میں اشکاں دے لکھ واری واراں رو رو کے

وہ محبوب پاک صدیق اکبر کی طرف نگاہِ کرم اٹھائے تو مسکراتے ہوئے

وہ محبوب پاک فاروق اعظم کی طرف نگاہِ کرم اٹھائے تو مسکراتے ہوئے

جس نگاہِ کرم کا تذکرہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یوں فرمایا ہے کہ

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں

جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اور فرمایا کہ وہ نگاہِ کرم

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا

اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

اور کسی اور عاشق نے کمال کر دیا کہ

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

وہ تبسم دلریز و دلربا کہ

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ایسا کیوں نہ ہوتا کہ میرا صدیق اکبر ؓ ہر طرح سے بے مثال اور ہر پہلو سے لاجواب ہے۔

وہ خود بھی صحابی رسول

ان کے والد بھی صحابی رسول

ان کی والدہ بھی صحابیہ رسول

ان کے بیٹے بھی صحابی رسول

ان کے پوتے بھی صحابی رسول

اور یہ مقام و مرتبہ سوائے صدیق اکبر ؓ کے اور کسی صحابی کو حاصل نہیں ہے۔

یہ صرف واعظانہ رنگ کی بات نہیں بلکہ حکیم الامت عبد النبی المختار حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

"آپ اور آپ کے ماں باپ آپ کی ساری اولاد اور آپ کی اولاد کی اولاد صحابی ہیں یہ شرف کسی اور کو نصیب نہیں ہوا"

(مرآت شرح مشکوۃ جلد ہشتم صفحہ ۲۹۰ باب مناقب ابی بکر فصل اول)

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر شی گھر دی رہیا یارتوں واردا

اور پھر یہ جانتے ہوئے کہ

میری لخت جگر — ہے ابھی نوعمر

اور اس محبوب کا ہے پینتالیسویں سن مبارک سے گزر

اگر میں نے اس چھ سالہ اپنے دل کے ٹکڑے کو آپ کے نکاح میں دیدیا تو بعد از وصال رسول جب عالم بیوگی ہوگا تو اس کا عنفوان شباب ہوگا جبکہ میراث اسے نہ ملے گی کیونکہ انبیاء کی میراث مال میں جاری نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا نکاحِ ثانی ہو سکے گا کیونکہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنی نوعمر چھ سالہ بچی عائشہ الصدیقہ کو نبی کریم علیہ السلام کے نکاح میں دیدیا اور اعلان کر دیا یہ میری اپنی خواہش ہے کہ

مال میرا ہو — ہاتھ محبوب کا ہو

بیٹی میری ہو — گھر محبوب کا ہو

گویا جو یہ سب کچھ سوچ کر محبوب سے پیچھے ہٹ جائے وہ صدیق نہیں

اور جو یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی محبوب پر قربان ہوجائے وہ صدیق اکبر ہے

کملی والے محمد رسول اتوں صدقے جان دی جاچ صدیق دی

اپنے یار دے اک ارشاد اتے گھر لٹان دی جاچ صدیق دی

یار کی خاطر غار میں — جان کا نذرانہ پیش کر دیا

محبوب کے لئے ہر مقام پر — مال کا نذرانہ پیش کر دیا۔

رسول اللہ کے قدموں پر — اولاد قربان کر دی

نبی کریم علیہ السلام کے نکاح میں — کمسن لخت جگر پیش کر دی

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی کیوں صدیق سند غلامی لئی

جدوں سوہنے نوں کوئی ضرورت پئی ہر شی گھر دی رہیا یار توں واردا

کیوں نہ اس نوں امام صداقت کہواں جدکہ صدیق اکبر ہے سوہنے داناں

دھی اہدی مومناں ساریاں دی ہے ماں کرم کیڈا ہے ایہہ رب ستار دا

اکو یار ہزاراں ورگا

گرامی حضرات! میں تسلیم کرتا ہوں کہ

کہ وہ بڑا حسین موقعہ تھا جبکہ

دروازہ نبی کا تھا — بارات علی کی تھی

اور علی کی زوجہ بنی تھی نبی کی لخت جگر

مگر ذرا تصور کر کے بتایئے وہ کتنا احسن منظر ہوگا کہ جب

دروازہ صدیق کا تھا — بارات نبی کی تھی

اور نبی کی زوجہ بنی تھی صدیق کی لخت جگر

کل میدان محشر میں داور محشر کے سامنے نبی فرمائیں گے مولا

یہ علی ہے میرا داماد — جو امام الاولیاء ہے

اور صدیق کہیں گے اللہ

یہ محمد ہیں میرے داماد — جو امام الانبیاء ہیں

نبی فرمائیں گے اے داور محشر

یہ نبی کی بیوی ہے...... — جو کہ اُم المومنین ہے

تو پھر خوش نصیب اور نبی و علی کے قریب وہی ہوگا۔

جو اُم المومنین کا بھی — غلام

اور سیدہ نساء مومنین کا بھی — غلام

اور سید الصدیقین کا بھی — غلام

سنی کا — اُم المومنین پر بھی ایمان

سنی کا — سیّدۃ نساء مومنین پر بھی ایمان

سنی کا — سیّد الصدیقین پر بھی ایمان

چارے یار نبی دے سوہنے کوئی ہویا نہیں چاراں ورگا
نہ اس دھرتی پیدا کیتا انہاں جان نثاراں ورگا
نہ کوئی ہویا تے نہ کوئی ہوسی انہاں حیداراں ورگا
اعظم شان صدیق کی پچھنا ایں اکو یار ہزاراں ورگا

صدیق کی کھڑکی بند نہ کی جائے

حضرات گرامی!

میرے آقا علیہ السلام کا وقتِ وصال ہے
ہر صحابی اس تصورِ غم سے نڈھال ہے
کہ داغِ مفارقت دے رہا آمنہ کا لال ہے

اس عالم الوداعی میں سرکار نے ارشاد فرمایا سنو لوگو!

لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِيْ بَكْرٍ

(بخاری مسلم مشکوٰۃ مرآت جلد ۸ صفحہ ۳۹۰)

مسجد میں کوئی کھڑکی (باقی) نہ رکھی جائے سوا ابوبکر کی کھڑکی کے

خوخہ بمعنی کھڑکی یا چھوٹا دروازہ

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانات مسجد نبوی شریف کے متصل تھے انہوں نے اپنے گھروں کی دیواروں میں مسجد کی طرف روشندان اور چھوٹے دروازے رکھے تھے کہ روشن دانوں سے حضور علیہ السلام کو دیکھتے رہا کریں۔ بقول حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ کہ

الف ایہہ تن میرا چشمہ ہووے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشمہ اک کھولاں تے اک کجاں ہو

اتنا ڈھیاں مینوں صبر نہ آوے تے میں ہور کسے ول بھجاں ہو
مرشد دا دیدار یا باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہوں

اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرات گرامی! ضمناً ایک بڑی ذوق وشوق والی ایمان افروز روایت بھی سن لیں۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کی آقا جی یہ چاہتا ہے کہ

اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ علیہ السلام کے چہرۂ اقدس کو ہی تکتا رہوں

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا کہ

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

گویا عرض کیا کہ صدیق کی چاہت یہ ہے کہ

دل کردا اے سوہنیا ہر ویلے تینوں سامنے بٹھا کے تکدا رہواں
لوں لوں میرا اکھ بن جاوے محتاج نہ میں اس اکھ دا رہواں
ساری زندگی اسی میں تمام ہو جائے کہ چشم صدیق ہو اور چہرۂ محبوب ہو

حضور نے خوب نوازا

تو میرے آقا نے بھی صدیق کی اس خواہش کو ایسا نوازا کہ فرمایا لوگ تو حیات ظاہری میں دیکھا کریں گے مگر اے صدیق تیری کھڑکی کھلی رکھوں گا تا کہ تو اپنی اس حیات مستعار میں بھی دیکھتا رہے اور بعد وصال بھی تجھے اپنے پاس لٹا لوں گا تا کہ قبر میں بھی دیکھتا رہے اور میدان حشر میں بھی ساتھ رکھوں گا تا کہ حشر میں بھی دیکھتا رہے بلکہ

تو مجھے دیکھتا رہے اور میں تجھے دیکھتا رہوں

صدیق دیکھا کرے — مصطفیٰ کو
اور مصطفیٰ دیکھا کریں — اپنے صدیق کو

اور اپنے اس یارِ غار کے لئے حجرۂ عائشہ کا دروازہ خود کھول کر فرمایا کہ آپیارے یہ قبر کی طویل رات ہے۔

تو مجھے دیکھ لے میں تجھے دیکھ لوں — اور
دیکھنے کا مزا آج کی رات ہے

اے میرے صدیق اب یہاں تیری خواہش کی تکمیل کامل ہوگی تجھے اس کے علاوہ کوئی کام نہ ہوگا کہ تو اس طویل شب وصال میں محبوب کو ہی تکتا رہے گا اور جی بھر کر تکتا رہے گا تو پھر گویا اس وقت زبان صدیق سے یہ ضرور نکلا ہو گا کہ

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

محترم سامعین! گزارش یہ کر رہا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں اپنی دیواروں میں چھوڑ رکھی تھیں تاکہ وہ آتے جاتے سرکار کی زیارت کرلیا کریں اور ان میں ایک کھڑکی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی تھی۔ حضور علیہ السلام نے سب کھڑکیوں کو بند کرنے کا ارشاد فرمایا مگر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کھلی رہنے دی اور حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ اجازت وفات شریف سے تین دن پہلے عطا فرمائی۔ (اشعۃ اللمعات مرأت جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۹۲)

گویا کہ تین دن کی جدائی بھی ناقابلِ برداشت ٹھہری کہ جدا ہونے سے تین دن پہلے ہی حکم فرمادیا اور پھر تا قیامت وصال ہی وصال ہے۔

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

یہ جگہ صدیق اکبر نے خریدی

حضرات گرامی! کبھی آپ نے غور فرمایا اور مطالعہ کیا؟

کہ جس مقام پر آج میرے آقا اور ان کے یہ جانثار دونوں پیارے یار آرام فرما رہے ہیں یہ جگہ کس نے خریدی تھی؟

اس دور کی وہ مسجد نبوی جس جگہ پر تعمیر ہوئی تھی اسے خریدنے والا کون تھا؟

اٹھائیے بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۶۱ صفحہ ۵۵۵ اور ابن ماجہ حاشیہ صفحہ ۵۴ اور مرأت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم صفحہ ۲۹۱ اور کتاب مسجد نبوی صفحہ ۸۶-۸۷-۸۸ از علامہ شیخ الحدیث معراج الاسلام حضرت مفتی صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ

''مسجد نبوی کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق نے دس دینار میں خرید کر وقف کی'' (مرأت)

اور علامہ معراج الاسلام بحوالہ بخاری شریف تحریر فرماتے ہیں کہ

''حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کے مقامی باشندے تھے اور بڑے ہی مخلص دین پسند پرہیزگار اپنی ذات میں سراپا تحریک انتہائی پر جوش اور رضا کار قسم کے انسان تھے تحریک اسلامی کو آگے بڑھانے کے لئے ....انہوں نے حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی تبلیغ دین کا کام شروع کیا ہوا تھا۔ پابندی کیساتھ مسلمانوں کو ایک ''مِربَد'' میں پانچوں وقت نماز اور جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔

''مِــربَــد'' اس میدان کو کہتے ہیں جہاں کھجوروں کو سکھاتے اور ان کے چھوہارے بناتے ہیں یہ میدان دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا جو حضرت اسد ہی کے پاس رہتے تھے اور ان کی نگرانی میں پرورش پا رہے تھے۔ ایک بچے کا نام سہیل اور دوسرے کا نام سہل تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں کو بلایا اور فرمایا۔

ثَامِنُوْنِیْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۶۱)

اپنے اس پلاٹ کا ہمارے ساتھ سودا کرلو اور اس کی قیمت لے لو ان دونوں نے عرض کی

لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (بخاری اوّل صفحہ ۶۱)

خدا کی قسم ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے لینا چاہتے ہیں

فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۵۵)

چونکہ وہ یتیم تھے اس لیے یتیموں کے والی نے بصورت ہبہ اور عطیہ ان کی زمین لینے سے انکار کر دیا اور حضرت ابوبکر الصدیق کو حکم دیا کہ وہ اس کی قیمت ادا کریں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے لئے خریدے گئے اس پلاٹ کی قیمت حکم نبوی اور فرمودۂ رسول کے مطابق اپنی گرہ سے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

یہ نبی ﷺ کی اپنے صدیق پر وہ رحمت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں جو مسجد بنائے قیامت تک اس میں نماز ادا کرنے والوں کا ثواب مسجد بنانے والے کو بھی ملتا ہے۔ صدیق سے قیمت دلوا کر حضور اکرم ﷺ نے انہیں ایسے ثواب کا مستحق بنا دیا جو ختم ہونے والا ہی نہیں چنانچہ قیامت تک جو نمازی بھی مسجد نبوی میں نماز پڑھے گا یا کوئی اور عبادت کرے گا اس کا ثواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نامۂ اعمال میں بھی درج ہوتا رہے گا۔ (مسجد نبوی صفحہ ۸۶-۸۷-۸۸)

یہ ابوبکر الصدیق ہے

حضرات گرامی!

مسجد نبوی کی جگہ کا خریدار کون؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حجرہ عائشہ صدیقہ کا خریدار کون؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ساتھی وصاحبِ غار و مزار کون؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

عام مسجد میں نماز کا ثواب ایک سو نماز تک پہنچتا ہے مگر مسجد نبوی میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

غور کریں

آج تک کتنے نمازیوں نے وہاں نماز پڑھی

قیامت تک کتنے نمازی وہاں نماز پڑھیں گے

پھر یہ سب نمازیں پچاس ہزار گنا بڑھا کر ان کو فرداً فرداً ثواب دیا جائے گا اور اوّل تا آخر سب ثواب کے برابر سارا ثواب اکیلے یارِ غار تاجدارِ صداقت سیدنا صدیق اکبر کو دیا جائے گا۔

اور کتنے زائر روضۂ رسول پر حاضر ہو چکے اور کتنے قیامت تک ہوں گے

سب کی حاضری کا ثواب

سب کے درود و سلام کا ثواب

جمع ہو کر اس کے برابر پھر ثواب صدیق اکبر کو ملتا رہے گا

یہ میرے نبی کا یارِ غار ہے

یہ میرے نبی کا یارِ مزار ہے

یہ پوری امت مسلمہ کا سردار ہے

یہ افضل الخلق بعد الانبیاء بالتحقیق ہے

یہ سیّدنا ابوبکر الصدیق ہے (رضی اللہ عنہ)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

تیسرا خطبہ جمادی الثانی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شاندار کارنامے

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ ○

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

بصیرت صدیق اکبر

نہایت ہی واجب الاحترام بزرگو! نوجوان ساتھیو! ذی احترام پردہ نشین ماؤ اور بہنو آج کے اس مختصر خطبہ میں خلیفہ بلافصل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زرّیں اور شاندار کارہائے نمایاں کا ذکر کیا جائے گا وہ کارنامے جو رسول اللہ علیہ السلام کی حیات ظاہرہ کے بعد آپ نے اپنی بصیرت علمی اور اپنے عشقِ رسالت کی روشنی میں

سرانجام دیئے۔

آپ حضور کے خلیفہ تھے

حضرات محترم! چونکہ آپ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خلیفہ تھے اور خلیفہ یعنی نائب وہی امور سرانجام دیتا ہے جو کہ اس کا اصل دیتا رہا ہو۔ مثال کے طور پر اگر امام صاحب مسجد میں نہیں ہیں تو نماز ان کا نائب پڑھائے گا یعنی کہ وہی نماز جو اصل امام صاحب پڑھاتے رہے اب ان کا خلیفہ پڑھائے گا تو جو جو اہم کام رسول اللہ علیہ السلام نے بوقت وصال بظاہر چھوڑے اور ابھی وہ کام باقی تھے کہ حضور علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو وہ کام پھر رسول اللہ علیہ اسلام کے خلیفہ نے سرانجام دیئے۔ مثلاً لشکرِ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حضور جہاد کے لئے بھیجنا چاہتے تھے کہ آپ کا انتقال پر ملال ہو گیا تو پھر باوجود اختلاف رائے کے آپ نے اس لشکر کو فی الفور روانہ فرمایا جس کا بیان ابھی اپنے مقام پر کیا جائے گا اس طرح کے دیگر امور آپ نے انجام دیئے۔

مرتدین عرب

گرامی قدر سامعین! جب آقائے نامدار مدینہ کے تاجدار مولائے غم گسار شفیع روز شمار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پر ملال ہوا تو بہت سے عرب مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ گویا انہوں نے سمجھا کہ معاذ اللہ

اب رسول تو ہم میں سے چلے گئے
ان کا وجود ہم میں نہیں ہے
لہٰذا اب ان کے دین اور ان کی شریعت پر کیونکہ چلا جائے۔

جیسا کہ آج کل کے بے دین لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ ''نبی مر کر مٹی میں ملنے والے'' تو ان عرب لوگوں نے بھی یہی خیال کیا۔

کیونکہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو غلبۂ اسلام کو دیکھتے ہوئے مجبوراً ایمان

لائے تھے اور ان کے قلوب واذہان میں اسلام نہ پنپ سکا تھا اور انہوں نے اندر سے دین کو قبول نہ کیا تھا اور وہ نبی کریم علیہ السلام کے انتقال کے ہی انتظار میں رہتے تھے کہ جب آپ کا انتقال ہو جائے گا تو ہم اسلام کو چھوڑ کر پھر اپنے آبائی دین کی طرف لوٹیں گے تو ان لوگوں کے ارتداد کی مختلف اشکال سامنے آئیں۔

1- ارتدادِ کلی

2- زکوٰۃ جیسے اہم رکن دین کا انکار

3- دعوئے نبوت

تو تاجدارِ صداقت حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ان تمام اقسام کے مرتدین سے جہاد اور قتال فرمایا۔

تلاوت کردہ آیت کریمہ

تلاوت کردہ آیت کریمہ کی شان نزول میں علماء مفسرین نے یہی بیان فرمایا ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ جلہ جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۴)

اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو (تم پر) لائے جو کہ اللہ ان سے محبت فرمائے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

امام اجل حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "علماء کرام نے اس (آیت کریمہ) کی تفسیر میں کہا کہ قوم سے مراد حضرت ابوبکر (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) اور ان کے اصحاب ہی تھے کہ جب کچھ عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر اور ان کے اصحاب ہی نے ان پر جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا"

(تاریخ الخلفاء، اردو ترجمہ شمس بریلوی صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ کراچی)

شانِ صدیقِ اکبر

حضراتِ محترم! ذرا تدبر و تفکر کیجئے کہ

وہ لوگ جن کو نبی کریم علیہ السلام نے کلمہ طیبہ کی دولت سے سرفراز فرماتے ہوئے مسلمان بنایا پھر جب ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو گئے جیسا کہ آیت کریمہ میں انہی ایماندار طبقہ کے ان مرتد لوگوں کو خطاب ہے "مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ" اور یہ خطاب ہے ان سے جو پہلے ایمان لے آئے تھے "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" اور یہی اٰمَنُوْا کو مِنْكُمْ کی ضمیر مخاطب سے خطاب فرمایا کہ اے وہ لوگو جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جاؤ گے تو پھر یہ صدیق اکبر وہی کام کریں گے جو رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔

رسول اللہ علیہ السلام نے جہاد کر کے تمہیں مسلمان بنایا تھا تو خلیفہ الرسول بھی تمہارے ارتداد کے خلاف جہاد کر کے تمہیں مسلمان بنا دے گا کیونکہ وہ رسول اللہ علیہ السلام کا نائب ہے۔

نبیوں کے بعد وہ سب سے برتر — رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یعنی وہ صدیق اکبر — رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ارشاد پاک

امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ

"اس زمانہ میں ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ

حضرت ابوبکر اور ان کے اصحاب ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے"

(تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۱۲۸)

روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ "وحدہٗ لاشریک کی قسم اگر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) خلیفہ مقرر نہ ہوتے تو

لائے تھے اور ان کے قلوب واذہان میں اسلام نہ پنپ سکا تھا اور انہوں نے اندر سے دین کو قبول نہ کیا تھا اور وہ نبی کریم علیہ السلام کے انتقال کے ہی انتظار میں رہتے تھے کہ جب آپ کا انتقال ہو جائے گا تو ہم اسلام کو چھوڑ کر پھر اپنے آبائی دین کی طرف لوٹیں گے تو ان لوگوں کے ارتداد کی مختلف اشکال سامنے آئیں۔

1- ارتدادِ کلی

2- زکوٰۃ جیسے اہم رکن دین کا انکار

3- دعوئے نبوت

تو تاجدارِ صداقت حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق ؓ نے ان تمام اقسام کے مرتدین سے جہاد اور قتال فرمایا۔

تلاوت کردہ آیت کریمہ

تلاوت کردہ آیت کریمہ کی شان نزول میں علماء مفسرین نے یہی بیان فرمایا

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ جلہ جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۴)

اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو (تم پر) لائے جو کہ اللہ ان سے محبت فرمائے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

امام اجل حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین السیوطی ؒ نے فرمایا کہ

"علماء کرام نے اس (آیت کریمہ) کی تفسیر میں کہا کہ قوم سے مراد حضرت ابوبکر (صدیق اکبر ؓ) اور ان کے اصحاب ہی تھے کہ جب کچھ عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر اور ان کے اصحاب ہی نے ان پر جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا"

(تاریخ الخلفاء اردو ترجمہ شمس بریلوی صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ کراچی)

شانِ صدیقِ اکبر

حضرات محترم! ذرا تدبر و تفکر کیجئے کہ

وہ لوگ جن کو نبی کریم علیہ السلام نے کلمہ طیبہ کی دولت سے سرفراز فرماتے ہوئے مسلمان بنایا پھر جب ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو گئے جیسا کہ آیت کریمہ میں انہی ایماندار طبقہ کے ان مرتد لوگوں کو خطاب ہے "مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ" اور یہ خطاب ہے ان سے جو پہلے ایمان لے آئے تھے "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" اور یہی اٰمَنُوْا کو مِنْكُمْ کی ضمیر مخاطب سے خطاب فرمایا کہ اے وہ لوگو جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جاؤ گے تو پھر یہ صدیق اکبر وہی کام کریں گے جو رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔

رسول اللہ علیہ السلام نے جہاد کر کے تمہیں مسلمان بنایا تھا تو خلیفہ الرسول بھی تمہارے ارتداد کے خلاف جہاد کر کے تمہیں مسلمان بنا دے گا کیونکہ وہ رسول اللہ علیہ السلام کا نائب ہے۔

نبیوں کے بعد وہ سب سے برتر — رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یعنی وہ صدیق اکبر — رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابہ کرام ؓ کا ارشاد پاک

امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام ؓ فرمایا کرتے تھے کہ

"اس زمانہ میں ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ

حضرت ابوبکر اور ان کے اصحاب ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے"

(تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۱۲۸)

روایت حضرت ابوہریرہ ؓ

ابن عساکر حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ

"وحدہٗ لاشریک کی قسم! اگر حضرت ابوبکر صدیق (ؓ) خلیفہ مقرر نہ ہوتے تو

روئے زمین پر کوئی بھی خدا کی عبادت نہ کرتا''

اس طرح اپنی قسم کو آپ نے تین بار دہرایا

لوگوں نے آپ سے کہا کہ

اے ابوہریرہ یہ آپ کس (دلیل کی) بناء پر کہہ رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ

''رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سات سو فوجیوں کا امیر لشکر مقرر کر کے شام کی طرف روانہ کیا تھا ابھی حضرت اسامہ کا لشکر مقام ذی خشب تک ہی پہنچا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور یہ خبر سن کر اطرافِ مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لشکر کو واپس بلا لیجئے اور اس کو روم اور حوالیٔ مدینہ کی طرف بھیج دیجئے جہاں عرب مرتد ہو رہے ہیں۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا

اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی (پاک) بیویوں کے پاؤں کتے پکڑ کر گھسیٹیں (کہ یہ عظیم ترین مصیبت ہوگی) جب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا جس کو میرے آقا نے روانہ فرمایا تھا اور نہ اس پرچم کو سرنگوں کروں گا جس کو آپ نے لہرایا تھا۔

پس آپ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو آگے بڑھنے کا حکم دیا حضرت اسامہ جس مرتد قبیلہ سے گزرتے وہ دہشت زدہ ہو جاتا تھا اور لوگ کہتے کہ

اگر مسلمانوں کے پاس قوت و طاقت نہ ہوتی تو ایسے (سنگین) وقت میں وہ ہم پر خروج نہ کرتے اس طرح آگے بڑھتے بڑھتے اسامہ سلطنت روم کی حدود میں جا پہنچے اور طرفین میں مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کا لشکر فتحیاب ہو کر صحیح و سالم واپس آ گیا اور اسلام کا بول بالا ہوا'' (تاریخ الخلفا اردو ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۳۸-۱۳۹)

گرمیِ ایمانِ صدیق اکبر

گرامی قدر سامعین! ذرا گرمیٔ ایمانِ صدیق کی حرارت ملاحظہ کیجئے...... فرمایا

اے صحابہ! تم کہتے ہو اس لشکر کو واپس بلا لو

لیکن میرا ایمان کہتا ہے۔

جس لشکر کو روانہ کیا میرے رسول نے
اسے کبھی واپس میں نہیں بلاؤں گا
کیونکہ میرا رسول ہے نبیوں کا امام
اور میں ہوں اس کے صحابہ کا امام
میرا رسول ہے اللہ کا خلیفہ اعظم
اور میں ہوں رسول اللہ کا خلیفہ اعظم
رسول اللہ نے وہی فرمایا جو اللہ نے چاہا
اور میں وہی کروں گا جو رسول اللہ نے چاہا

زمین بدر تھی...... میدان جہاد تھا...... اور رسول اللہ نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا تھا۔

اگر تو نے جہاں سے آج دن کو محو کر ڈالا
قیامت تک نہ ہوگا کوئی تجھ کو پوجنے والا

میں تو
بے سروسامانی میں ان کو یہاں لے آیا

بھوک اور پیاس کے عالم میں اس بیابان جنگ اور لق و دق صحرا میں ان جانثاروں کو جہاد کے لئے تیرے دربار میں پیش کر دیا۔

اب انہیں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمانا تیرا کام ہے

اور اگر یہ کامیاب نہ ہوئے تو قیام قیامت تک کوئی تیرا نام لینے والا نہ ہوگا۔

یہ لشکرِ جرار بدر کے میدان میں حق و باطل کی کسوٹی بن گیا یہ مجاہدین جنگ بدر توحید کی آبادگی کی بنیاد بن گئے۔

اور جب حق و باطل کا یہ معرکہ ہوا اور توحید کے یہ جاں باز کامیاب ہو گئے تو میرے رسول کی دعاؤں کی سمجھ آنے لگی اور اس التجاء بارگاہِ خداوندی کا علمِ باطن روشن ہوگیا کہ

اگر تو نے جہاں سے آج ان کو محو کر ڈالا
قیامت تک نہ ہوگا کوئی تجھ کو پوجنے والا

تو حضرت صدیق اکبر ؓ کے پیش نظر یہی منظر حسین تھا چنانچہ فرمایا

ساری کائنات بھی مجھے روکے کہ لشکر کو روانہ نہ کرو
تو میں پھر بھی اس لشکر کو روانہ کروں گا جس کو میرے رسول نے روانہ کیا
اگر میں نے اس کو روک گیا تو پھر بدر کی طرح کا منظر ہوگا کہ
قیامت تک نہ ہوگا کوئی تجھ کو پوجنے والا

اے میرے نبی کے صحابہ
قیامت تو آسکتی ہے
سورج مشرق کی بجائے مغرب کی طرف سے طلوع تو ہوسکتا ہے
مگر ابوبکر صدیق اپنے رسول کی چاہت کے خلاف نہیں جاسکتا

پھر لوگوں نے دیکھ لیا کہ واقعتاً بصیرت صدیق اکبر اور نظریۂ خلیفۃ الرسول بالکل درست نکلا اور رسول اللہ علیہ السلام کی چاہت کے مطابق بھیجا جانے والا لشکر فتحیاب ہوا تو حضرت ابوہریرہ نے نتیجتاً یہی الفاظ دہرا دیئے کہ

''اگر حضرت ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ مقرر نہ ہوتے تو روئے زمین پر کوئی بھی خدا کی عبادت نہ کرتا'' (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۸)

وہی الفاظ کہ

اگر تو نے جہاں سے آج ان کو محو کر ڈالا
قیامت تک نہ ہوگا کوئی تجھ کو پوجنے والا

حالانکہ حضرت فاروق اعظم ؓ جیسی شخصیت کہ جس کے رعب و دبدبہ سے قیصر و کسریٰ کانپ اٹھتے ہیں وہ بھی اس مقام پر اختلاف فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو جبکہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مرتدین مانعین زکوٰۃ سے جنگ کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر ؓ خود راوی ہیں اور فرماتے ہیں۔

مانعین زکوٰۃ سے جہاد

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا تو عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔

پس میں حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا اے خلیفۃ الرسول لوگوں کو تالیف قلوب کیجئے۔

گرامی قدر سامعین یہ کون فرما رہے ہیں؟

یہ حضرت فاروق اعظم ہیں کہ جنہوں نے ایمان لاتے ہی عرض کیا تھا۔

یارسول اللہ! جب ہمارا ایک خدا سچا ہے
جب ہمارا رسول علیہ السلام سچا ہے
جب ہمارا دین سچا ہے
تو پھر ہم چھپ کر نماز کیوں ادا کریں؟
اور پھر تلوار کو میان سے نکال کر لہراتے ہوئے فرمایا تھا
آج جس نے بیوی کو بیوہ کروانا ہے
بچوں کو یتیم کرانا ہے
تو وہ آئے میدان میں اور شمشیر فاروقی اس کے لئے تیار ہے۔

ہاں ہاں یہ وہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنہوں نے صلح حدیبیہ کے

موقعہ پر بھی بارگاہِ رسالت میں یہ عرض کیا تھا کہ

جب ہم ہر معاملہ میں سچے ہیں تو دب کر صلح کیوں؟

اور یہ وہی فاروق اعظم ہیں کہ جب رسول اللہ علیہ السلام رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی کے جنازہ کی نماز کے لئے تشریف لیجانے لگے تو بازو پھیلا کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا حضورت کل تک وہ منافق آپ کی گستاخیاں کرتا تھا آج آپ اس کا جنازہ پڑھائیں گے؟

اور یہ وہی حق کی شمشیر براں ہے جس نے رسول اللہ علیہ السلام کا فیصلہ نا ماننے والے کی گردن اپنی تلوار سے اڑادی اور فرمایا۔

جو رسول اللہ کا فیصلہ نہیں مانتا عمر اس کا فیصلہ یوں کیا کرتا ہے۔

وہ فاروق اعظم دربار صدیق اکبر میں کہتے ہیں

''اے خلیفہ رسول اللہ لوگوں کو تالیف قلوب کیجئے اور ان کے ساتھ رفق اور نرمی کا برتاؤ کیجئے''

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''مجھے تو تم سے بھرپور تعاون کی امید تھی اور تم مجھے پست کیے دیتے ہو تم عہدِ جاہلیت (قبل از اسلام) تو بڑے جری اور بہادر تھے اسلام قبول کرنے بعد اس قدر کمزور پڑ گئے؟

بتاؤ میں کس طرح (کسی ذریعہ سے) ان کی تالیف قلوب کروں؟

ان کیساتھ باتیں بناؤں یا ان پر افسوں اور جادو کروں؟

افسوس صد افسوس

حضرت رسالت مآب ﷺ انتقال فرما گئے اور وحی کا سلسلہ بند ہو گیا۔

واللہ! جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں اس وقت تک زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کروں گا جب تک کہ وہ زکوٰۃ کی پوری رقم ادا نہ کریں''

(تاریخ الخلفاء للسیوطی اردو صفحہ ۱۳۷)

مطلب صاف ظاہر ہے

حضرات گرامی! مطلب صاف ظاہر ہے کہ

لوگ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام کے انتقال کے بعد اب سرکار کے دین کی بنیادی اساس کو چھوڑ دیں؟

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

میں خلیفۃ الرسول ہو کر وہ نہیں کر سکتا جو رسول اللہ علیہ السلام نے نہ فرمایا اور وہی کچھ ضرور کرتا رہوں گا جو کچھ حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے رہے۔

بعض روایات میں یہاں تک موجود ہے کہ آپ نے فرمایا

میں اس طرح زکوٰۃ وصول کرتا رہوں گا جس طرح کہ رسول اللہ علیہ السلام وصول فرماتے رہے حتیٰ کہ جس سے وہ ایک رسی وصول فرماتے رہے ہیں بھی وہ رسی وصول کرتا رہوں گا۔

تاجدار صداقت کا عقیدہ

پتہ چلا کہ تاجدارِ صداقت کا عقیدہ یہ تھا کہ دین تو رسول اللہ علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے کو کہتے ہیں اور حضور علیہ السلام کے طریقہ کا نام دین ہے اور میں ان اداؤں اور طریقوں کو بدستور اس طرح قائم و دائم رکھوں گا۔

تیری ہر ادا پہ ہو جاں فدا
مجھے ہر ادا نے مزا دیا

مشکلات کا سامنا

حضرات گرامی!

ابوالقاسم بغوی اور ابوبکر شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد ہو گئے اور انصار نے بھی علیحدگی اختیار کر لی اتنی

مشکلیں جمع ہوگئیں کہ اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی اس بار کو نہ اٹھا سکتا لیکن میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زبردست استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور ہر ایک کا حل نکالا۔ (تاریخ الخلفا اردو صفحہ ۱۳۷-۱۳۸)

ذہبی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر جب چاروں طرف عام ہوئی تو عرب کے بہت سے قبیلے مرتد ہوگئے اور ادائیگی زکوٰۃ سے گریز کرنے لگے یہ صورت حال دیکھ کر حضرت ابوبکر نے ان سے جنگ کا ارادہ کیا۔

اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے اصحاب نے مشورہ دیا کہ اس وقت ان سے جنگ کرنا مناسب نہیں ہے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

''خدا کی قسم! اگر یہ لوگ ایک رسی یا ایک بکری کا بچہ بھی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ دیا کرتے تھے اب اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے قتال کروں گا''

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ان لوگوں سے قتال کس طرح کریں گے جبکہ رسول خدا ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہیں (ایمان نہ لے آئیں) اور جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا (ایمان قبول کرلیا) اس کا مال اور اس کی جان اور اس کا خون بہانا مجھ پر منع کر دیا گیا (اس کا مال اس کی جان اور اس کا خون محفوظ ہوگیا) سوائے ادائے حق کے اور اس کا حساب اللہ پر ہے (وہی اس کا حساب لے گا)''

حضرت عمر نے کہا جب یہ حکم موجود ہے تو پھر ان سے کس طرح لڑ سکتے ہیں؟

اس کے جواب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

''واللہ میں ان سے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق سمجھنے میں لڑوں گا''

(کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے) کیونکہ زکوٰۃ بھی بیت المال کا حق ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حق پر جنگ کی جائے)

یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا کہ

''بخدا مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو اس جنگ کے لئے آگاہ کر دیا ہے'' (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۹-۱۴۰ اردو)

سب سے زیادہ عالم

گرامی قدر سامعین! اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ واقعتاً تمام صحابہ سے زیادہ قرآن وسنت کا علم رکھنے والے حضور سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

اور یہ بات دیگر قرائین سے بھی ثابت ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کا انتقال ہوا تو۔

علم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

''سب سے پہلے یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے اس سلسلہ میں سب خاموش تھے لیکن والد ماجد (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ

''ہر ایک نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں اس کا انتقال ہوتا ہے''

وراثت انبیاء کا مسئلہ

دوسرا قضیہ حضور ﷺ کی میراث کا پیدا ہوا اس سلسلہ میں بھی سب خاموش رہے (کوئی بھی اس مسئلے کو حل نہ کرسکا) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس مسئلہ کو بھی

والدِ محترم نے حل کیا اور آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔

''ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا ترکہ صدقہ ہے''

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۷-۱۳۸)

ایک نہایت جامع علمی خطبہ

حضور نبی اکرم علیہ السلام کا انتقال پر ملال ہوا تو تمام صحابہ مجسمہ غم اندوہ بن گئے اور حضرت عمر الفاروق ؓ نے تو تلوار سونت لی اور فرمایا'

''جو یہ کہے گا کہ نبی کریم کا انتقال ہوگیا (مر گئے) تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا

کیونکہ حضور تو حضرت موسیٰ کی طرح اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو تشریف لے گئے ہیں

اور وہ ابھی تھوڑی دیر میں واپس جلوہ گر ہوں گے''

حضرت سیّدنا صدیق اکبر ؓ نے اس موقعہ پر اپنے جذبات کو نہایت ہی قابو میں رکھتے ہوئے فرمایا۔

''جو شخص یہ سمجھتا تھا کہ حضور علیہ السلام الٰہ ہیں تو وہ سن لے کہ الٰہ کو موت نہیں اور حضور علیہ السلام پر قانون قدرت موت کا پورا ہو چکا ہے اور وہ وصال کر چکے ہیں''

پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ ۔الخ

حضرت عمر الفاروق ؓ فرماتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہ آیت اب اس موقعہ پر نازل ہو رہی ہے (کیونکہ عین موقعہ کے مطابق ہے)

(بخاری باب وفاۃ النبی)

تو معلوم ہوا کہ تمام صحابہ سے علم میں فوقیت وفضیلت رکھنے والے بھی حضور سیّدنا صدیق اکبر ؓ ہی ہیں ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ مزاج شناسِ نبوت ہیں۔

فراقِ محبوب میں گریہ صدیق

حضرت نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو اختیار دیا کہ وہ دنیا کی نعمتیں قبول کر لے یا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند فرمالے تو اس بندہ نے حق سے ملاقات کو پسند کرلیا ہے۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر ؓ نے سنا تو گریہ فرمانے لگے۔

لوگ حیران تھے کہ حضور علیہ السلام ایک بندے کی بات فرماتے ہیں اور یہ رونے لگے؟ تو جب عنقریب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو اس بات کی سمجھ آئی کہ وہ بندہ تو خود نبی اکرم علیہ السلام تھے اور حضور اپنے ہی وصال کی خبر دے رہے تھے جسے ہم سب میں سے صرف حضرت ابوبکر ہی سمجھ سکے تھے۔ (بخاری باب وفاۃ النبی)

گرامی قدر سامعین! اگر اسی موضوع پر بیان ہو تو ایک مستقل تقریر علم صدیق اکبر پر تیار ہو سکتی ہے بہر کیف میں اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں میں حضرت سیّدنا صدیق اکبر ؓ کے کارہائے نمایاں بیان کر رہا تھا کہ بات دور نکل گئی۔

ختم نبوت اور صدیق اکبر

حضرات گرامی!

مانعین زکوٰۃ سے جہاد سیّدنا صدیق اکبر نے فرمایا

اور جب ڈاکوؤں نے ختم نبوت محمدیہ علیہ السلام پر ڈاکہ زنی کی تو جہاد سیّدنا صدیق اکبر نے فرمایا

ادھر مسیلمہ کذاب تھا

ادھر ذات صداقت مآب تھا

ادھر سیّد الصادقین تھا

ادھر فریب سے	نعرۂ تکبیر لگانے والے تھے
ادھر عشقِ رسول سے	نعرہ رسالت لگانے والے تھے

حضرت سیّدنا صدیق اکبر ؓ نے حفاظت ختم نبوت کے لئے حضرت خالد بن الولید کو لشکر دے کر روانہ فرمایا۔

حضرت خالد بن الولید ؓ اپنے لشکر کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے قتل کے لئے یمامہ پہنچے دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا پھر چند روز کے لئے مسیلمہ کذاب کا لشکر قلعہ بند ہوگیا' آخر کار مسیلمہ کذاب قاتل امیر حمزہ ؓ یعنی وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۱)

منکرین عظمت صدیق اکبر سے سوال کرتا ہوں

تم کہتے ہو کہ صدیق اکبر معاذ اللہ رسول اللہ علیہ السلام کے بعد ایمان سے پھر گئے تھے

تو بتاؤ ختم نبوت کی حفاظت میں لشکر کس نے بھیجا تھا؟

آج مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے خلاف چارے نعرے لگا کر ختم نبوت کے ہیرو بننے والو جس شخصیت نے منکر ختم نبوت اور کذاب و لعین مسیلمہ سے جنگ کے لئے پورا لشکر بھیج کر اس کی جھوٹی نبوت کو تہس نہس کر دیا تھا اس کے ایمان پر شک کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔

صدیق تے ہے ذی شان تے ریساں کون کرے

او تے ثابت بالا یمان تے ریساں کون کرے

سب سے پہلا مومن	میرا صدیق اکبر ہے
سب سے پہلا صحابی	میرا صدیق اکبر ہے
سب سے پہلا خلیفہ	میرا صدیق اکبر ہے

سب سے پہلا مجاہد ختم نبوت	میرا صدیق اکبر ہے
میرے آقا کا یار غار	میرا صدیق اکبر ہے
میرے آقا کا صاحب مزار	میرا صدیق اکبر ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پروانہ شمع نبوت کی غلامی میں رکھے اور اس کے عشق رسول سے کچھ نہ کچھ حصہ عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

دیگر کارنامے

حضرات گرامی! ان روشن کارناموں کے علاوہ بھی علماء سلف وخلف نے حضرت سیّدنا صدیق اکبر ؓ کے کارنامے ذکر کیے ہیں ملاحظہ ہو۔

جمع قرآن کریم کا اہم کارنامہ

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بخاری میں بروایت زید ابن ثابت ؓ بیان کیا گیا ہے کہ جنگ مسیلمہ کذاب کے بعد ایک روز حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مجھے (زید ابن ثابت کو) یاد فرمایا۔

جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو وہاں حضرت عمر فاروق ؓ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھے فرمایا کہ (حضرت) عمر مجھ سے کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے ہیں مجھے خوف ہے اگر اس طرح مسلمان شہید ہوتے رہے تو حافظوں کے ساتھ ساتھ قرآن شریف بھی نہ اٹھ جائے (کہ وہ اب تک لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے) لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کو بھی جمع کرلیا جائے۔

میں نے ان (حضرت عمر) سے کہا تھا کہ بھلا میں اس کام کو کیسے کرسکتا ہوں جسے جناب رسول اللہ ﷺ نے (اپنی حیات طیبہ میں) نہیں کیا؟

تو اس پر انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ واللہ یہ نیک کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بدعت ساز فیکٹریاں

حضرات گرامی! ذرا سوچیئے! یہ لوگ جو صبح و شام بدعت بدعت کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے اور ہر نیک کام کو بدعت کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔ انہوں نے اسلام کی کیا حکومت انجام دی ہے۔

اگر نیک کام کرنا (اگرچہ وہ کام رسول اللہ علیہ السلام نے اپنی حیات ظاہرہ میں نہ فرمایا ہو) بدعت ہے تو پھر ان لوگوں کو قرآن پڑھنا چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ باوجود یہ کہ حضور نے اسے جمع نہیں فرمایا اور صدیق اکبر نے یہی دلیل بطور عذر پیش کی حضرت فاروق اعظم ؓ نے فرمایا اور قسم اٹھا کر فرمایا کہ

"واللہ یہ نیک کام ہے اس میں کو حرج نہیں ہے"

مگر یہ لوگ قرآن کو (اپنے دعوؤں کے مطابق) سب سے زیادہ پڑھتے ہیں گویا کہ یہ خود بدعت کے مرتکب ہیں۔

کیا یہ بدعت ہے؟

بیس تراویح باجماعت مساجد میں

نہ نبی کریم علیہ السلام نے	ادا کیں
نہ صدیق اکبر نے	ادا کیں

حضرت سیدنا فاروق اعظم ؓ کے ارشاد پر حضرت ابی ابن کعب نے رمضان المبارک میں روزانہ بیس رکعات تراویح میں ختم قرآن فرمایا اور صحابہ کرام ؓ نے باجماعت تراویح میں اس کو سنا لیکن یہ بدعت کی فیکٹریاں کھولنے والے

اس قرآن کو تو مانتے ہیں	جس کے جمع کرنے کا مشورہ فاروق اعظم نے دیا
اس قرآن کو تو مانتے ہیں	جس کو جمع سیدنا صدیق اکبر نے کیا

مگر ان باجماعت بیس تراویح کو بدعت کہتے ہیں جو فاروق اعظم نے شروع کروائیں اور صحابہ نے ادا کیں اور آج تک لوگ ادا کرتے چلے آرہے ہیں تو کیا یہ

بدعت ہے؟

اور پھر یہ جو باوجود

مکہ معظمہ میں تراویح باجماعت	بیس رکعات ادا ہونے کے
مدینہ منورہ میں تراویح باجماعت	بیس رکعات ادا ہونے کے

اس کو بدعت کہتے اور خود آٹھ رکعت تراویح جماعت کیساتھ ادا کرتے ہیں کیا یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ کیا

اس طرح آٹھ رکعت تراویح باجماعت	حضور نے ادا کیں تھیں
اس طرح آٹھ رکعت تراویح باجماعت	خلافت راشدہ کے دور میں ادا کی گئیں تھیں

نہیں اور ہرگز نہیں

تو پھر بدعت کا ارتکاب تو یہ خود کرتے ہیں کہ

جو کام	حضور علیہ السلام نے نہ فرمایا
جو کام	صدیق اکبر ؓ نے نہ فرمایا
جو کام	فاروق اعظم ؓ نے نہ فرمایا
جو کام	عثمان غنی ؓ نے نہ فرمایا
جو کام	حیدر کرار ؓ نے نہ فرمایا

وہ یہ کرتے ہیں۔

اور جو کام حضرت فاروق اعظم سے لے کر آج تک ہو رہا ہے اسے بدعت کہتے ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اس طرح ہر نیک کام جو مومنین اور سلف صالحین کے نزدیک احسن ہو وہ بدعت نہیں ہوتا' جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

مَنْ رَّآهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ (مرقات باب الاعتصام)

جس کام کو مومنوں اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے

مومنین کے سردار امیر المومنین فاروق اعظم ؓ نے بارگاہِ صدیق اکبر ؓ میں عرض کیا۔

''واللہ یہ نیک کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے''

تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی یہ کام نیک قرار پایا۔

آج تک ان حضرات کے جمع فرمودہ قرآن کو اللہ تعالیٰ مومنین سے پڑھوا رہا ہے اور تا صبح قیامت پڑھواتا رہے گا۔

تو عرض کر رہا تھا کہ سیدنا فاروق اعظم ؓ نے عرض کیا کہ

''واللہ یہ نیک کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے''

حضرت صدیق اکبر ؓ نے (زید ابن ثابت سے) فرمایا کہ اس وقت سے اب تک ان (عمر فاروق) کا اصرار جاری ہے یہاں تک کہ مجھے شرحِ صدر (القا) ہوا اور میں سمجھ گیا کہ اس کی بڑی اہمیت ہے۔

حضرت زید بن ثابت ؓ کہتے ہیں کہ یہ تمام باتیں حضرت عمر ؓ خاموشی سے سن رہے تھے۔ پھر حضرت صدیق اکبر نے مجھ سے مخاطب ہو کے فرمایا۔

''اے زید تم جوان اور دانشمند آدمی ہو اور تم کسی بات میں اب تک متہم بھی نہیں ہوئے (تم ثقہ ہو) علاوہ ازیں تم کاتب وحی (رسول اللہ) بھی رہ چکے ہو لہٰذا تم تلاش وجستجو سے قرآن شریف کو ایک جگہ جمع کر دو''

حضرت زید کہتے ہیں کہ یہ بہت ہی عظیم کام تھا مجھ پر بہت ہی شاق تھا اگر خلیفہ رسول مجھے پہاڑ اٹھانے کا حکم دیتے تو میں اس کو بھی اس کام کے مقابلہ میں ہلکا سمجھتا لہٰذا میں نے عرض کیا کہ آپ دونوں حضرات وہ کام کس طرح کریں گے جو حضرت رسالت مآب ﷺ نے نہیں کیا؟

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے میرا یہ جواب سن کر یہی فرمایا کہ اس میں کوئی

حرج نہیں ہے۔ مگر مجھے پھر بھی تامل رہا (کہ میں خود کو ایک عظیم کام کے انجام دینے کا اہل نہیں سمجھتا تھا) اور میں نے اس پر اصرار کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی سینہ کھول دیا (شرح صدر فرمایا) اور اس امر عظیم کی اہمیت مجھ پر بھی واضح ہو گئی پھر میں نے تفحص اور تلاش کا کام جاری کیا اور کاغذ کے پرزوں اونٹ اور بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں اور درختوں کے پتوں کو جن پر آیات قرآنی تحریر تھیں یکجا کیا اور پھر لوگوں کے حفظ کی مدد سے قرآن شریف کو جمع کیا۔

سورۂ توبہ کی دو آیتیں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ۔ مجھے خزیمہ بن ثابت کے سوا کہیں اور سے نہیں مل سکیں اس طرح میں نے قرآن پاک جمع کر کے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں پیش کر دیا جو حضرت ابوبکر صدیق کی وفات تک ان کے پاس رہا اور ان کے بعد حضرت عمر کے پاس رہا ان کی وفات پر حضرت حفصہ ؓ (اُم المومنین) کے پاس رہا۔

حضرت علی کا ارشاد پاک

ابو یعلی حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن شریف کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اجر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ملے گا کہ سب سے اوّل آپ ہی نے اس کو کتابی صورت میں جمع کیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ مطبوعہ کراچی مترجم شمس بریلوی)

حضرات گرامی!

مسجد نبوی کی جگہ خریدنے والے سیدنا صدیق اکبر ؓ

قرآن جمع فرمانے والے سیدنا صدیق اکبر ؓ

مخالفین صدیق نے

قرآن کو بھی چھوڑ دیا

مساجد کو بھی چھوڑ دیا

مگر اللہ فرماتا ہے قرآن

رحمت اور شفا ہے   مومنین کے لئے

اور مسجد

بناتا ہے   جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے

ارشاد فرمایا

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○

(پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۲)

اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے (حاصل) ہو شفا اور رحمت ایمان والوں کو

اور فرمایا

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۱۸)

سوائے اس کے نہیں کہ آباد کرتے ہیں مسجدیں اللہ کی جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر

معلوم ہوا کہ

قرآن سے تعلق ہے   مومنین کا

مساجد سے تعلق ہے   مومنین کا

اسی لیے مومنین

قرآن کے جمع کرنے والے   صدیق کو

مسجد کی جگہ خریدنے والے   صدیق کو

دل و جان سے عزیز رکھتے ہیں

مگر مبغضین صدیق   مومنین ہونے کا دعویٰ زبانی کرتے ہیں

اگر وہ اس دعویٰ میں مخلص ہوں تو

مساجد کو چھوڑ کر   امام باڑوں میں کیوں جائیں؟

قرآن کو چھوڑ کر   اور کتابوں سے کیوں دل لگائیں؟

اللہ کریم جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل اس یارِ غارِ مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق کو ہماری طرف سے اور تمام اُمت کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کا سچا غلام بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

چوتھا خطبۂ جمادی الثانی

شجاعتِ تاجدارِ صداقت

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ○ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ○

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

تلاوت کردہ آیت کریمہ

واجب الاحترام معزز سامعین کرام! تلاوت کردہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ (پارہ۱۰ سورۃ التوبہ آیت۴۰)

اگر تم ان کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ (خود) ان کی مدد فرمائے گا

اگر تم مدد نہ کرو گے

گرامی قدر حضرات! یہ آیت کریمہ اگرچہ شب ہجرت کے متعلق ہے لیکن اہل

بصیرت وحسن شوق کے نزدیک ہر موقعہ کے متعلق ہے کیونکہ ارشاد یہ ہے کہ

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

اے (کافرو) اگر تم (ان میرے محبوب) کی مدد نہ کرو گے۔

خواہ وہ کوئی موقعہ ہو

خواہ وہ کوئی مقام ہو

خواہ وہ کوئی مکان ہو

خواہ وہ کوئی زمان ہو

تم اگر یہ سمجھو گے کہ

یہ تنہا ہیں

یہ یتیم ہیں

یہ بے یار و مددگار ہیں

تو پھر یہ تمہاری محض سوچ ہے

یہ تمہارے ذہن کا غلط زاویہ ہے

یہ تمہاری خام خیالی ہے

اگر تم ان کی مدد نہ کرو گے تو پھر دیکھ لینا

آزما لینا

یہ کوئی تمہاری مدد کا محتاج نہیں ہے بلکہ

اللہ ان کی مدد کرے گا

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ

اللہ ان کا مددگار ہے

وہ خود ہر موقعہ پر مدد فرمائے گا

بدر کا میدان ہو

احد کا میدان ہو

ہجرت کی رات ہو

فتح مکہ کا دن ہو

تم دیکھ لینا کہ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اللہ ان کی مدد فرمائے گا۔

اللہ نے مدد فرمائی

چنانچہ آپ قرآن کا مطالعہ فرمائیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی ذرا ملاحظہ کیجئے اور تصور فرمایئے کہ۔

یہ بدر کا میدان ہے

صرف تین سو تیرہ مجاہدین کا قافلہ ہے

آلات حرب نا ہونے کے برابر ہیں۔

اسلحہ موجود نہیں ہے

یہ نہتے بھی ہیں

بھوکے بھی ہیں

پیاسے بھی ہیں

جب محبوب علیہ السلام کو اس بات کی فکر ہوئی کہ یہ تعداد تھوڑی ہے اور پھر بے یار و مددگار ہیں تو آواز آئی

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۳)

اور البتہ تحقیق اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی جبکہ تم (تعداد میں) قلیل تھے۔

کیسے فرمائی؟

فرمایا کہ

بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۴)

تین ہزار فرشتوں کے ساتھ

پھر فرمایا:

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۵)

پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ

مدد فرمائی کیونکہ وعدہ ہے کہ

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ

اگر تم ان کی مدد نہ کرو گے تو اللہ ان کی مدد فرمائے گا

میدان بدر میں فرشتے بھیجے مدد فرمائی

میدانِ احد میں فرشتے بھیجے مدد فرمائی

شب ہجرت

گرامی حضرات! شب ہجرت ہے

دائیں دشمن ہیں

بائیں دشمن ہیں

آگے دشمن ہیں

پیچھے دشمن ہیں

ابتداء اسلام سے لے کر آج تک دشمنی کرنے والے آج اس ارادہ سے محاصرہ کیے ہوئے ہیں کہ بس آج شہید کر دینا ہے۔

ذرا سوچیئے

اس دشمنوں کے نرغہ میں اس مددگارِ حقیقی نے کس طرح مدد فرمائی؟

اس فرشتوں کو بھیجنے والے نے آج محبوب کا مددگار کس کو بنایا؟

اور پھر چشم حق بین سے ملاحظہ کیجئے کہ

اس رات کو محبوب کہاں تشریف لے گئے

شیعہ یا سنی کی بات نہیں

سنی تو جانتا ہے بلکہ مانتا ہے

اس مقام پر مشہور ایرانی شیعہ کو بھی اقرار ہے کہ

مطالعہ کیجئے کہ نثر میں جلاء العین، حیات القلوب، الحق الیقین میں ملا باقر مجلسی نے اور نظم میں ملاں باذل ایرانی نے تسلیم کیا ہے کہ

زنزدیک آں قوم پر مکر رفت
بسوئے سرائے ابوبکر رفت

(حملہ حیدری جلد اول صفحہ ۴۸-۴۹)

تو پھر پتہ نہ چل گیا کہ

بدر میں مدد کرنیوالے خدا نے
احد میں مدد کرنے والے خدا نے

آج بھی مدد فرمائی اور وعدہ پورا فرمایا اور محبوب کا مددگار صدیق کو بنایا

اوّل سے آخر تک

ابتداء سے انتہاء تک

مکہ سے مدینہ تک

محبوب کی حفاظت کے لئے یارِ غار کو منتخب فرمایا

صدیق کبھی محبوب کے آگے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں چلتے ہیں۔

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

فرمایا صدیق! اس کی کیا وجہ ہے؟

عرض کیا آقا

جب سوچتا ہوں دشمن آگے سے حملہ آور ہوگا تو آگے چلتا ہوں

جب سوچتا ہوں دشمن پیچھے سے حملہ آور ہوگا تو پیچھے چلتا ہوں

جب سوچتا ہوں دشمن دائیں سے حملہ آور ہوگا تو دائیں چلتا ہوں

جب سوچتا ہوں دشمن بائیں سے حملہ آور ہوگا تو بائیں چلتا ہوں

تاکہ جو بے ایمان آپ پر حملہ آور ہو پہلے میری طرف آئے اور میں آپ کی حفاظت کرتا ہوا دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

پروانے کو چراغ عنا دل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

بزبان عشق رسول

اور بزبان عشق جواب یہ ہوگا۔

اے میرے محبوب

ہر محب یہ چاہتا ہے

اور ہر عاشق کے عشق کا یہ تقاضا ہوا کرتا ہے کہ

میں اپنے محبوب کو جیسے دیکھوں اور کوئی نہ دیکھے

آج یہ موقعہ مل گیا ہے

محب اور محبوب تنہا ہیں

درمیان میں کوئی فاصلہ، پردہ نہیں، ہے

تو میں موقعہ سے فائدہ کیوں نہ اٹھاؤں

آج کبھی آگے ہو کے حسن محبوب کو دیکھوں
کبھی پیچھے ہو کے حسن محبوب کو دیکھوں
کبھی دائیں ہو کے حسن محبوب کو دیکھوں
کبھی بائیں ہو کے حسن محبوب کو دیکھوں

اور دیکھتا ہی رہوں تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ

پروانے کو چراغ عنادل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

تو فرمایا

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ

اگر تم ان کی مدد نہ کرو گے

تو میں صدیق کے ذریعہ ان کی مدد کروں گا

صدیق جان دے دے گا مگر محبوب کی حفاظت میں ذرہ برابر کوتاہی نہ کرے گا

اعلیٰ حضرت بریلوی کی روح طیبہ کو وجد آیا تو آپ نے فرمایا

صدیق بلکہ غار میں جاں اُن پہ دے چکے

اور حفظ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے

ارشادِ نبوی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ابوبکر دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے

اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے اور اسے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس نے جان و مال سے اللہ کے رسول کی مدد کی'' (الریاض النضرہ اردو جلد ا صفحہ ۲۲۴ - ۲۲۵ الصواعق المحرقہ ص)

اب ارشاد خدا اور ارشاد مصطفےٰ کو ملائیں

ارشاد خداوندی ہے کہ

اگر تم ان کی مدد نہ کرو گے تو اللہ ان کی مدد کرے گا

ارشاد نبوی ہے کہ

''ابوبکر نے جان و مال سے اللہ کے رسول کی مدد کی''

نتیجہ یہ نکلا

نتیجہ یہ نکلا کہ

اللہ نے اپنا مدد کا وعدہ بذریعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پورا فرمایا کہ جب کفار نے حضور علیہ السلام سے دشمنی کی تو حضرت صدیق نے جان و مال سے حضور علیہ السلام کی مدد

فرمائی۔

جب سارا مکہ دشمن تھا

کوئی تصدیق رسالت نہ کرتا تھا تو صدیق نے تصدیق کی اور مدد فرمائی

جب حضور علیہ السلام کے دین کو مددگاروں کی ضرورت تھی تو صدیق اکبر مدد سے کئی صحابہ مسلمان ہوئے۔

جب حضور علیہ السلام کے غلاموں کو کفار اذیت دیتے تھے تو صدیق اکبر کی مدد سے ان غلاموں کو آزاد کروایا جن میں سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

اور جب ہجرت کی شب آئی تو اسی صدیق اکبر نے ساتھ ساتھ رہ کر مدد فرمائی تو ارشاد فرمایا

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

اگر تم مدد نہ کرو گے ان کی تو اللہ ان کی مدد فرمائے گا جبکہ نکالا ان کو ان لوگوں نے جو کافر ہیں (مکہ سے) دونوں میں سے دوسرا جبکہ دونوں غار میں تھے۔

پہلا تھا مصطفیٰ

دوسرا تھا صدیق

کوئی فاصلہ نہیں

کوئی بعد نہیں

مصطفیٰ کے ساتھ بلافصل و بعد صدیق اکبر علیہ السلام و رضی اللہ عنہ

اس طرح خلافت میں

کوئی بعد نہیں

کوئی فاصلہ نہیں

مصطفیٰ علیہ السلام کے بعد بلافصل و بعد صدیق اکبر علیہ السلام و رضی اللہ عنہ

یہ کس لیے؟

حضرات گرامی! یہ کس لیے؟

اس لیے کہ ساری کائنات سے نبی کے بعد زیادہ عالم بھی صدیق
ساری کائنات سے نبی کے بعد زیادہ فاضل بھی صدیق
ساری کائنات سے نبی کے بعد زیادہ شجاع اور بہادر بھی صدیق

مولائے کائنات کا ارشاد

حضرات مولائے کائنات شیر حق اشجع الاشجعین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے جسے امام بزار نے نقل فرمایا کہ آپ نے ایک بار پوچھا کہ لوگو!

بتاؤ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر کون ہے؟
لوگوں نے عرض کیا! آپ ہیں
فرمایا: میں نے جس شخص سے مقابلہ کیا اس سے اپنا بدلہ لے لیا
تم سے پوچھتا ہوں! بتاؤ مجھ کو کون شخص بہادر ترین ہے؟
سب نے عرض کیا ہم نہیں جانتے آپ ہم کو بتائیں وہ کون ہے؟
فرمایا: وہ شخص حضرت ابوبکر ہیں۔
جبکہ بدر کا دن تھا تو
ہم نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک عریشہ تیار کیا۔
پھر ہم صحابہ نے آپس میں کہا
کون ہے جو کہ حضور علیہ السلام کے ہمراہ اس عریشہ پر رہے؟

پس قسم اللہ تعالیٰ کی کہ ہم میں سے کسی کو بھی اس کی جرأت نہ ہوئی سوا حضرت ابوبکر کے وہ ننگی تلوار لے کر عریش کے دروازے پر نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

جب کسی کافر نے حضور علیہ السلام کا قصد کیا تو فوراً حضرت ابوبکر اس کی طرف

لپکے اور اس پر وار کیا پس وہ بہادر ترین مرد تھے۔

(فضائل صحابہ و اہل بیت از محمد علی حسین بکری صفحہ ۱۰-۱۱)

عریشہ بدر اور شجاعت صدیق

گرامی حضرات! میدان بدر میں جہاں آج بھی مسجد عریش اس واقعہ کو یاد دلاتی ہے اس مسجد والی جگہ پر ایک اونچا سا چبوترہ بنایا کہ نبی کریم علیہ السلام اس پر جلوہ فرما رہیں اور کوئی کافر آپ کو گزند نہ پہنچا سکے۔ علاوہ ازیں اس اونچے مقام سے حضور ساری جنگ کا نقشہ ملاحظہ فرماتے رہے۔

تو وہاں تیر اندازوں کے تیر اور تلوار والوں کی تلواریں حملہ آور ہوتیں تو نبی کریم علیہ السلام کا دفاع حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ فرماتے۔

حضرت صدیق اکبر ؓ فرماتے ہیں۔

نصف رات کے وقت نبی کریم علیہ السلام نے اپنے مبارک کندھوں پر کملی اوڑھ کر بڑے الحاح گریہ و زاری کیساتھ دعا کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دست مبارک دراز فرمائے اور اس وقت کا یہ عالم تھا کہ حضور علیہ السلام کے مبارک کندھوں سے کملی فرشِ زمین پر آ گئی میں نے اٹھائی اور دوبارہ کندھوں پر ڈال دی اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ! آپ اسقدر کیوں گریہ فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا آپ سے وعدہ ہے، مگر وہ آپ کو رسوا نہیں فرمائے گا"

سامعین ذی وقار! ملاحظہ کی آپ نے شجاعت تاجدار صداقت کہ کس طرح سے اپنے آقا علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے مطمئن فرما رہے ہیں گویا وہ عین الیقین کی منزل پر فائز ہیں۔

مزید فرماتے ہیں

مزید مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ

تحقیق میں نے دیکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کو کفار نے گھیرا ہوا تھا
کوئی میان سے تلوار نکال کر دھمکاتا تھا
کوئی اپنی طرف پکڑ کر کھینچتا تھا
اور وہ سب بیک آواز دھمکاتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ
''تمہیں ہو جو سب خداؤں کو مٹا کر ایک ہی خدا کو بتاتے ہو''
پس اللہ کی قسم!
ہم میں سے کسی کو ان کفار کے قریب جانے کی جرأت نہ ہوئی سوا حضرت ابوبکر کے کہ وہ اس کو مارتے
اس کو پکڑ کر کھینچتے اور ان سے کہتے جاتے کہ کیا تم ایسے مرد کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے۔
یہ فرما کر حضرت شیر خدا نے اپنی چادر مبارک چہرے پر سے اٹھائی اور رو دیئے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

مومن آلِ فرعون سے بہتر حضرت ابوبکر

پھر فرمایا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں بتاؤ کہ آلِ فرعون کا مومن بہتر ہے یا کہ حضرت ابوبکر؟
سب حاضرین خاموش ہو گئے۔
فرمایا: تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟
اللہ کی قسم حضرت ابوبکر کی ایک ساعت آلِ فرعون کے اس مومن کی ہزار ساعات سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا اور حضرت ابوبکر نے اپنا ایمان آشکارا کر دیا۔ (فضائل صحابہ واہل بیت صفحہ ۱۱)

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی کیویں صدیق سند غلامی لئی
جد بھی سوہنے نوں کوئی ضرورت پئی ہر شے گھر دی رہیا یار توں وار دا

مسجد حرام میں اظہارِ شجاعت

امام بخاری حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عروہ بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سخت ترین بے ادبی جو مشرکین قریش نے حضور انور ﷺ سے کی ہو وہ بیان کریں۔
فرمایا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ حضور علیہ السلام کے نزدیک آیا جبکہ آپ مسجد حرام میں نماز ادا فرما رہے تھے اور اپنی چادر حضور علیہ السلام کے گلوئے ناز میں ڈال کر اس کو موڑا اور آپ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو دھکا دے کر حضور سے الگ کیا اور فرمایا کہ اے کفار! کیا تم ایسے مرد کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ کھلے ہوئے معجزات اور نشانیاں لے کر تمہاری طرف آئے ہیں اللہ کی طرف سے؟ (بخاری شریف بحوالہ فضائل صحابہ واہل بیت صفحہ ۱۱۰-۱۱۲)

محسن رسول کی تشریح

گرامی قدر سامعین حضرات!
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انہیں قربانیوں کی وجہ سے سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ

اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ

(بخاری، مشکوٰۃ، مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ۸ صفحہ ۲۹۰)

سارے انسانوں سے مجھ پر زیادہ احسان کرنیوالا اپنی صحبت اور مال سے ابوبکر ہے۔ اور ہم نے انہیں روایات و احادیث کو مدنظر رکھ کر ''اسرار خطابت جلد دوم میں ایک مستقل خطبہ اس عنوان (محسن رسول) سے تحریر کیا ہے لیکن بعض ہمارے ان کرم فرماؤں نے کہ جن کو ہم نے ہی اس میدان میں آنے کی بنیاد فراہم کی ہمیں ہی اس موضوع پر یہ عنوان لکھنے پر مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
وہ بولنے لگے تو ہمیں پر برس پڑے

کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کو محسن رسول کہنا سرکار علیہ السلام کی توہین ہے۔ حضور کا محسن کون ہو سکتا ہے ان عقل کے اندھوں کو معلوم نہیں کہ حدیث کے الفاظ ''اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ'' کا ترجمہ کیا ہے؟

فقیر اپنی طرف سے نہیں بلکہ حکیم الامت مفسر قرآن شارح مشکوٰۃ حضرت مفتی احمد یار خان صاحب ؒ کے قلم سے ترجمہ کرتا ہے ملاحظہ ہو حضرت مفتی صاحب اس حدیث کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ

''روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے وہ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ سارے انسانوں میں مجھ پر بڑا احسان کرنے والے اپنی صحبت اپنی محبت و مال میں ابوبکر ہیں'' (مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم صفحہ ۲۹۰)

اور ان کور چشموں کو یہ علم نہیں کہ کبھی کبھی اس طرح کا بیان قرآن میں بھی آجایا کرتا ہے۔ مثلاً کسی کو اللہ تعالیٰ کا مددگار کہنا کیا درست ہے؟ کیا ایسا کرنا شانِ الوہیت میں تنقیص کے مترادف ہے؟

یقیناً یہ بے علم یہی جواب دیں گے کہ ہاں ایسا کرنا درست نہیں اور شانِ الوہیت میں تنقیص ہے۔

تو سنیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف

تو قوم جواب میں کہتی ہے کہ

قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ

حواریوں نے کہا ہم ہیں اللہ کے مددگار

تو فرمایئے کہ کیا فرماتے ہیں یہ دین کے ٹھیکیدار نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہنے والوں کو اس طرح تاریخ احادیث و سیر کی کتب میں موجود ہے کہ

حضرت زبیر ؓ ہیں — حواریٔ رسول
حضرت ابو ایوب انصاری ؓ ہیں — میزبان رسول
حضرت امیر حمزہ ؓ ہیں — اسدِ رسول
حضرت فاروق اعظم ؓ ہیں — مرادِ رسول

تو پھر ان تمام تاریخ و سیر اور احادیث کی کتب کے مصنفین پر کیا فتویٰ ہوگا؟

اور اگر

کسی کا مرادِ رسول ہونا — عین درست ہے
کسی کا حواریٔ رسول ہونا — عین درست ہے
کسی کا اسدِ رسول ہونا — عین درست ہے
کسی کا میزبانِ رسول ہونا — عین درست ہے

تو حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کا محسن رسول ہونا بھی اس طرح عین درست ہے مگر بات وہ یہ ہے کہ

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ایک اور حدیث مبارکہ

حضرات گرامی! مزید فرمان رسول سے حضرت ابوبکر صدیق کا محسنِ رسول ہونا ملاحظہ کیجئے

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ وَقَدْ كَافَیْنَاهُ مَا خَلَا اَبَابَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ (ترمذی مشکوٰۃ مرآت جلد ۸ صفحہ ۲۹۵)

ترجمہ از مفتی احمد یار علیہ الرحمۃ گجراتی

حضرت مفتی صاحب ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ کر دیا سوا ابوبکر کے کہ ہم پر ان کا احسان ہے۔ اللہ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا۔ (مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم صفحہ ۲۹۵)

فرمایئے: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ
اگر مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی
جن کی تفسیر القرآن آپ کے علم کا مبلغ ہے
جن کی شرح مشکوٰۃ آپ کی کل پونجی ہے
جن کی جاء الحق کتاب سے آپ مناظر بنتے ہیں
حضرت صدیق اکبر کو محسن رسول لکھدیں تو کیا فتویٰ ہے؟ (بَیِّنُوْا وَتُوْجَرُوْا)
تو عرض کر رہا تھا کہ
اس پروانہ شمع رسالت نے
اس دیوانہ تاجدارِ ختم نبوت نے
اس شجاعت و مردانگی سے حفاظتِ شمع نبوت کی کہ گویا ان کا یہ جذبہ تھا۔

رسول اللہ توں صدقے جان میری
ایہہ فانی زندگی قربان میری

میدان بدر میں	رسول اللہ کی محافظت کرنیوالے کون؟	جواب دیجئے
میدان احد میں	رسول اللہ کی محافظت کرنیوالے کون؟	جواب دیجئے
حنین کے مقام پر	رسول اللہ کی محافظت کرنیوالے کون؟	جواب دیجئے
مسجد حرام میں	رسول اللہ کی محافظت کرنیوالے کون؟	جواب دیجئے
غار ثور میں	رسول اللہ کی محافظت کرنیوالے کون؟	جواب دیجئے

پگڑی سر کی عزت ہوتی ہے

حضرات محترم! جواب صرف سیّدنا صدیق اکبر کے اسم گرامی سے ہوگا جبکہ اس غار ثور کے تمام سوراخوں کو اپنے سر انور کی دستار مبارک سے بند کرنے والے صدیق اکبر ہیں۔ پگڑی انسان کی عزت ہوتی ہے اور میرے صدیق نے اپنی عزت محبوب کی عظمت پر نثار کر دی۔

اور دم بدم ہر لحہ و ہر لحظہ محبوب کی خاطر قربان ہوتے رہے

دم دم نال ذکر کراں میں تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیاں جنی میری عمر ہووے

دستار مبارک کے ٹکڑوں نے تمام سوراخ بند کر دیئے مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا جس پر سرکار صدیق اکبر نے اپنی مبارک ایڑھی رکھدی اور سرکار دو عالم علیہ السلام آپ کی گود میں سر انور رکھ کر آرام فرما ہو گئے۔

صدیق کی گود رحل ہیں
محبوب کا چہرہ اس رحل کا قرآن ہے
گویا کہ آج
آسمان کے ملائکہ زمین کے ملائکہ
جنت کی حوریں غلمان و رضوان

اس ناطق رحل میں ناطق قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے فخر و مباحات میں مصروف ہیں اور صدیق اپنے آقا علیہ السلام کے چہرہ انور کی تلاوت کرتے ہوئے ان ملائکہ وحور و غلمان و رضوان سے فخر و مباحات فرما رہے ہیں کہ

اے فرشتو تم دیکھتے ہو اللہ کے عرش کو
اے حورو تم دیکھتی ہو جنت کی بہاروں کو
اے زائرین کعبہ تم دیکھتے ہو کعبہ کو

اور میں آج دیکھ رہا ہوں

اور جی بھر کے دیکھ رہا ہوں — کعبہ کے کعبہ کو

مالی قربانیاں — میں دے چکا

اولاد کی قربانیاں — میں دے چکا

وطن کی قربانیاں — میں دے چکا

اور......آج دے رہا ہوں — جان کی قربانی

کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

ساہنوں یار غار نے ایہہ دسیا اے دوستو!

سب کچھ یار توں نثار ہونا چائی دا

اکو ای حیاتی دا معیار ہونا چائی دا

اللہ دے حبیب نال پیار ہونا چائی دا

یارِ غارِ مصطفیٰ

گرامی حضرات! ادھر صدیق اکبر دیدار کی حسرتیں مٹا رہے ہیں۔

ادھر سانپ ایڑھی کو کاٹ رہا ہے۔

صدیق بزبان حال کہتے ہیں — کون ہو؟

اس نے کہا — میں مار غار ہوں

فرمایا پھر سن لے تو مار غار ہے تو میں یارِ غار ہوں۔

اس نے کہا — میں موت کا پیامبر ہوں

فرمایا تو موت کا پیامبر ہے تو میری جھولی میں حیات کا پیامبر بھی موجود ہے۔

سانپ نے کاٹا اور کئی مرتبہ کاٹا

عاشق کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے کہ

بڑی مدت کے بعد آرزو پوری ہوئی تھی کہ

نظر ہو — صدیق کی

چہرہ ہو — مصطفیٰ کا

مگر اس مار غار نے درمیان میں مداخلت کر کے سلسلہ تکمیل آرزو کا عرصہ مختصر کر دیا۔ نہ معلوم اب یہ دیدار کی لذت مشرف بطوالت ہو گی یا نہیں؟

جذبۂ حسرت دیدار

شوق دیدار یار

پورا ہوتا ہے یا کہ ادھورا ہی رہ جاتا ہے؟

جب یہ آنسو اپنے رحل کے قرآن پر نثار ہونے کو آئے تو محبوب علیہ السلام نے ملاحظہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے میرے صدیق یہ آنسو کیسے؟

عرض کیا! افسوس کے میرے اور آپ کے درمیان سانپ حائل ہوا چاہتا ہے۔

فرمایا: ایڑھی اٹھا دو

یارِ غار نے ایڑھی اٹھائی تو مار غار باہر آیا اور سرکار نے ارشاد فرمایا

تو میرے اور صدیق کے درمیان حائل کیوں ہوا؟

عرض کی آقا...... میں نے تو دنیا کو بتایا ہے کہ مصطفیٰ علیہ السلام سے ملنے کا ایڈریس کیا ہے۔

اے کائنات کے لوگو!

اگر تم نے محبوب خدا تک پہنچنا ہے تو اس کا ایڈریس صرف محبوب مصطفیٰ کے قدمان مغبرہ ہیں۔

صدیق کے قدموں میں آجاؤ تو پیارے مصطفیٰ مل جائیں گے کیونکہ وہ ان کی آغوش میں آرام فرما ہیں۔

آج بھی — کل بھی — قیامت تک بھی

صدیق اکبران کی معیت میں اور وہ صدیق اکبر کی رفاقت میں ہیں

لہٰذا آؤ اگران سے شرف دیدار حاصل کرنا ہے تو صدیق کے قدم چوم لو

اللہ اللہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سانپ سے پاؤں تو ڈسوا لیے مگر محبوب کی حفاظت میں ایک لمحہ بھی کاہلی نہ کی اور ان کی مدد کے لئے اس آڑے وقت میں بھی ثابت قدم اور بہادر رہے۔

فرمایا کہ

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ

اگر تم ان کی مدد نہ کرو گے تو اللہ ان کی مدد فرمائے گا

اے ابو جہل...... ابولہب...... عتبہ...... عتیبہ...... شیبہ اور مکہ کے بڑے بڑے سردارو تم ایڑھی چوٹی کا زور لگا لو تو اس محبوب کا بال بھی بیکا نہ کرسکو گے میں نے اس کی نصرت کے لئے اس کے بچپن کے دوست...... جوانی کے یار...... بڑھاپے کے رفیق......اور صاحب مزار کو اس کی حفاظت کے لئے چن لیا ہے۔

وہ یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقے کرنے والا

منزلِ عشق و صدق کا رہبر رضی اللہ عنہ

نبیوں کے بعد وہ سب سے برتر رضی اللہ عنہ

یعنی وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اے صدیق اکبر تم پر سلام

اے میرے صدیق اکبر تیری صداقت کو سلام

اے میرے صدیق اکبر تیری خلافت کو سلام

اے میرے صدیق اکبر تیری شجاعت کو سلام

اے میرے صدیق اکبر تیری رفاقت کو سلام

اے میرے صدیق اکبر تیری معیت کو سلام

قیامت تک جتنے تحفے درود و سلام کے آقائے نامدار تک پہنچتے رہیں گے وہ تجھے بھی موصول ہوتے رہیں گے۔

قیامت تک جتنے زائرین کوئے نبی مدینہ پہنچ کر نبی کی زیارت کریں گے وہ تیری زیارت بھی کرتے رہیں گے

صدیق عمر دی میں قسمت توں لکھ واری جندڑی واراں

جنت کولوں ودھ مدنی دا روضہ جتھے ماتن موج بہاراں

توں شان اوہناں دی پچھنا ایں کملیا جہاندیاں نال نبی دے مزاراں

پل پل وکھرا پہنچے جتھے درود و سلام ہزاراں

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلَاغُ الۡمُبِيۡنُ

پانچواں خطبہ جمادی الثانی

خلافت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ○ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ○

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

خلافت صدیق اکبر

واجب الاحترام بزرگو اور دوستو! آج کے خطبہ جمعہ میں خلافت حضرت سیّدنا صدیق اکبر پر دلائل عرض کیے جائیں گے بڑی توجہ اور دلجمعی سے سماعت فرمائیے گا۔

تلاوت کردہ حدیث پاک

حضرات محترم! ویسے تو خلافت صدیق اکبر قرآن و حدیث کے دلائل سے بھی

ثابت ہے مگر یہ دلائل بعد میں اپنے مقام پر دیئے جائیں گے فی الحال تلاوت کردہ حدیث پاک سے اس موضوع کو عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ملاحظہ ہو سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ (مرقات باب الاعتصام)
میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس مسئلہ پر اُمت کا اتفاق و اجماع ہو جائے وہ مسئلہ درست اور صحیح ہوتا ہے۔

سب سے افضل و اعلیٰ لوگ

حضرات گرامی! اس اُمت کے سب سے افضل لوگ میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انہیں کا درجہ و مرتبہ ہے اور ہر خطاب خداد مصطفیٰ کے اولین مخاطب بھی وہی ہیں۔ ملاحظہ ہو رب کریم ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

(پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

اور سب سے آگے آگے سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے اور اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لئے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک یہی بڑی کامیابی ہے۔

سامعین کرام! توجہ فرمائیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب سے آگے آگے فضیلت میں وہ لوگ ہیں۔

1- جو پہلے پہلے ایمان لائے
2- جنہوں نے ہجرت کی
3- جنہوں نے ان مہاجرین کی مدد کی
4- جن سے اللہ راضی ہوگیا
5- جو اللہ سے راضی ہوگئے
6- جن کے لئے جنتی نہریں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے
7- جو اس بہت بڑی کامیابی کو پا چکے ہیں

ان اوصاف سے متصف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں

اب یہ تمام اوصاف میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہی پائے جاتے ہیں کیونکہ وہی پہلے ایمان لائے ہیں اور انہوں نے ہی ہجرت کی اور ان ہجرت کرنے والوں کی مدد کی وہ بھی اصحاب رسول ہیں۔

تو ثابت ہوا کہ میرے آقا کی تمام اُمت میں سے ماسوا نبیوں کے یہی نفوسِ قدسیہ افضل و اعلیٰ ہیں۔

ایک اور آیت کریمہ

گرامی حضرات! ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُوْلٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (پارہ ۲۷ سورۃ الواقعہ آیت ۱۰-۱۱)

اور وہ جو سب سے آگے وہی سب سے آگے اور وہی مقربون ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقربین بھی وہی ہیں جو سب سے پہلے ایمان لا کر تمام امت سے آگے آگے ہوگئے۔

تو سرکار علیہ السلام کے یہ امتی جو ساری اُمت سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں اگر کسی امر پر اتفاق و اتحاد اور اجماع فرمالیں تو وہ ساری اُمت کے لئے سنت قرار پائے گی اور قابل حجت ہوگی کیونکہ نبی کریم علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا۔

حدیث پاک

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّتِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ (مشکوۃ شریف مرقات باب الاعتصام)

تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے

بلکہ تمام فرقوں میں فرقہ ناجیہ وہی ہوگا کہ

دوسری حدیث پاک

مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ (مشکوۃ شریف باب الاعتصام)

جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا

ان نفوس قدسیہ میں سے ہر ایک ہدایت کا ستارہ ہے ارشاد نبوی ہے کہ

تیسری حدیث پاک

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ

(مشکوۃ شریف باب مناقب الصحابہ فصل سوم)

میرا صحابی ستارہ کی طرح ہے ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پالو گے

لہٰذا جس امر پر یہ ہدایت کے ستارے اجماع فرمالیں وہ ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

آیت کریمہ

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۷)

پس اگر یہ ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے تو یہ ضرور ہدایت پالیں گے۔

ثابت ہوا

تو ثابت ہوا

ہدایت اس طریقہ میں ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں۔

یہ صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں اس لیے ان کی روشنی ہدایت کی روشنی ہے۔

نجات وہی پائے گا جو ان کے طریقہ پر ہوگا

ان کے طریقہ کی پیروی لازم ہے

اور یہ کبھی بھی گمراہی پر اجماع نہیں کر سکتے

خواہ وہ دین کا کوئی امر ہو

اگر صحابہ اس پر متفق ہیں تو وہ امر سراپا ہدایت اور قابل اتباع ہے

اجماعِ صحابہ

حضرات! دیکھئے

جمع قرآن پر صحابہ کا اجماع ہے پوری امت اسی قرآن پر جمع ہے

یہ ایک مثال ہے اس جیسی کئی مثالیں موجود کہ وہ امور چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجماعاً ثابت ہیں لہٰذا امت مرحومہ اس پر مجتمع اور متفق و متحد ہے۔

اس طرح حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہے اور پوری اُمت اس اجماع کی پیروی کرتی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک کرتی رہے گی کیونکہ جو اس جماعت سے کٹ گیا وہ ہدایت سے کٹ گیا اور ضلالت کی طرف چلا گیا۔

مغفور اور بدری اور دس جنتی صحابہ کا اجماع

حضرات گرامی! خلافت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تمام ان بدری صحابہ کا اتفاق ہے جن کی شان میں فرمایا گیا

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (تکمیل الایمان)

جو چاہو عمل کرو تحقیق تمہاری مغفرت ہو چکی ہے۔

ان تمام صحابہ کا اجماع ہے کہ جن کو جنت کی بشارت دیدی گئی اور وہ دس صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم یہ ہیں کہ جن کو مشکوٰۃ شریف باب مناقب العشرہ فصل دوم کی پہلی حدیث میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کیا گیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا

اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَ عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَ طَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَ سَعْدُ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ۸ صفحہ ۳۶۲-۳۶۱)

ابوبکر جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور حضرت عبدالرحمان بن عوف جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور سعید ابن زید جنتی ہیں اور ابوعبیدہ ابن الجراح جنتی ہیں۔

اور باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکمل طور پر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ راشدہ بلافصل پر متفق و متحد اور مجتمع ہیں۔

یہ ضلالت نہیں ہے

گرامی قدر سامعین! اب جس پر یہ نفوس قدسیہ جو مغفور ہیں جمع ہیں وہ امر بالیقین ہدایت ہی ہدایت ہے۔

جس پر جنتی بشارت پانے والے صحابہ متفق ہیں وہ امر ضرور ضرور جنتیوں کا امر ہوگا اور جس پر تمام ہدایت کے ستارے صحابہ پیارے متحد ہیں وہ امر ضرورت نجات دہندہ ہوگا۔

اب سرکار علیہ السلام کی اس حدیث پاک کو سامنے رکھیے کہ

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ

میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

سو آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل جس پر امت کا اجماع تھا آج بھی اس امر پر امت کا اجماع ہے۔

نہ وہ کل ضلالت تھا

نہ وہ آج ضلالت ہے

اور ظاہر ہے کہ باجماع صحابہ خلافت اول برحق اور منزل ہدایت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ میں پہلا خلیفہ حضرت ابوبکر کو نہیں بلکہ حضرت عمر کو مانتا ہوں تو یقیناً وہ گمراہ ہے کیونکہ وہ ان صحابہ کے اجماع کی مخالفت کرتا ہے جن کے متعلق فرمایا کہ اگر تم ان کی مثل ایمان لاؤ گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور جن کے متعلق نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے وضاحت فرمادی میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں ان میں کسی ایک کا دامن پکڑو گے تو ہدایت پالو گے۔

تو ہدایت ہے اتباع صحابہ میں

اور ضلالت ہے مخالفت صحابہ میں

اور یہ ہدایت وضلالت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دو مختلف اضداد ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں اس لئے ایک ہی راستہ اپنانا پڑے گا جس میں ہدایت ہو اور وہ ہے باجماع صحابہ خلافت بلافصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی۔

اس طرح اگر کوئی کہے کہ میں پہلا خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یا حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کو مانتا ہوں تو وہ بھی گمراہی پر ہے کیونکہ خلیفہ اوّل کے لئے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ دوم کے لئے حضرت عمرؓ خلیفہ سوم کے لئے حضرت عثمان اور خلیفہ چہارم کے لئے حضرت مولائے کائنات چنے جاچکے ہیں۔

خلیفہ اوّل جبکہ اجماع صحابہ سے وجود میں آئے لہٰذا اب ان کے تمام کارہائے خلافت برحق جس طرح دیگر تمام کارہائے مستحسن اس طرح حضرت عمر کا استخلاف بھی مستحسن ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استخلاف صحیح اور باصواب ہے تو ان کی خلافت

کے تمام امور بھی درست ہیں اس طرح ان کا بذریعہ شوریٰ خلیفہ کا انتخاب بھی درست قرار پائے گا اور جب حضرت عمر کا بذریعہ شوریٰ حضرت عثمان کو خلیفہ بنانا درست ہے تو ان کے یعنی حضرت عثمان کے کارہائے خلافت بھی ٹھیک قرار پائیں گے اور پھر ان کے بعد صحابہ کا حضرت علی کو خلیفہ نامزد کرکے باجماع ان کی خلافت منعقد کرنا بھی درست ٹھہرے گا۔

پتہ یہ چلا کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اجماع صحابہ سے قرار پائی ہے لہٰذا ہدایت ہی ہدایت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ایک راشد خلیفہ کی زبانی منعقد ہوئی لہٰذا وہ بھی ہدایت ہی ہدایت ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت چونکہ ایک خلیفہ راشد کی مرتب کردہ مجلس شوریٰ سے عمل میں آئی ہے اس لئے وہ بھی ہدایت ہی ہدایت ہے۔

حضرت مولائے کائنات کی خلافت بھی اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی ہے جس میں صائب الرائے اور جلیل القدر صحابہ شامل ہیں لہٰذا یہ بھی ہدایت کے سوا کچھ نہیں ہے اور ان چاروں کی خلافت کے درست ہونے پر مدنی تاجدار کا یہ ارشاد موجود ہے۔

مدت خلافت بزبان رسول

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْخِلَافَةُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ (ترمذی جلد ثانی صفحہ)

میری اُمت میں خلافت تیس سال رہے گی پھر اس کے بعد ملوکیت ہوگی

تو یہ مدت خلافت ان چاروں اور حضرات امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق جو کہ چھ ماہ کا ہے اس پر پوری ہوجاتی ہے۔

تو نبی کریم علیہ السلام کا یہ ارشاد خلافت راشدہ اور خلفائے اربعہ کے برحق ہونے پر بڑی واضح دلیل ہے۔

اس خلافت راشدہ کی بنیاد خلافت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے جس پر تمام خلافت راشدہ کی مضبوط عمارت تعمیر ہوئی ہے اگر خلافت صدیق اکبر کا انکار کیا جائے گا تو تمام خلافت راشدہ کا انکار ہوگا۔

حضرت مولائے کائنات کی خلافت بھی جب مسلم ہوگی کہ جب خلافت کی بنیاد خلیفہ اوّل کی خلافت حقہ وصحیحہ کو درست تسلیم کیا جائے۔

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

خلافت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن کریم سے

حضرات محترم! حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر قرآن کریم کی متعدد آیات ناطق ہیں مگر اس وقت فقیر دو آیات نزاکت وقت کے پیش نظر آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے

پہلی آیت کریمہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِى بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَّاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

(پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۱۶)

فرما دیجئے ان پیچھے چھوڑے جانے والے بدوی عربوں کو کہ عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی ایک ایسی قوم سے جہاد کی جو بڑی سخت جنگجو

ہے تم ان سے لڑائی کرو گے یا وہ ہتھیار ڈال دیں گے پس اگر تم نے اس وقت اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھا اجر دے گا اور اگر تم نے (اس وقت بھی) منہ موڑا جیسے پہلے تم نے منہ موڑا تھا تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔

تفسیر مظہری

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

قَالَ رَافِعُ ابْنُ خُدَيْجٍ كُنَّا نَقْرَءُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَلَا نَعْلَمُ مَنْ هُمْ حَتّٰى دَعٰى اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رضی اللہ عنہ اِلٰى قِتَالِ بَنِىْ حُنَيْفَةَ فَعَلِمْنَا اَنَّهُمْ هُمْ وَ هٰذَا قَوْلُ اَكْثَرِ الْمُفَسِّرِيْنَ وَرَجَّحَهُ الْبَيْضَاوِىُّ بِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْتُسْلِمُوْنَ يَعْنِىْ يَكُوْنُ اَحَدُ الْاَمْرَيْنِ اِمَّا الْمُقَاتِلَةُ اَوِالْاِسْلَامُ لَاغَيْرَ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قِرَأَةَ اَوْيُسْلِمُوْا فَاِنْ اَوْحِيْنَئِذٍ بِمَعْنٰى اِلٰى اِنْ وَلَا شَكَّ اِنَّ مُشْرِكِي الْعَرَبِ وَالْمُرْتَدِّيْنَ هُمُ الَّذِيْنَ لَايَقْبَلُ مِنْهُمْ اِلَّا الْاِسْلَامَ اَوِ السَّيْفُ وَقِتَالُ غَيْرِهِمْ كَاَهْلِ الرُّوْمِ يَنْتَهِىْ بِالْجَزْيَةِ فَالْاٰيَةُ دَلِيْلٌ عَلٰى اِمَامَةِ اَبِىْ بَكْرٍ فَاِنَّهٗ دَعَى النَّاسَ لِقِتَالِ اَهْلِ الرِّدَّةِ (تفسیر المظہری جلد 9 صفحہ ۲۲)

رافع بن خدیج نے کہا کہ یہ آیت ہم تلاوت کرتے تھے لیکن ہمیں یہ علم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنی حنیفہ کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی تو ہمیں پتہ چلا کہ اس قوم سے مراد بنی حنیفہ ہیں یہ اکثر مفسرین کا قول ہے امام بیضاوی علیہ الرحمۃ نے صفت کے قرینہ کی وجہ سے اس قول کو راجح قرار دیا ہے یعنی دو امروں میں سے ایک ہوگا۔

جنگ یا اسلام اس کے علاوہ ان کے ساتھ کوئی معاملہ نہ ہو گا جس پر اَو یُسلمو ا کی قرآت دلالت کرتی ہے کیونکہ آوَ یہ الیٰ ان کے معنی میں ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ مشرکین عرب اور مرتد بھی ایسے لوگ تھے جن سے اسلام اور تلوار کے علاوہ کوئی چیز قبول نہیں کی جاتی تھی جبکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنگ جزیہ پر بھی ختم ہو جاتی تھی اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر بھی دلیل ہے کیونکہ آپ نے ہی مرتدوں کے ساتھ جنگ کی دعوت دی تھی۔

یہ آیت امامت صدیق پر دلیل ہے

گرامی قدر سامعین! حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے راجح قول امام بیضاوی کا تحریر فرمایا اور صحابی رسول حضرت رافع بن خدیج کا قول پیش فرمایا جس کی طرف اکثر مفسرین نے متابعت کی ہے اور آخر میں نتیجہ بھی ارقام فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت پر دلیل ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ

1- یہ آیت کب نازل ہوئی؟

2- اس میں جنگ کی دعوت دینے والوں سے مراد کون ہے؟

3- جن سے جنگ کی جائے وہ کون ہوں گے؟

ان تینوں سوالوں کے جواب سے بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی تو جواب یہ ہے کہ

1- یہ آیت غزوۂ خیبر کے بعد نازل ہوئی یا غزوۂ خیبر کے موقعہ پر نازل ہوئی

2- اس میں جنگ کی دعوت دینے والوں سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے اصحاب ہیں کیونکہ اس آیت کریمہ میں جن اوصاف کا ذکر ہے کہ یا تو وہ تم سے جنگ کریں گے یا مسلمان ہو جائیں گے وہ غزوۂ خیبر کے بعد مرتدین عرب و مانعین زکوٰۃ و منکرین ختم نبوت کیساتھ جہاد جو کہ سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا

کسی اور موقعہ کے لوگوں میں پائے نہیں جاتے۔

3- جن سے جہاد کی دعوت کا ذکر ہے وہ سخت جنگجو ہوں گے تو علاوہ ان مرتدین عرب اور مانعین زکوٰۃ اور منکرین ختم نبوت کے خیبر کے بعد کسی نے اس قدر سخت جنگیں نہ کیں لہٰذا واضح ہو گیا کہ اس آیت میں خلاف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ آپ ہی نے مرتدین عرب مانعین زکوٰۃ اور منکرین ختم نبوت سے یہ جنگیں لڑیں۔

تفسیر ضیاء القرآن

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمۃ نے بڑی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا کہ

> "مدینہ طیبہ کے گردونواح میں بسنے والے قبائل غزوہ خیبر میں شریک ہونے کے لئے بڑے بے تاب تھے ان کی یہ بیتابی اور بے چینی اس لیے نہ تھی کہ وہ اپنی گزشتہ کوتاہیوں کی تلافی کرنا چاہتے تھے بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ خیبر میں انہیں اموالِ غنیمت ملنے کی توقع تھی وہ یہ سمجھتے تھے کہ جب کفار مکہ ان مسلمانوں کی تاب نہیں لا سکے تو بے چارے یہودیوں کے باغات زرخیز زمینیں اور کئی پشتوں سے جمع کیا ہوا مال انہیں مفت میں ہاتھ آئے گا علاوہ ازیں ان کا شمار بھی غازیان اسلام میں ہونے لگے گا۔"

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے کہ آپ ان بدوی عربوں کو فرما دیجئے کہ گھبراؤ نہیں کفر و اسلام کا یہ آخری معرکہ نہیں کہ اگر تم اس میں شریک نہ ہوئے تو پھر تمہیں اپنی جانبازی اور سرفروشی کے جوہر دکھانے کا موقعہ ہی نہیں ملے گا اس ستیزہ گاہ عالم میں یہ سلسلہ تا حشر جاری رہے گا ایک طاقتور اور جنگجو بہادر قوم سے عنقریب ٹکر ہونے والی ہے۔ اس وقت تمہیں دعوت جہادی دی جائے گی اگر اس

وقت مت نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ میدان جہاد میں دادِ شجاعت دی اور اپنی جانثاری کا ثبوت پیش کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین اجر عطا فرمائے گا اور اگر اس وقت بھی تم نے اپنی روایتی بزدلی اور منافقت کے باعث روگردانی کی اور جہاد میں شریک ہونے سے گریز کیا تو یاد رکھو تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ دعوت جہاد ان قبائل کو کب دی گئی وہ قوم جس کو قرآن نے ''اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ'' بڑی طاقتور اور جنگجو قوم کا خطاب دیا ہے وہ کونسی قوم ہے؟

تاریخی روایت میں متعدد اقوال مذکور ہیں انسان ان کے مطالعہ سے پریشان ہو جاتا ہے کہ ان میں سے کونسی روایت واقعہ کے مطابق ہے لیکن اگر قرآن کریم کے الفاظ میں غور کیا جائے تو حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ارشاد خداوندی ہے کہ تمہیں ایسی قوم کے ساتھ لڑنے کی دعوت دی جائے گی جو بڑی طاقت ور جنگجو اور بہادر ہوگی اس جنگ کا انجام بھی قرآن نے بتا دیا کہ ''تقاتلونہم اویسلمون'' یعنی تم ان سے جنگ کرکے انہیں خاک اور خون میں ملا دو گے یا وہ اسلام قبول کریں گے یا تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔

ان تصریحات کو سامنے رکھتے ہوئے اب آپ روایات کا غیر جانبداری سے مطالعہ کریں گے

آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ صحیح قول کون سا ہے؟۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے بعد عہد رسالت میں کفرو اسلام کے درمیان مندرجہ ذیل معرکے ہوئے غزوہ موتہ، فتح مکہ، جنگ حنین وطائف، غزوۂ تبوک ان میں سے کوئی بھی اس آیت کا مصداق نہیں بن سکتا۔ غزوۂ موتہ میں رومیوں کیساتھ ٹکر ہوئی۔ مسلمانوں کی تعداد فقط تین ہزار تھی رومیوں کی تعداد باختلاف روایات ایک لاکھ یا دو لاکھ تھی لیکن اس جنگ کا نتیجہ ''تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ'' نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے تین جرنیل شہید ہوئے اس کے بعد حضرت

خالد بن ولید نے لشکر کی قیادت سنبھالی آپ کی جنگی مہارت عبقریت اور بے مثال شجاعت کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کا لشکر جو ٹڈی دل رومیوں کے محاصرہ میں پھنس گیا تھا اور جس کے بچنے کی بظاہر کوئی امید نہ تھی حضرت خالد اسے دشمن کے محاصرہ سے نکال دینے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ جنگ فیصلہ کن نہ تھی اس لیے جب یہ لشکر مدینہ طیبہ واپس آیا تو صحابہ کرام ﷢ نے اس کا استقبال اس طرح نہ کیا جس طرح ایک فاتح لشکر کا کیا جاتا ہے بلکہ بعض نے تو انہیں بھگوڑا (فرّارون) تک کہا لیکن رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (بَلْ اَنْتُمْ كَرَّارُوْنَ) اس کے بعد فتح مکہ کے لئے روانگی کا وقت آیا ایک لشکر جرار ہمرکاب تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو خواب میں پہلے ہی خوشخبری دے دی تھی۔ ''لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ'' یعنی آپ انشاء اللہ تعالیٰ مسجد حرام میں داخل ہوں گے امن کیساتھ اور آپ کو قطعاً کوئی خوف نہ ہوگا اس مژدہ کے بعد یہ وہم بھی نہیں کیا جا سکتا کہ حضور جنگ کے ارادہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اتنے بڑے لشکر کو لیجانے کا مقصد یہ تھا کہ کفار مکہ اتنے مرعوب ہو جائیں کہ اگر کسی کے دل میں شرارت اور فتنہ انگیزی کا خیال ہو بھی تو وہ اس کی ہمت نہ کر سکے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ جب اسلام کی فوج ظفر موج اپنے ہادی و مرشد ﷺ کی زیر قیادت مکہ میں داخل ہوئے تو اکا دکا واقعات کے سوا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا اور جنگ کا تو اہل مکہ نے ارادہ تک نہ کیا تھا۔ قریش مکہ اگر پہلے اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ کا مصداق ہوں تو ہوں لیکن بدر احد اور خصوصاً غزوۂ احزاب کے بعد تو ان میں دم خم ہی نہ رہا تھا کہ وہ اسلام کے خلاف سینہ سپر ہوسکیں اب تو وہ اپنی دیرینہ ہٹ اور عداوت کو نبھا رہے تھے ورنہ ان کی قوت کھوکھلی ہو چکی تھی جب قریش کے حریف بنی بکر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلیف بنی خزاعہ پر شب خون مار کر عہد شکنی کی تو اہل مکہ کی نیند اڑ گئی انہیں ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا کہ اب مسلمان ہم سے انتقام لینے

کے لئے چڑھائی کر دیں گے چنانچہ ابوسفیان مدینہ طیبہ حاضر ہوا بڑی لجاجت اور خوشامد سے اس صلح نامہ کو برقرار رکھنے کی درخواستیں کرتا رہا۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی بڑی منت سماجت کی کہ بارگاہِ رسالت میں اس کی سفارش کریں لیکن بے نیل مرام وہ مکہ واپس آیا اس لیے فتح مکہ کے وقت قریش اور ان کے حلیف قطعاً اس قابل نہ تھے کہ قرآن کریم میں ان کے بارے میں "اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ" کے الفاظ استعمال ہوتے۔

ہوازن اور ثقیف نے بے شک اکٹھے ہو کر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کیا لیکن اسلام کے بارہ ہزار بہادروں کے سامنے ان دو تین ہزار آدمیوں کی کیا حقیقت تھی۔

جنگ حنین کی ابتداء میں جو واقعات رونما ہوئے جن کے باعث ہوازن کا پلہ بھاری نظر آتا ہے وہ میدان جنگ میں پیش نہیں آئے تھے بلکہ مسلمانوں کا لشکر بے ترتیبی سے ان کی وادی اوطاس کی طرف بڑھ رہا تھا انہوں نے کمین گاہوں میں اپنے تیر انداز چھپا کر بٹھا دیئے تھے بے خبری اور بے دھیانی کی حالت میں جب لشکر اسلام کی چند ٹکڑیاں اس تنگ درہ سے گزرنے لگیں تو انہوں نے اچانک تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی جس سے بھگدڑ مچ گئی لیکن جونہی حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق حضرت عباس نے اپنی گرجدار آواز سے مسلمانوں کو للکارا

يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَ الشَّجَرَةِ اَنَّ مُحَمَّدًا حَيٌّ فَهَلُمُّوْا

وادی کے کونہ کونہ سے لبیک لبیک کی صدائیں گونجنے لگیں سب پروانہ وار دوڑتے چلے آئے اور لمحہ بھر میں جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ ہوازن اور ثقیف اپنی عورتوں بچوں اور مال مویشی کو پیچھے چھوڑ کر بھاگ گئے۔

علامہ ابن خلدون کے قول کے مطابق صرف چار مسلمان شہید ہوئے۔

وَاسْتُشْهِدَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ حُنَيْنٍ اَرْبَعَةٌ اَيْمَنُ ابْنُ اُمِّ اَيْمَنَ اَخُوْ اُسَامَةَ لِاُمٍّ وَيَزِيْدُ بْنُ زَمْعَةَ ابْنُ اَسْوَدٍ وَسُرَاقَةُ بْنُ حَرْثٍ مِنْ بَنِيْ الْعَجْلَانِ وَاَبُوْ عَامِرِ الْاَشْعَرِيُّ (تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۸۱۵)

ان حقائق کو سامنے رکھ کر آپ غزوۂ حنین کا جائزہ لیں آپ کا دل مان جائے گا کہ اس آیت میں جس جنگ کا ذکر ہے وہ یہ معمولی جھڑپ نہیں ہو سکتی۔

رہا غزوۂ تبوک تو اس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہاں رومیوں کو ہمت ہی نہ ہوئی کہ وہ مسلمانوں کے سامنے صف آراء ہو سکیں "تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ" کا مفہوم وہاں بھی نہیں پایا جاتا۔

ہاں غزوۂ خیبر کے بعد سب سے پہلے اسلام اور باطل کی جو خونریز لڑائی ہوئی وہی اس آیت کا مصداق بن سکتی ہے یہ وہ جنگ ہے جو عہدِ صدیق میں مسیلمہ کذاب کیساتھ لڑی گئی جن لوگوں نے اس جنگ کے حالات پڑھے ہیں وہی اس کی شدت کا کچھ احساس کر سکتے ہیں۔ بڑے اختصار کے ساتھ اس خونریز معرکہ کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو پورا اطمینان ہو جائے۔

حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی رحلت کے بعد عرب کے نو مسلم بدو قبائل میں قبائلی عصبیت کا فتنہ جاگ اٹھا اور ارتداد کی آگ بھڑک اٹھی کسی نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ کوئی خلافت اسلامیہ کی حاکمیت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا بعض طالع آزما ایسے بھی تھے جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

سب سے زیادہ خطرناک یہی فتنہ تھا ان لوگوں میں سے جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا مسیلمہ کی قوت اس پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان تمام خطرات کا قلع قمع کرنے کے لئے موثر اقدامات شروع کر دیئے۔ مسیلمہ کذاب کی روز افزوں قوت اسلام اور اسلامی مملکت کے لئے شدید ترین خطرہ بن کر ابھر رہی تھی۔ دو سالوں میں مسیلمہ کے اردگرد اس کا اپنا کثیر التعداد

قبیلہ بنی حنیفہ جمع ہو گیا جو بسالت جنگی مہارات اور شجاعت کے باعث عرب میں مشہور تھا ارد گرد کے دوسرے قبائل بھی ان کے ساتھ آ کر مل گئے۔

قبائلی عصبیت نے ان کو اس قدر اندھا کر دیا تھا کہ وہ مسیلمہ کو جھوٹا سمجھتے ہوئے بھی اس کی مدد کرنا ضروری سمجھتے تھے چنانچہ طلحہ النمری جو بنی نمر قبیلہ کا سردار تھا یمامہ میں آیا اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مسیلمہ کہاں ہے؟ مسیلمہ کے عقیدتمندوں نے جواب دیا کہ تم نام لے کر مسیلمہ کا ذکر نہ کرو بلکہ اس کو رسول اللہ کہو۔

طلیحہ نے جواب دیا جب تک میں اس کو دیکھ نہ لوں میں اس کو رسول نہیں کہوں گا۔

جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو طلیحہ نے پوچھا کہ تمہارے پاس کون آتا ہے مسیلمہ نے کہا ''رحمان'' پھر اس نے دریافت کیا ''اَفِیْ نُوْرٍ اَوْظُلْمَةٍ'' روشنی میں معاذ اللہ یا تاریکی میں مسیلمہ نے کہا تاریکی میں طلیحہ نے جواب دیا۔

اَشْهَدُ اَنَّكَ كَذَّابٌ وَّاَنَّ مُحَمَّدًا (عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ)
صَادِقٌ لٰكِنَّ كَذَّابَ رَبِيْعَةٍ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ صَادِقِ مُضَرٍ

یعنی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے اور محمد ﷺ سچے ہیں لیکن ربیعہ قبیلہ کا جھوٹا مجھے مضر قبیلہ کے سچے سے زیادہ محبوب ہے۔

اسی ایک واقعہ سے آپ قبائلی عصبیت کا بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے مسیلمہ کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ سارے علاقہ پر اس کی دھاک بیٹھ گئی پہلے مسلمانوں کا لشکر عکرمہ بن ابی جہل کی قیادت میں آیا لیکن ان کے شدید حملے کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گیا اس کے بعد شرجیل ابن حسنہ نے مسیلمہ پر دھاوا بولا لیکن نتیجہ پسندیدہ نہ تھا۔ حضرت صدیق اکبر نے خالد خالد کو جنہیں حضور ﷺ نے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار فرمایا تھا اس فتنے کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اسلامی لشکر میں اکابر مہاجرین اور اجلہ انصار کی کثیر تعداد تھی حفاظ کرام بھی کثیر تعداد میں تھے

چنانچہ عقربا کے گاؤں کے کھلے میدان میں دونوں لشکر صف آرا ہوئے۔ مسیلمہ کے جاں فروش سپاہیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اتنا بڑا لشکر اہل عرب نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا سارے سپاہی فولاد کی زرہوں میں غرق تھے۔ اسلحہ کی فراوانی تھی۔ زادراہ کی کمی نہ تھی جب یہ جنگ شروع ہوئی جس کے نتیجے پر اسلام کے مستقبل کا انحصار تھا تو مرتدین نے پہلا حملہ اس شدت سے کیا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ دشمن بڑھتے اس خیمہ تک چلا آیا جو کمانڈر انچیف کا ہیڈ کوارٹر تھا حضرت خالد کی عبقریت اور بے نظیر شجاعت کام آئی حضرت خالد خود گھوڑے پر سوار ہوئے یَا مُحَمَّدَاهُ نعرہ لگایا اور مسیلمہ پر حملہ کر دیا۔

چند گھنٹوں کی خونریز لڑائی میں دشمن کے ساتھ ہزار سپاہی ہلاک ہو گئے۔ حضرت خالد نے چکر کاٹا اور مسیلمہ کے گرد جمگھٹا بنا کر کھڑے ہونے والے سپاہیوں پر برق خاطف بن کر گرے اور ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کر دیا۔ اچانک اور بے پناہ حملہ سے ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ انہوں نے مسیلمہ سے پوچھنا شروع کیا کہ ''اَيْنَمَا كُنْتُ تَعِدُنَا'' جس نصرت کا تم ہم سے وعدہ کیا کرتے تھے وہ کہاں ہے؟

مسیلمہ نے کہا قَاتِلُوْا عَلٰى اَحْسَابِكُمْ میری موعودہ مدد کا انتظار نہ کرو اور اپنی خاندانی عزت وحمیت کے لئے جنگ کرو یہ کہا اور میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

محکم ابن طفیل نے جب اپنی قوم کی یہ رسوائی دیکھی اور افراتفری کے عالم میں میدان سے شکست کھا کر بھاگتے دیکھا تو پکارا یَابَنِیْ حُنَيْفَةَ الْحَدِيْقَةُ اے بنی حنیفہ باغ میں داخل ہو جاؤ وہاں قریب ہی ایک وسیع باغ تھا جس کی چاردیواری بڑی مضبوط اور اونچی تھی اور آہنی دروازے بڑے پختہ تھے وہاں جا کر انہوں نے پناہ لی۔

حضرت براء ابن مالک نے جب یہ دیکھا کہ دشمن قلعہ نما باغ میں پناہ گزین ہو گیا ہے تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ مجھے اوپر اٹھا کر کسی طرح باغ کی دیوار پر

چڑھا دو انہوں نے منع کیا لیکن ان کا اصرار برقرار رہا چنانچہ آپ کو دیوار پر پہنچا دیا گیا وہاں پہنچ کر آپ نے بڑی چستی سے دروازے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ راستہ میں جو مرتد ملا اس کو تہہ و تیغ کر دیا۔ یہاں تک کہ دروازہ کے قریب پہنچے اور اسے توڑ دیا۔ مسلمان مجاہدین اندر داخل ہو گئے۔ بڑے گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی یہاں تک کہ وحشی نے مسیلمہ کو قتل کر دیا۔

جب اس کے لشکریوں کو علم ہوا تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ سات ہزار کفار وہاں مارے گئے دشمن کے مقتولوں کی مجموعی تعداد اکیس ہزار بنتی ہے۔ مسلمانوں کا بھی شدید جانی نقصان ہوا ہزاروں کی تعداد میں جلیل القدر صحابہ نے جام شہادت نوش کیا اس طرح حضرت ابوبکر صدیق کی عظیم قیادت حضرت خالد کی بے نظیر عبقریت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے مثل شجاعت و بہادری نے فتنہ انکارِ ختم نبوت کو ہمیشہ کے لئے جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ یہ وہ پہلا معرکہ ہے جو اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں اور ایک ایسی قوم کے درمیان ہوا جس پر "اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ" کا صحیح اطلاق ہوا اور اس کا انجام بھی تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ کے عین مطابق ہوا۔

حضرت نافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَاللهِ لَقَدْ كُنَّا نَقْرَءُ هٰذِهِ الْاٰيَتِ فِيْ مَا مَضٰى مَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُوْلِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَلَا نَعْلَمُ مِنْ هُمْ حَتّٰى دَعَانَا اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى قِتَالِ بَنِىْ حُنَيْفَةَ فَعَلِمْنَا اَنَّهُمْ هُمْ . .

بخدا! پہلے ہم یہ آیت پڑھا کرتے تھے لیکن ہمیں یہ علم نہ تھا کہ یہ جنگجو قوم کونسی ہے جس کے ساتھ ہمیں جنگ کی دعوت دی جائے گی جب صدیق اکبر نے ہمیں بنی حنیفہ کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی تو ہم جان گئے کہ یہی وہ قوم ہے جس کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹)

آیت کریمہ کی تفسیر سے معلوم ہوا

حضرات گرامی! آیت کریمہ کی اس مفصل تفسیر سے معلوم ہوا کہ اس آیت کریمہ میں حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کا بیان ہے کیونکہ یہ تمام واقعات خلافت صدیق میں ہی پیش آئے تھے۔

ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ کا قول

ابن ابی حاتم نے جو یبر سے روایت کی کہ یہ قوم بنی حنیفہ تھی۔ پھر ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا کہ یہ آیت خلافت صدیق پر حجت ہے کیونکہ آپ ہی نے ان کو جنگ کے لئے بلایا تھا۔ (الصواعق المحرقہ برق سوزاں صفحہ ۸۱)

شیخ ابوالحسن اشعری کا قول

امام اہلسنت شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوالعباس بن سریج کو فرماتے سنا کہ اس آیت قرآنیہ میں حضرت صدیق کا ذکر ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی جنگ نہیں ہوئی سوائے اس جنگ کے جس میں حضرت ابوبکر نے لوگوں کو بلایا یا مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کے لئے لوگوں کو بلایا وہ فرماتے ہیں اس سے حضرت ابوبکر کی خلافت کے وجوب اور آپ کی اطاعت کے فرض ہونے پر دلالت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس سے منہ پھیرنے والے کو وہ دردناک عذاب دے گا۔

(الصواعق المحرقہ برق سوزاں صفحہ ۸۱)

ابن کثیر کا قول

ابن کثیر کہتے ہیں کہ جو شخص (قوم) کی تفسیر یہ کرے گا کہ اس سے مراد اہل فارس و روم ہیں تو اسے جاننا چاہیے کہ ان کی طرف حضرت صدیق ہی نے لشکر تیار کر کے بھجوائے تھے (الصواعق المحرقہ برق سوزاں صفحہ ۸۱)

دوسری آیت کریمہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت ۵۵)

وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے پہلے تھے اور مستحکم کر دے گا ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لئے اور وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت خوف کو امن سے وہ میری عبادت کرتے ہیں کسی کو میرا شریک نہیں بناتے۔

اوصاف خلافت

گرامی قدر حضرات! اس مقام پر خلافت کے اوصاف کو بیان کر دیا گیا کہ

خلفاء وہ ہونگے جو صاحبان ایمان ہوں

ایمان کیساتھ ساتھ اعمال صالحہ کرتے ہویں

ان کے دور خلافت میں دین مستحکم ہو

ان کی حالت خوف کو امن سے اللہ تعالیٰ نے بدلا ہو

وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوں

وہ شرک نہ کرتے ہوں

حضرت صدیق اکبر کا ایمان

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے متعلق بخاری نے بیان کیا ہے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور بیہقی میں ہے کہ اگر حضرت ابوبکر کے ایمان کا اہل زمین کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان بڑھا ہوا ہوگا۔ (الصواعق المحرقہ، برق سوزاں صفحہ ۳۰۱)

ایمان کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر کیا گیا ہے ملاحظہ ہو

حضرت صدیق اکبر کے اعمال صالحہ

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اعمال صالحہ پر لاتعداد شواہد موجود ہیں۔

مالی طور پر سب سے زیادہ اعمال خیر آپ ہی نے فرمائے۔

مسجد نبوی کی جگہ آپ ہی نے خرید کر وقف فرمائی۔

حضرت بلال اور دیگر سات غلاموں کو خرید کر آپ نے ہی آزاد فرمایا۔

دسیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ہی کی تبلیغ پر ایمان لائے۔

سب سے پہلے خطبہ توحید آپ ہی نے مسجد حرام میں دیا۔

نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت آپ ہی نے فرمائی۔

دورِ صدیقی اور استحکام دین

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مرتدین، مانعین زکوٰۃ، منکرین ختم نبوت سے جہاد ہوا اور دین مستحکم ہوا۔

امن و امان کی صورتحال

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جیسا امن و امان رہا وہ کسی دوسرے خلیفہ کے دور میں سوائے حضرت عمر کے نظر نہیں آتا۔

عبادتِ خدا

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آغازِ صحابیت سے لے کر آخری یوم حیات ظاہرہ تک ہر وقت عبادت خدا میں منہمک رہے سوائے دینی امور کے یا لوگوں کی خدمت یا

جہاد کے۔

کبھی شرک نہ کیا

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چار سال کی عمر میں بت خانہ کے سب سے بڑے بت کو پتھر سے گرایا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے شرک سے بیزاری کا ثبوت دیا اور کبھی زمانہ جاہلیت میں بھی آپ نے شرک نہ کیا۔

تو یہ تمام اوصاف علیٰ وجہ الکمال حضرت سیّدنا صدیق اکبر کی ذات مستودہ صفات میں موجود تھے۔ لہٰذا آیت کریمہ سے خلافت صدیق اکبر کا اثبات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

باقی تمام خلفاء خلیفہ اوّل نے بنائے

ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ آیت خلافت صدیقی پر منطبق ہوتی ہے اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عبدالرحمٰن بن عبدالحمید المہری سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی ولادیت کا ذکر تو کتاب اللہ میں موجود ہے پھر اس آیت کریمہ کو تلاوت کیا (الصواعق المحرقہ برق سوزاں صفحہ ۸۳)

حضرات گرامی! لوگ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آیت تو تمام خلفاء کے متعلق ہے کیونکہ امن کا حصول خوف کا ازالہ اور دین کی تقویت ان کی خلافت میں ہوئی۔

تو جواب یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کیونکہ استخلاف کے وعدہ سے مراد خلافت و امامت ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو خلیفہ بنانے والے خلیفہ اور امام ہیں چنانچہ دیگر خلفاء کے تمام کارنامے مرہون منت ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے

حضرت عمر کو خلیفہ حضرت ابوبکر نے بنایا

حضرت عثمان کو خلیفہ حضرت عمر کی مجلس شوریٰ نے بنایا

حضرت علی کو خلیفہ اجماع صحابہ نے بنایا۔

اگر اجماع کو کوئی نہ مانے تو اسے چاہیے کہ خلافت حیدری کا بھی انکار کرے

خلافت صدیقی — قرآنی نصوص سے ثابت

خلافت صدیقی — احادیث مصطفیٰ سے ثابت

خلافت صدیقی — صحابہ کے اجماع سے ثابت

فرمایا: لَا تَجتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَى الضَّلَالَۃِ

اگر آج کے یہ بے عمل مولوی کسی بات پر اتفاق کر لیں تو لوگ اسے قابل حجت تسلیم کرتے ہیں۔

تو جس خلافت پر

سابقون الاوّلون نے اجماع فرمایا ہو

ساری اُمت سے افضل افراد نے اجماع فرمایا ہو

ہدایت کے ستاروں نے اجماع فرمایا ہو

میرے آقا کے صحابہ پیاروں نے اجماع فرمایا ہو

فاروق وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر وسعد وسعید وابوعبیدہ اور عبدالرحمٰن ابن عوف نے اجماع فرمایا ہو۔

ان عشرۂ مبشرہ نے اجماع فرمایا ہو۔

اس خلافت کا انکار

نہ تو کوئی — مومن کر سکتا ہے

نہ کوئی — مسلمان کر سکتا ہے

نہ کوئی — اہل دانش کر سکتا ہے

نہ کوئی — نبی کا غلام کر سکتا ہے

نہ کوئی — فقہ کا امام کر سکتا ہے

نہ کوئی عالم و فاضل کر سکتا ہے

اگر ایک طرف کسی مولوی کا ذاتی عقیدہ ہو

اور دوسری طرف ان تمام صحابہ کا اجماع ہو

تو مانا جائے گا صحابہ کے اجماع کو

اور چھوڑ دیا جائے گا مولوی کے عقیدہ کو

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

چھٹا خطبہ، جمادی الثانی

عشق رسول اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ○ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

عشق رسول صدیق اکبر

واجب الاحترام بزرگو! نوجوان ساتھیو میری پردہ نشین ماؤ اور بہنو! آج کے خطبہ کا موضوع ہے عشق رسول اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یعنی حضرت سیّد ابوبکر صدیق

کے قلب مطہرہ منورہ میں کتنا ایک عشق رسول تھا۔

تو میں ناچیز اس قلب انور کی کیفیات کا ادراک کیسے کر سکتا ہوں جس دل میں ایمان اتنا بھرا ہوا کہ ساری کائنات کے مومنوں! مسلموں! ولیوں، غوثوں، قطبوں، ابدالوں، اوتادوں، اماموں، شہیدوں تبع تابعین، تابعین بلکہ تمام صحابہ کا ایمان اس اکیلے قلب صدیق کے ایمان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

صدیق ہر لحاظ سے فائق تھے

گرامی حضرات! میرے آقا علیہ السلام کا اپنے مصلیٰ امامت پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ میرے صدیق اکبر ہر لحاظ سے تمام اُمت محمد پر فائق تھے۔

خواہ وہ تصدیقِ توحید و رسالت ہو
خواہ وہ علم ہو
خواہ وہ تقویٰ
خواہ وہ طہارت ہو
خواہ وہ طریقت ہو
خواہ وہ شریعت ہو
خواہ وہ عبادت ہو
خواہ وہ ریاضت ہو
خواہ وہ کوئی بھی عمل خیر ہو

صدیق ہر لحاظ سے تمام صحابہ سے آگے آگے ہیں۔

تو جس طرح ہر مقام پر تمام صحابہ سے آگے میرا صدیق ہے
اس طرح عشق رسول میں بھی تمام صحابہ سے آگے میرا صدیق ہے

عشق و محبت کا مفہوم

حضرات گرامی! آیئے ذرا عشق کے مفہوم کو سمجھیں کہ عشق کسے کہتے ہیں ......تو امام غزالی کیمیائے سعادت میں رقمطراز ہیں کہ

''کسی چیز کو دیکھا اور طبعیت اس کی طرف راغب ہو گئی تو اس میلان طبع کو محبت کہتے ہیں'' (کیمیائے سعادت امام غزالی علیہ الرحمۃ)

آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہر ماں اپنے بیٹے سے محبت طبعی رکھتی ہے یعنی اس کو بیٹے کی محبت کی طرف مجبوراً راغب نہیں کیا جاتا بلکہ وہ اپنی مامتا کی وجہ سے اپنی تمام اولاد سے محبت رکھتی ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ

''اگر اس میلانِ طبع میں شدت آجائے تو اسی محبت کو عشق کا نام دیا جاتا ہے''

جیسا کہ ہر مومن کا دعویٰ ہے کہ ہم عاشق رسول ہیں حالانکہ یہ دعویٰ کرنا تو آسان ہے۔ مگر اس کا عملاً اظہار کرنا بہت مشکل ہے

کسی عاشق نے کیا خوب کہا کہ

کوئی روکو یاز ظہوری نوں دعویٰ نہ کرے محبت دا
اس اوکھے پینڈے وچہ پے کے بھل جاندیاں بھلیاں نے

اس ساری کائنات کی تخلیق سے لیکر اس کے حشر قیامت تک سب محبت وعشق کا ظہور نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

دُنیا کو بنایا
کائنات کو تخلیق فرمایا:

لوح و قلم عرش و کرسی زمین و آسمان مشرق و مغرب، جنوب و شمال تحت و فوق یمین و یسار، شہدا و امام ملائکہ و غلمان و رضوان حوران بہشتی انبیاء و اولیاء یہ سب کچھ

محبت وعشق کے سبب بنائے گئے ہیں جس پر حدیث لولاک دلیل واضح ہے بلکہ یہاں تک عشق ومحبت کا اشہار فرمایا کہ اے حبیب اگر آپ نے ہوتے تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ

معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق
صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق

فراق حوا میں حضرت آدم کا گریہ بھی دراصل ۔ عشق رسول تھا
اور فراق یوسف میں یعقوب علیہ السلام کا رونا بھی دراصل عشق رسول تھا

اس کی تشریح کرتا ہوں تو موضوع بدل کر رہ جائے گا۔

امام غزالی کہتے ہیں۔

''اگر یہ میلان طبع اس قدر بڑھ جائے کہ عاشق کو اگر محبوب سے جدا کر دیا جائے تو وہ تڑپ تڑپ کر جان تو دے دے مگر جدائی کی تاب نہ لا سکے اسے مودۃ کہتے ہیں''

صدیق تاں سنگتی ہر جادا

حضرات گرامی! یار غارِ مصطفیٰ حضرت سیّدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے آقا و مولا سے استقدر مودۃ تھی کہ آپ نے

ماں باپ کی جدائی تو برداشت کی
اولاد کی جدائی تو برداشت کی
وطن کی جدائی تو برداشت کی
دولت وثروت کی جدائی تو برداشت کی
بازوساماں کی جدائی تو برداشت کی
مگر اپنے آقا سے ایک لمحہ جدائی برداشت نہ کی

اگر آقا نے حکم فرمایا تو صدیق تعمیل کرتے ہوئے بظاہر جدا ہوئے
جب وہ حکم تعمیل پذیر ہو گیا پروانہ پھر اپنی شمع پہ حاضر ہو گیا

قدرت نے فرمایا

قدرت نے فرمایا اے صدیق

اگر تو ساتھ ساتھ رہنا چاہتا ہے تو میں بھی تجھے محبوب کیساتھ ساتھ ہی رکھنا چاہتا ہوں۔

صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ قبر میں بھی تو ساتھ ہی رہے گا اور حشر میں بھی ساتھ ہی اٹھے گا۔

صدیق تے سنگتی ہر جادا اوہ تے رلیا سنگ مزار اے
یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

معیت صدیق اکبر

حضرات محترم! یہ تو تھا محبت، عشق اور مودۃ کا مفہوم

اب سنیے اس کی علامات علماء کرام بیان فرماتے ہیں جیسا کہ امام غزالی نے فرمایا کہ محبت کا سب سے اعلیٰ مقام مودت ہے کہ محبّ محبوب کہ بغیر نہ رہ سکے یہ علامت سامنے رکھیے اور سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق کی سوانح کا مطالعہ فرمائیے۔ ایک روایت اس سلسلہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں توجہ رہے کہ جو صدیق اکبر نبی علیہ السلام کی رفاقت کے لئے ہر وقت بے چین و بے قرار تھے اللہ نے ان کا نام تک بھی اسم محبوب سے جدا نہ ہونے دیا۔

محبت کی پہلی علامت

حضرات آپ نے سماع فرمایا کہ سچا عاشق محبوب کی جدائی برداشت نہیں کرسکتا، امام رازی سیّد المتکلمین اپنی مشہور زمانہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ

"رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک انگوٹھی دی اور فرمایا کہ

اس پر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

لکھوالاؤ

اب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وہ انگوٹھی ایک صراف کو دی اور فرمایا

اکتب فیه لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اس پر پورا کلمہ شریف لکھ دو

حضرات گرامی! فقیر چونکہ نقشبندی ہے اس لیے اس روایت کو پڑھتے ہوئے معاذہن خیال آیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟

تو دل سے اس کا جواب بھی آیا کہ میرے صدیق نے ضرور یہ سوچا ہوگا کہ میں نے کلمہ اتنا تو نہ پڑھا تھا بلکہ میں نے تو پڑھا تھا

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تو میرے عشق کا تقاضہ ہے کلمہ پورا لکھوانا چاہیے۔

ادھر عقل نے کہا — دیکھو حکم صرف لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ لکھوانے کا ہے

ادھر عشق نے کہا — خطرہ اللہ رسول کو جدا لکھوانے کا ہے

عقل نے کہا — حکم عدولی نہ کرو سرکار

عشق نے کہا — عشق کے رنگ میں رنگ جاؤ میرے یار

نتیجہ یہ نکلا کہ

عقل است غلام من عشق است امام من

عقل کو چھوڑ دے اور عشق کی بات مان

لہٰذا لکھوالیا پورا کلمہ شریف اور اس نقاش نے لکھ دیا

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لیکن جب وہ انگوٹھی نبی کریم علیہ السلام تک واپس پہنچی اور سرکار نے اسے ملاحظہ فرمایا تو اس پر لکھا ہوا تھا

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ و ابوبکر ن الصدیق

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"اے ابوبکر میں نے تو صرف اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ہی لکھوانے کو کہا تھا مگر تم نے میرا بھی اور اپنا نام بھی ساتھ لکھوالیا ہے"

عرض کی آقا

"آپ کا نام نامی اسم گرامی تو میں نے لکھوایا ہے مگر میرے نام کا پتہ نہیں کس نے لکھوایا ہے۔ اس لیے کہ میں نے مناسب نہ سمجھا اور میرے ایمان و میری محبت نے یہ برداشت نہ کیا کہ آپ کو اللہ کے نام سے جدا کروں"

فقیر کہتا ہے

ابوبکر صدیق ہیں اور انہوں نے صرف توحید ہی کی تصدیق نہ کی تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ رسالت کی بھی تصدیق کی تھی۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖ

اور وہ جو آئے ساتھ حق اور سچ کے اور جس نے اس کی تصدیق کی تو وہ اس موقع پر ادھوری تصدیق کیوں فرماتے۔

حضرت جبرائیل دربار رسالت میں

گرامی حضرات! جب حضرت سیّدنا صدیق اکبر نے یہ عرض کیا تو

فَجَآءَ جِبْرِیْلُ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اما اسم اَبِیْ بَکْرٍ فکتبتهه۔

پس حضرت جبریل علیہ السلام آئے عرض کیا یا رسول اللہ!

آپ کا نام تو ابو بکر نے لکھوایا ہے۔ اور ابو بکر کا نام میں نے لکھا ہے۔

اس لئے کہ صدیق کے ایمان نے یہ قبول نہ کیا کہ آپ کے نام کو خدا کے نام سے جدا کرے اور اللہ تعالیٰ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ صدیق کو آپ سے علیحدہ رکھے۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۸۷)

یہ عشق ومحبت کا ظہور ہے

حضرات گرامی! یہ سب عشق ومحبت کا ظہور ہے۔

میرے آقا علیہ السلام کی محبت نے

گوارا نہ کیا کہ   میر انگوٹھی پر میرے خالق کا نام نہ ہو

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت نے گوارا نہ

کیا کہ   اللہ کے نام کے ساتھ محبوب کا نام نہ ہو

اور اللہ کی محبت نے گوارا نہ کیا کہ

محبوب کے نام کے ساتھ   ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نہ ہو

نتیجہ یہ نکلا

جہاں اللہ کریم کا اسم مبارک ہوگا   وہیں رسول اللہ کا اسم مبارک ہوگا

جہاں رسول اللہ کا اسم مبارک ہوگا   وہیں خلیفہ الرسول کا اسم مبارک ہوگا

رسول اللہ علیہ السلام سے صدیق اکبر کو جدا کرنا   اللہ تعالیٰ کو پسند ہی نہیں

رسول اللہ علیہ السلام سے صدیق اکبر کو جدا کرنا   مصطفیٰ علیہ السلام کو پسند نہیں

رسول اللہ علیہ السلام سے صدیق اکبر کو جدا کرنا   جبریل امین کو پسند نہیں

منکرین صدیق اکبر

کل بھی زور لگاتے رہے   کہ صدیق کو محبوب سے جدا کردیں

آج بھی زور لگا رہے ہیں   کہ صدیق کو محبوب سے جدا کردیں

مگر

ان کی یہ سازشیں   کل بھی کامیاب نہ ہوسکیں

ان کی یہ سازشیں   آج بھی کامیاب نہ ہوں گی

میرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کل بھی   محبوب کے ساتھ تھے

آج بھی   محبوب کے ساتھ ہیں

اس گنبد خضریٰ میں رحمت کے خزینے ہیں

جب نظر پڑی میری دو یار نظر آئے

حضرات گرامی! یہ تو سرکار دو عالم علیہ السلام کے حکم پاک کا ظہور ہے۔

سرکار نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

مرد اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

تو صدیق بھی اسی کے ساتھ ہوں گے جن سے وہ محبت کرتے ہیں۔ اور یہی محبت کی تکمیل ہے۔

قرآن می صدیق حضور کے ساتھ

گرامی قدر حضرات! اللہ تعالیٰ تبارک تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں اس محبت ومعیت کو نص قطعی سے بیان فرمادیا اور ارشاد فرمایا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی

تمام شعبہ وسنی کتب میں وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ سے مراد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس طرح ارشاد فرمایا

غار میں حضور صدیق کے ساتھ

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ

دونوں کا دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے۔

یہاں بھی صدیق مصطفیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہیں کیونکہ غار میں یہ دونوں ہی نفوس قدسیات تھے۔

انعام میں صدیق حضور کے ساتھ

اس طرح ارشاد فرمایا

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ

انعام فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے اور صدیقوں میں سے

اس انعام میں بھی صدیق نبی کے ساتھ ساتھ اور بلا فصل ساتھ

سفر معراج میں جب کہ مقام وحشت آیا تو بہ لہجہ صدیق کلام فرمایا گیا کہ حضور علیہ السلام کے مقدس و معطر کان مبارک صدیق اکبر کی آواز سے مانوس تھے اور تنہائی و وحشت کے مقام پر یاروں کی یاد آتی ہے تو اس مقام پر بھی صدیق ساتھ ساتھ اور یہ تفصیل معراج النبی کے واقعات کی تمام کتابوں میں موجود ہے۔

حضرات گرامی! جب اس ہر وقت ساتھ رہنے والے صدیق نے فرمایا کہ میں بعد از مرگ بھی جدا نہیں رہنا چاہتا میرا جنازہ اٹھا کر حضور علیہ السلام کے در دولت پر لے جا کر اذن طلب کرنا کہ یارسول اللہ!

یہ تو ابوبکر جو ہر مقام پر آپ کا رفیق رہا آج بھی رفاقت کے شرف سے مشرف ہونا چاہتا ہے تو دروازہ کھل گیا اور آواز آگئی کہ

اوصلو الحبیب الی الحبیب (شواہد النبوت)

حبیب کو حبیب سے ملا دو۔

اگر صدیق بااجازت نہ جاتے تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ

صدیق زبردستی وہاں چلے گئے

صدیق دھونس سے وہاں چلے گئے

صدیق خلیفہ ہونے کی وجہ سے وہاں چلے گئے

مگر صدیق نے تو اجازت طلب کی اور پھر اجازت مل گئی تاکہ میرے صدیق پر یہ کوئی اعتراض نہ کر سکے اور اسکی سفید صداقت کی چادر داغ دار نہ ہو سکے اور پتہ چل سکے کہ

صدیق خود حجرہ مصطفیٰ میں نہیں آئے بلکہ ان کو میں نے بلایا ہے۔

وہاں اگر کوئی بلا اجازت جا سکتا ہوتا تو چوتھی جگہ خالی ہے آج تک چلا جاتا۔

بڑے بڑے فرمانبروا آئے لیکن اس خالی جگہ کو نہ پا سکے

بڑے بڑے بادشاہ آئے لیکن اس خلی جگہ کو نہ پا سکے

جن کو نبی نے بلایا وہ ہی وہاں گئے

اور قیامت تک وہیں رہیں گے

کیونکہ "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" حدیث پاک کے مطابق ان کو وہیں جانا تھا۔

پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اب جو نبی کریم علیہ السلام کو حیات نہیں مانتے وہ بتائیں کہ یہ دروازہ کس نے کھولا اور آواز کس نے دی تھی۔

جو حیات رسول دے ہین منکر دس کون روضے وچوں بولیا سی

اپنے یار غار دے واسطے پھر کہنے اٹھ دروازہ کھولیا سی

محبت کی دوسری علامت

محترم حضرات! امام بخاری علیہ الرحمۃ نے الادب المفرد میں رقم فرمایا کہ

حُبُّ کَالشَّیْءِ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ (الادب المفرد)

یعنی کہ محب اپنے محبوب کے بارے میں اندھا اور بہرا ہوتا ہے۔
وہ کسی سے اپنے محبوب کی برائی سن نہیں سکتا اور دیکھ بھی نہیں سکتا۔
حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود میں یہ شئی بھی بدرجہ اتم موجود تھی۔

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا

ایک دن آپ والد ابو قحافہ (جو ابھی ایمان نہ لائے تھے اور یہ فتح مکہ کے موقعہ پر دولت ایمان سے مشرف ہوئے) نے ایک ہلکی سے گستاخی کر دی۔
ادھر یہ گستاخی سماعت صدیق سے ٹکرائی ادھر آپ نے والد کو طمانچہ رسید کر دیا۔
والد بارگاہ رسالت میں آئے اور شکایت کر دی کہ آج آپ کے یار نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔
ارشاد ہوا! بلاؤ ان کو
حضرت صدیق اکبر حاضر ہوئے تو فرمایا:
''اے ابو بکر! کیا تم نے ایسا کیا ہے؟
عرض کیا! یارسول اللہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔
فرمایا کیوں؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے والدین کے کس قدر حقوق بیان کیے ہیں؟
عرض کیا! یارسول اللہ بخوبی معلوم ہیں۔
فرمایا تو پھر تم نے طماچہ کیوں رسید کیا؟
عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہی کا ارشاد ہے:
لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری اول صفحہ ۷)
تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل الایمان نہیں ہوسکتا جب تک والد وولد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے۔

تو اب ایک طرف تھا   والد صدیق
اور دوسری طرف تھا   ایمان صدیق
میں نے اس ایمان اور محبت رسول کے تقاضوں پر عمل کیا ہے کیونکہ مجھے آپ سے زیادہ کسی سے محبت نہیں ہے میرا تو اس حدیث مبارکہ کے مطابق یہی عقیدہ ہے کہ

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

اس طرح کتب تاریخ وسیر میں یہ واقعہ بھی جلی حروف سے موجود ہے کہ
میدان جہاد تھا۔
بیٹا حضور کی مخالفت میں برسرپیکار تھا۔
صدیق اپنے محبوب کی حمایت میں بے قرار تھا۔
بیٹا جوان تھا   باپ بوڑھا تھا
بیٹے کی تلوار کی زد میں باپ آ گیا۔
بیٹا سوچنے لگا کہ اگر قتل کرتا ہوں تو یتیم ہو جاؤں گا۔
لہٰذا چھوڑ دیا۔
دوسری مرتبہ پھر قتل نہ کیا۔
تیسری مرتبہ پھر تہہ تیغ نہ کیا۔
حالانکہ پورا پورا کنٹرول تھا مگر ذبح نہ کیا۔
اب جبکہ وہ بیٹا مسلمان ہو کر صحابی رسول بن گیا تو ایک موقعہ پر بات چل نکلی اس نے کہا اے والد محترم میں نے آپ کو فلاں جنگ میں تین مرتبہ قابو پاتے ہوئے بھی چھوڑ دیا۔

صدیق کا عشق رسول جوش میں آیا اور فرمایا بیٹے سن
تین مرتبہ تو نے مجھ پر قابو پایا اور چھوڑ دیا مگر میں ایک مرتبہ بھی قابو پاتا تو یا تو
میرے آقا کا کلمہ پڑھتا یا میں تیرا سرتن سے جدا کر دیتا۔
کیونکہ

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مالٗ اولاد سے پیارا

ایک پنجابی کا شاعر بولا

کالیاں زلفاں والا دکھی دلاں دا سہارا
قسم ایں خدا دی مینوں سب نالوں پیارا

محبت کی تیسری علامت

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا
مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَهٗ
جس سے کسی کو محبت ہوگی وہ اس کا کثرت سے ذکر کرے گا۔
یہ علامت بھی خوب کسوٹی ہے محبت کی

مشق نام لیلیٰ

رومی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجنوں ریت کے اوپر بیٹھا تھا اور اپنی انگلیوں سے ریت پر لیلیٰ کا نام لکھتا تھا پھر مٹاتا پھر لکھ دیتا۔
کسی نے پوچھا میاں مجنوں یہ کیا کر رہے ہو تو کہا

گفت مشق نام لیلیٰ می کنم
خاطر خود را تسلی می دہم

(مثنوی مولانا روم)

میں تو لیلیٰ کے نام کی مشق کرتا ہوں اور اس سے اپنے دل کو تسلی دیتا ہوں۔

کسی نے کہا مجنوں! تیری لیلیٰ مرگئی۔
کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے میں یہ بات تسلیم نہیں کرتا۔
اس نے کہا! میں خود اسے اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے آیا ہوں۔
کہا! ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ جب تک میں زندہ ہوں میری لیلیٰ نہیں مرسکتی۔
تو پتہ چلا کہ ذکر محبوب کی کثرت بھی محبت کی علامات میں سے ہے۔

رفعت ذکر محبوب

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب سے محبت ہے تبھی تو ارشاد فرمایا کہ
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔
اور ہم بھی دن رات سرکار کی نعتیں اسی لیے پڑھتے ہیں کہ علامت محبت ہے۔

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
جو ذکر مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

اور کسی عاشق نے تو کیا ہی خوب کہہ دیا کہ ''ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے''

کثرت ذکر اور صدیق اکبر

حضرات گرامی! حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زباں مبارک پر ہر وقت نعمات محبوب حضور علیہ السلام کی حیات ظاہرہ میں تو رہتے تھ
مگر بعد از وصال نبی علیہ السلام حضرت ابوبکر ہر وقت یاد محبوب میں گریہ کناں رہتے۔
حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرنے والد محترم نے بعد وصال نبوی ایک علیحدہ حجرہ بنالیا تھا جس میں وہ ہمہ وقت فراق محبوب میں گریہ فرماتے رہے

اور آپ کے سانس مبارک سے دھواں نمودار ہوا کرتا جیسے کہ آپ کے سینہ میں آتش فراق محبوب جل رہی ہو۔

طبیب وحکیم بلائے گئے مگر بے سود بالآخر آپ نے فرمایا:

تم نے تو کر دیا طبیب آتش سینہ کا علاج
پھر بھی یہ دود آہ سے بوئے کباب آئی کیوں

فراق حبیب میں شب وروز گزرتے گئے ایک طبیب نے جب آپ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا تجھ سے قبل میرا طبیب حقیقی مجھ کو دیکھ چکا ہے اور اب وہ وقت آ گیا ہے جس کا عشاق کو انتظار ہوتا ہے۔

۲۲ جمادی الثانی کو آپ نے اپنی لخت جگر ام المومنین سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر پوچھا

آج کون سا دن ہے؟

عرض کیا! پیر کا دن ہے۔

طبیعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ یہ وہی پیر کا دن ہے جس دن میرے محبوب نے اس دار فانی کو چھوڑا تھا۔

پھر فرمایا

وصال صدیق اکبر

اے بیٹی میری پیاری اور لاڈلی لخت جگر اگر تم اس ھبہ (جو کھجوریں پہلے آپ نے ھبہ کی تھیں جن پر ابھی سیدہ نے قبضہ نہ کیا تھا) پر اس وقت قبضہ کر لیتیں تو آج وہ کھجوریں تمہاری ہوتیں مگر آج تو اس پر میراث جاری ہو گی اور وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں تو تم کتاب اللہ کے موافق تقسیم کر لینا۔

حضرت عائشہ نے عرض کیا ابا جان (یہ تو ہے ہی کیا) اگر بہت سا مال بھی ہوتا تو میں چھوڑ دیتی اور ہاں پھر (جیسا انہوں نے فرمایا تھا) ایسا ہی واقعہ ہوا۔

(الاصابہ جلد ہشتم صفحہ ۲۸۶ طحاوی شریف جلد دوم صفحہ ۲۴۵ بیہقی شریف صفحہ ۱۷۰ موطا امام مالک صفحہ ۳۱۴ مولوی اشرف علی تھانوی کی جمال الاولیا صفحہ ۲۹)

اس کے بعد وصیت فرمائی کہ مجھے نیا کفن نہ دیا جائے بلکہ وہ نیا کپڑا کسی غریب محتاج کو دیا جائے اور مجھے انہیں کپڑوں کو دھو کر ان میں غسل دے دیا جائے۔

حضرت عائشہ نے عرض کیا ایسا کیوں کریں؟

فرمایا اگر میں نئے کپڑوں کا مستحق ہوں تو مجھے جنت سے مل جائیں گے اور اگر ایسا نہیں تو نیا کپڑا کسی فقیر کو محتاج کو مل جائے گا۔

میرے پاس یہ مختصر سا سامان بیت المال کا ہے یہ سیدنا عمر الفاروق کو پہنچا دیا جائے خلیفہ اول خلیفہ راشد خلیفۃ الرسول کا انتقال ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

خلیفۃ الرسول کا یوم وصال	پیر
رسول اللہ علیہ السلام کا یوم وصال	پیر
خلیفۃ الرسول کا مقام وصال	مدینہ منورہ
رسول اللہ علیہ السلام کا مقام وصال	مدینہ منورہ
خلیفۃ الرسول کا کفن تن کے کپڑے	نیا نہیں
رسول اللہ علیہ السلام کا کفن تن کے کپڑے	نیا نہیں
رسول اللہ علیہ السلام کا انتقال	سیدہ عائشہ کے دامن میں
خلیفۃ الرسول کا انتقال	سیدہ عائشہ کے دامن میں

جس چار پائی پر رسول اللہ آرام فرما ہو۔

اسی چار پائی پر خلیفۃ الرسول آرام فرما ہوئے۔

گویا کہ خلیفۃ الرسول نے اپنے آپ کو فَنَافِی الرَّسُوْل فرما لیا تھا تو اس کا تقاضہ یہ تھا کہ

رسول اللہ کا مدفن — حجرہ عائشہ میں
خلیفۃ الرسول کا مدفن — حجرہ عائشہ میں

صرف کثرت ذکر ہی نہ کی بلکہ بعد وصال بھی قربت محبوب حاصل کی۔
یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

❀❀❀❀❀

❀❀❀